مخزن ادب

حصۂ اوّل

یعنی

مڈل اسکولز کی پانچویں جماعت کے
طلبا کے لئے اُردو نصاب

مؤلفہ

میرزا محمد سعید صاحب آئی-ای-ایس
پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور

و

شیخ محمد اکرام صاحب بیرسٹرایٹ لا
سابق مدیر رسالہ مخزن و عصمت

پنجاب پرنٹنگ ورکس بک ڈپو انارکلی لاہور

۱۹۳۴ء

بار ششم

قیمت ۱۰/

فہرست مضامین

۱۔ حمد

۱۔ سبق ایسا پڑھا دیا تُو نے
دل سے سب کچھ بھلا دیا تُو نے

۲ کیا بتاؤں کہ کیا لیا مَیں نے
کیا کہوں مَیں کہ کیا دیا تُو نے

۳ بے طلب جو ملا ملا مجھ کو
بے غرض جو دیا دیا تُو نے

۴ نارِ نمرود کو کیا گلزار۔
دوست کو یُوں بچا دیا تُو نے

۵ نغمہ بلبل کو رنگ و بُو گُل کو
دل کش و خوشنما دیا تُو نے

۶ جس قدر میں نے تجھ سے خواہش کی
اُس سے مجھ کو سوا دیا تُو نے

۷ رہبر خضرؑ ہادیؑ الیاسؑ
مجھ کو وہ رہنما دیا تو نے

۸ مٹ گئے دل سے نقش باطل سب
نقشہ ایسا جما دیا تو نے

۹ ہے یہی راہِ منزلِ مقصود
خوب رستے لگا دیا تو نے

۱۰ داغ کو کون دینے والا تھا
جو دیا اے خدا دیا تو نے

داغ

نوٹ۔ یہ نظم سب لڑکوں کو زبانی یاد کرنی چاہیئے ۔

سوالات

۱ نارِ نمرود کو کیا گلزار
دوست کو یوں بچا دیا تو نے

اس شعر میں کس کہانی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے ؟

۲۔ ان الفاظ کو خوشخط لکھو اور معنی بتاؤ :۔

بے طلب - رہبر - ہادی - نقشِ باطل - منزلِ مقصود۔

۴- شعر نمبر ۷ کا مطلب بیان کرو۔

۲- اخلاق و آداب

چھوٹا بیٹا سلیم ابھی سو کر نہیں اُٹھا تھا کہ بیدارا نے آ جگایا کہ صاحبزادے اُٹھئے - بالا خانے پر میاں بلاتے ہیں - سلیم کی عمر اُس وقت کچھ کم دس برس کی تھی - سلیم نے جو طلب کی خبر سُنی - گھبرا کر اُٹھ کھڑا ہُوا - اور جلدی سے ہاتھ مُنہ دھو ماں سے آ کر پوچھنے لگا :-

سلیم- امّاں جان ! تم کو معلوم ہے - ابّا جان نے کیوں بلایا ہے ؟

ماں۔ بھائی مجھ کو کچھ خبر نہیں +

سلیم۔ کچھ خفا تو نہیں ہیں ؟

ماں۔ ابھی تو کوٹھے پر سے بھی نہیں اُترے +

سلیم۔ بیدارا ! تجھ کو کچھ معلوم ہے ؟

بیدارا۔ میاں ! میں اُوپر لوٹا لینے گئی تھی۔ میاں اُوپر بیٹھے ہوئے کتاب پڑھ رہے تھے۔ میں آنے لگی تو میاں نے آپ کا نام لیا اور کہا کہ اُن کو بھیج دو +

سلیم۔ صُورت سے کچھ غُصّہ تو نہیں معلوم ہوتا تھا +

بیدارا۔ نہیں تو +

سلیم۔ تو امّاں جان ! ذرا تم بھی میرے ساتھ چلو +

ماں۔ میری گود میں لڑکی سوتی ہے۔ تم ڈرتے کیوں ہو۔ جاتے کیوں نہیں ؟

سلیم۔ کچھ پُوچھیں گے ؟

ماں۔ جو کچھ پُوچھیں گے تم اُس کا معقُول طَور پر جواب دینا +

غرض سلیم ڈرتے ڈرتے اُوپر گیا اور سلام کرکے الگ جا کھڑا ہوُا - باپ نے پیار سے بُلا کر پاس بٹھا لیا اور پوُچھا -

باپ - کیوں صاحب ابھی مدرسے نہیں گئے؟

بیٹا - جی بس اب جاتا ہوُں - ابھی کوئی گھنٹہ بھر کی اور دیر ہے +

باپ - تم اپنے بھائی کے ساتھ مدرسے جاتے ہو یا الگ ؟

بیٹا - کبھی کبھی بھائی جان کے ساتھ چلا جاتا ہوُں - ورنہ اکثر اکیلا چلا جاتا ہوُں +

باپ - کیوں ؟

بیٹا - اگلے مہینے میں اِمتحان ہونے والا ہے - چھوٹے بھائی جان اُسی کے واسطے تیّاری کر رہے ہیں - صبح سویرے اُٹھ کر کسی ہم جماعت کے ہاں چلے جاتے ہیں وہاں اُن کو دیر ہو جاتی ہے تو پھر گھر بھی نہیں آتے - مَیں جاتا ہوُں تو اُن کو مدرسے میں پاتا ہوُں +

باپ - کیا اپنے گھر میں جگہ نہیں ہے کہ

دوسروں کے ہاں جاتے ہیں ؟

بیٹا - جگہ تو ہے مگر وہ کہتے تھے کہ یہاں بڑے بھائی جان کے پاس ہر وقت گنجفہ اور شطرنج ہُوا کرتی ہے - اطمینان کے ساتھ پڑھنا نہیں ہو سکتا +

باپ - تُم بھی شطرنج کھیلنی جانتے ہو +

بیٹا - مُہرے پہچانتا ہُوں مگر کبھی خُود کھیلنے کا اِتّفاق نہیں ہُوا +

باپ - مگر زیادہ دِنوں تک دیکھتے دیکھتے یقین ہے کہ تُم بھی کھیلنے لگو گے +

بیٹا - شاید مُجھ کو عُمر بھر بھی شطرنج کھیلنی نہ آئے گی +

باپ - کیوں - کیا ایسی مُشکِل ہے ؟

بیٹا - مُشکِل ہو یا نہ ہو میرا جی ہی نہیں لگتا +

باپ - سبب ؟ -

بیٹا - میں پسند نہیں کرتا +

باپ - چُونکہ مُشکِل ہے اکثر مبتدی گھبرایا کرتے ہیں - مجھ کو یقین ہے گنجفے میں تمھاری

طبیعت خوب لگتی ہوگی وُہ بہ نسبت شطرنج کے بہت آسان ہے +

بیٹا۔ مَیں شطرنج کی نسبت گنجفے کو زیادہ تر ناپسند کرتا ہُوں +

باپ۔ شطرنج میں طبیعت پر زور پڑتا ہے اَور گنجفے میں حافظے پر +

بیٹا۔ میری ناپسندیدگی کا کچھ خاص کر یہی سبب نہیں ہے۔ بلکہ مجھ کو سارے کھیل بُرے معلوم ہوتے ہیں +

باپ۔ تمہاری اِس بات سے مجھ کو تعجب ہوتا ہے۔ اَور مَیں تم سے تمہاری ناپسندیدگی کا اصلی سبب سُننا چاہتا ہُوں کیونکہ شاید اب سے پانچ یا چھ مہینے پہلے جن دِنوں مَیں باہر کے مکان میں بیٹھا کرتا تھا۔ مَیں نے خود تم کو ہر طرح کے کھیلوں میں نہایت شوق کے ساتھ شریک ہوتے دیکھا تھا +

بیٹا۔ آپ دُرست فرماتے ہیں۔ مَیں ہمیشہ کھیل کے پیچھے دیوانہ بنا رہتا تھا مگر

اب تو مجھ کو دلی نفرت سی ہو گئی ہے +

باپ - آخر اس کا کوئی سبب خاص ہوگا +

بیٹا - آپ نے اکثر چار لڑکوں کو کتابیں بغل میں دابے اندر گلی میں آتے جاتے دیکھا ہوگا +

باپ - وُہی گورے گورے چار لڑکے جو ایک ساتھ رہتے ہیں - پھڈی[1] جُوتیاں پہنے مُنڈے ہُوئے سر اُونچے پاجامے - بینچی چولیاں[2] +

بیٹا - ہاں جناب وُہی چار لڑکے +

باپ - پھر ؟

بیٹا - آپ نے اُن کو کسی قسم کی شرارت کرتے بھی دیکھا ہے ؟

باپ - کبھی نہیں +

بیٹا - جناب کچھ عجب عادت اُن لڑکوں کی

---

[1] پھڈی یعنی جُوتی کی ایڑی کو اندر کی طرف بٹھا دینے سے جُوتی پھڈی ہو جاتی ہے +

[2] انگرکھے کا اُوپر کا حصہ گریبان سے بند بندھنے کی جگہ تک چولی ہے +

ہے - راہ میں چلتے ہیں تو گردن نیچی کیئے ہوئے - اپنے سے بڑا مل جائے جان پہچان ہو یا نہ ہو اُن کو سلام کر لینا ضرور - کئی برس سے اِس محلّے میں رہتے ہیں مگر کانوں کان خبر نہیں - محلّے میں کوڑیوں لڑکے بھرے پڑے ہیں - لیکن اُن کو کسی سے کچھ واسطہ نہیں - آپس میں اوپر تلے کے چاروں بھائی ہیں - نہ کبھی لڑتے نہ کبھی جھگڑتے نہ گالی بکتے نہ قسم کھاتے نہ جھوٹ بولتے نہ کسی کو چھیڑتے نہ کسی پر آوازہ کستے - ہمارے ہی مدرسے میں پڑھتے ہیں وہاں بھی اُن کا یہی حال ہے - کبھی کسی نے اُن کی جھوٹی شکایت بھی تو نہیں کی - ڈیڑھ بجے ایک گھنٹے کی چھٹی ہوا کرتی ہے - اور لڑکے تو کھیل کود میں لگ جاتے ہیں - یہ چاروں بھائی ایک پاس کی مسجد میں نماز پڑھنے چلے جاتے ہیں +

باپ - بھلا پھر؟

بیٹا - منجھلا لڑکا میرا ہم جماعت ہے - ایک دن میرا آموختہ[1] یاد نہ تھا مولوی صاحب نہایت ناخوش ہوئے اور اُس کی طرف اِشارہ کرکے مجھ سے فرمایا کہ کم بخت گھر سے گھر مِلا ہُوا ہے اِسی کے پاس جاکر یاد کر لیا کر - مَیں نے جو پُوچھا کیوں صاحب یاد کرا دِیا کروگے تو کہا بسر[2] و چشم - غرض مَیں اگلے دن اُن کے گھر گیا - آواز دی - اُنہوں نے مجھ کو اندر بُلایا - دیکھا کہ ایک بہت بوڑھی سی عورت تخت پر جائے نماز بچھائے قبلہ رُو[3] بیٹھی ہُوئی کچھ پڑھ رہی ہیں - وُہ اِن لڑکوں کی نانی ہیں - لوگ اُن کو حضرت بی کہتے ہیں - مَیں سیدھا سامنے دالان میں اپنے ہم جماعت کے پاس جا بیٹھا - جب حضرت بی اپنے پڑھنے سے فارِغ ہوئیں تو اُنہوں نے مجھ سے کہا

---

[1] پچھلا پڑھا ہُوا سبق ۔ [2] یعنی سر اور آنکھوں سے ۔
[3] قبلے کی طرف مُنہ کئے ہُوئے ۔

کہ بیٹا گو تم نے مجھ کو سلام نہیں کیا مگر لیکن ضرور ہے کہ میں تم کو دعا دوں۔ جیتے رہو۔ عمر دراز۔ خدا نیک ہدایت دے۔ اُن کا یہ کہنا تھا کہ میں غیرت کے مارے زمین میں گڑ گیا اور فوراً میں نے اُٹھ کر نہایت ادب کے ساتھ سلام کیا۔ تب حضرت بی نے فرمایا کہ بیٹا بُرا نہ ماننا یہ بھلے مانسوں کا دستور ہے کہ اپنے سے جو بڑا ہوتا ہے اُس کو سلام کر لیا کرتے ہیں۔ اور میں تم کو نہ ٹوکتی۔ لیکن چونکہ تم میرے بچوں کے ساتھ اُٹھتے بیٹھتے ہو اِس سبب سے مجھ کو جتا دینا ضرور تھا۔ اِس کے بعد حضرت بی نے مجھ کو مِٹھائی دی اور اِصرار کر کے کھلائی۔ مُدّتوں میں اُن کے گھر جاتا رہا۔ حضرت بی مجھ کو بھی اپنے نواسوں کی طرح چاہنے اور پیار کرنے لگیں اور ہمیشہ مجھ کو نصیحت کیا کرتی تھیں۔ جِن سے میرا دِل تمام کھیل کی باتوں سے کھٹا ہو گیا۔

(۲)

باپ۔ یہ تو تم نے کچھ نہیں بتایا۔ اجی اچھی طرح جی کھول کر بے تکلّف سب باتیں مجھ کو سناؤ کیا کیا تم سے حضرت بی نے کہا۔ رُک رُک کر اور چبا چبا کر باتیں کرنے سے میری طبیعت اُلجھتی ہے ہاں تو پھر کیا ہُؤا ؟

بیٹا۔ ہر روز آنے جانے سے مَیں اُن لوگوں کے ساتھ خُوب بے تکلّف ہو گیا مگر حضرت بی نے پہلے دِن سلام نہ کرنے پر تو ٹوکا تھا پھر کوئی گرِفت[1] نہیں کی۔ باوُجُودیکہ مَیں شوخی بھی کرتا تھا وُہ خفا نہ ہوتی رہیں۔ ایک دِن مجھ سے اور ایک ہمسائے کے لڑکے سے باہر گلی میں کھیلتے کھیلتے عَین اُن ہی کے دروازے پر لڑائی ہو پڑی۔ سخت کلامی کے بعد گالی گلوج کی نوبت پہنچی پھر مار کُٹائی

[1] پکڑ۔ یعنی میری کوئی خطا نہیں پکڑی +

ہونے لگی - لڑکا مجھ سے تھا کمزور اڑنگے[1] پر چڑھا جُوں ہی ایک پٹخنی دیتا ہُوں چاروں شانے[2] چت - پھر تو مَیں اُس کی چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور بچا کو ایسا رگیدا کہ یاد ہی کرتا ہوگا - لوگ چھڑا نہ دیتے تو مَیں اُس کو اَدھ مُوا[3] کر ہی چُکا تھا - بارے دو چار آدمیوں نے مجھ کو اُس پر سے اُتارا اور دو ایک نے میری پیٹھ بھی ٹھوکی کہ شاباش پٹھے[4] شاباش - لیکن وُہ لڑکا ایسا ضِدّی تھا کہ پھر خم ٹھوک[5] کر سامنے آ کھڑا ہُوا مَیں چاہتا تھا کہ پھر گتھ[6] جاؤں اِتنے میں اندر سے اُسی میرے ہم جماعت نے آواز دی - اِدھر لوگوں نے کہا کہ مِیاں جانے بھی دو یہ تمہارے جوڑ[7] کا نہیں ہے - غرض

---

[1] پہلو پر اُٹھا لینے کو اڑنگا کہتے ہیں ۔
[2] دونوں مونڈھے دونوں کو لے ملا کر چاروں شانے کہلاتے ہیں ۔
[3] نیم مردہ ۔ [4] جوان نوعمر کو پٹھا کہتے ہیں ۔
[5] ایک بازُو کو دُوسرے ہاتھ سے ٹھوکنا ۔
[6] لپٹ جاؤں ۔ [7] برابر کا ۔

میں اندر چلا گیا - میرے ہم جماعت نے
پوچھا کیوں جی کس سے لڑ رہے تھے -
میں نے کہا میاں وہی سنجڑے والا رمضانی
کمزور مار کھانے کی نشانی - لیکن خدا کی
قسم میں نے بھی آج اُس کو ایسا مارا
ہے کہ یاد ہی تو کرے گا - اُس وقت
تک غصّہ اور طیش تو فرو ہُوا ہی نہ تھا -
نہیں معلُوم کیا کیا میں نے بکا کہ سب
گھر والوں نے سُن کر آنکھیں نیچی کر لیں
اور بڑی دیر تک سرنگوں[1] بیٹھے رہے -
آخر حضرت بی بولیں کہ سلیم بڑے افسوس
کی بات ہے کہ تو ایسا پیارا لڑکا - اور
گن[2] تیرے ایسے خراب - اس مُنہ سے
ایسی باتیں - آج کئی دن سے میں تجھ
کو سمجھانے والی تھی مگر اِس وقت جو میں
نے تیری گفتگو سنی مجھ کو یقین ہو گیا کہ
تجھ کو سمجھانا بے سُود[3] ہے - بڑا رنج تو
مجھ کو اِس بات کا ہے کہ تو ہاتھ سے گیا

[1] سر جھکائے ۔ [2] عادتیں ۔ [3] بے فائدہ ۔

گزرا ہُوا - دُوسرا کھٹکا یہ ہے کہ تُو میرے لڑکوں کے پاس آتا جاتا ہے اگر خُدا نخواستہ تیری خُو بُو کا ایک شمہ اُنھوں نے اختیار کیا تو میری طرف سے یہ جیتے جی مر گئے۔ مِلنا جُلنا تو بڑی بات ہے - اب یہ محلہ مجھ کو چھوڑنا پڑا - اِتنی بے حیائی - ایسی بد زبانی - اوّل تو لڑنا اور پھر گلی کوچے میں اور اُس پر ایسی موٹی موٹی گالیاں +

مَیں - جناب - خُدا کی قسم ہرگز مَیں نے پہل[1] نہیں کی - وہ سر چڑھ کر مجھ سے لڑا +

حضرت جی - بس اپنی قسموں کو بند کرو - مَیں قسم اور گالی دونوں کو برابر سمجھتی ہُوں جس کو بے موقع بے محل خُدا کا نام لینے میں باک نہیں - اُس کو کسی اور بات کے بک دینے میں تامّل نہیں +

مَیں - گالی بھی پہلے اُسی نے مجھ کو دی +

حضرت جی - تم نے کیوں گالی کھانے کی

---

[1] ابتدا +

بات کی +

مَیں- یہی تو عرض کرتا ہُوں کہ میرا مُطلق قصُور نہ تھا +

حضرت بی- کیا ایسے بیہُودہ لڑکوں سے مُلاقات تُمہارا قصُور نہیں ہَے ؟

مَیں- جناب آپ کو معلُوم نہیں - وُہ لڑکا راہ چلتوں کے سر ہوتا ہَے +

حضرت بی- یکے[1] نہ شُد دو شُد - دروغ گویم[2] بروئے تو - میرے لڑکوں کے کوئی بھی سر نہیں ہوتا +

مَیں- اِن سے تو سرے سے جان پہچان ہی نہیں +

حضرت بی- اَور تُم سے ہَے +

مَیں- یہ کیوں کر کہُوں کہ نہیں ہَے +

حضرت بی- ہَے - تو وُہی تُمہارا قصُور ہَے - اَور اُس کی یہ سزا ہَے کہ تُم نے بازار میں گالیاں کھائیں +

---

[1] ایک جھُوٹ تو تھا ہی دُوسرا اَور ہُوا +

[2] جھُوٹ بھی بولُوں تو تمہارے رُوبرُو +

میں - لیکن میں نے بھی خوب ہی بدلا لیا +
حضرت بی - بس یہی تو تمہاری خرابی کے لچھن ہیں - اور تم اُس کو بدلا سمجھتے ہو - اگر ایک شخص تمہارے ساتھ کچھ بُرائی کرے تو اُس کو لوگ بُرا کہیں گے یا نہیں کہیں گے ؟
میں - ضرور کہیں گے +
حضرت بی - اور جب تم اُس کے ساتھ زیادہ بُرائی کرو تو کیا تم زیادہ بُرے نہ کہلاؤ گے - گالیاں بکنا ایک بُری بات ہے - اُس نے بکیں تو جھک مارا اور تم نے زیادہ بکیں تو زیادہ جھک مارا - سلیم تم اپنے میں اور اُس کنجڑے کے چھوکرے میں کچھ فرق سمجھتے ہو ؟
میں یہ سُن کر مجھ کو ندامت شروع ہوئی اور میں نے کہا کہ واقع میں اس وقت تو مجھ میں اور اُس میں کچھ فرق نہ تھا +
حضرت بی - لیکن وہ ایک بازاری آدمی کا بیٹا ہے اور تم ایک بڑے عزّت دار کے

لڑکے ہو۔ تمہارے دادا کا شہر میں وُہ
شہرہ ہے کہ اُن کے نام کی لوگ تعظیم
کرتے ہیں۔ اُن ہی کے پوتے تُم ہو
جھُوٹ بولنے پر دلیر۔ قسم کھانے میں
بے باک۔ فحش بکنے میں بے دھڑک۔ سلیم!
کوئی شخص دین ہو یا دُنیا کسی جگہ اِس
وجہ سے عزّت نہیں پا سکتا کہ اُس
کے باپ دادا عزّت دار تھے۔ اصل میں
عزّت آدمی کے کردار[1] کی ہے۔ کیا تُم
کہہ سکتے ہو کہ یہ عادتیں جو تُم نے
سیکھی ہیں۔ عزّت حاصل کرنے کی ہیں؟
ہرگز نہیں* یہ سُن کر مجھ کو اِس قدر
شرمندگی ہُوئی کہ میں رونے لگا اور
حضرت بی بھی آبدیدہ[2] ہُوئیں اور مجھ کو
پاس بٹھا کر پیار کیا اور کہا کہ بیٹا میں
تمہارے ہی فائدے کے لئے کہتی ہُوں۔
اب بھی کچھ نہیں گیا۔ لیکن چند روز
بعد تُم کو اِن عادتوں کا چھوڑنا بہت

---

[1] کرتوت عمل * [2] آنکھوں میں آنسو بھر لائیں *

مشکل ہو جائے گا۔ میں نے اُسی وقت توبہ
کی اور کہا کہ اگر اب سے آپ مجھ کو
قسم کھاتے یا فحش بکتے یا جھوٹ بولتے
یا بازاری لڑکوں میں کھیلتے سُنیں تو مجھ
کو اپنے گھر میں نہ آنے دیجئے گا ؛

باپ - کیا بس اُسی دن سے تم کو کھیلنے سے
نفرت ہو گئی ؛

بیٹا - جناب نہیں مہینوں میں حضرت بی
کے یہاں جاتا رہا اور ہر روز نصیحت
کی دو چار باتیں وہ مجھ سے کہا کرتی
تھیں - ایک روز اُنھوں نے مجھ سے
میرے وقت کا حساب پوچھا - میں نے
سونا اور کھانا اور کھیلنا اور تھوڑی دیر
لکھنا پڑھنا بہتیرے کام گنوائے مگر اُنھوں
نے سُن کر ایک ایسی آہ کھینچی کہ آج
تک اُس کی چوٹ میں اپنے دل میں
پاتا ہوں اور کہا کہ سلیم آٹھ پہر میں
خدا کا ایک کام بھی نہیں - خدا نے تم
کو آدمی بنایا کیا ممکن نہ تھا کہ وہ تم

کو بلّی یا کُتّا بنا دیتا - پھر آدمی بھی بنایا تو ایسے خاندان کا جو عزّت دار اور خوش حال ہے - ہو سکتا تھا کہ تم مزدور یا لکڑہارے کے گھر میں ہوتے اور ایسی ہی چھوٹی سی عمر میں تم کو پیٹ پورا کرنے کے واسطے محنت کرنی پڑتی اور پھر بھی سوائے چبینے[1] کے اور کچھ نہ پاتے اور وہ بھی پیٹ بھر کر نہیں - ایک لنگوٹی تم باندھے پھرتے - نہ پاؤں میں جوتی - نہ سر پر ٹوپی - نہ گلے میں انگرکھا - جہاں جاتے دُر دُر[2] - جس کے پاس کھڑے ہوتے پھٹ پھٹ[3] - پھر صورت تم کو ایسی پاکیزہ دی کہ جو دیکھے پیار کرے - کیا تم کو کالا بھٹ - کانڑا - لنگڑا - کوڑھی بنا دینا اُس کو مشکل تھا - جس خدا کے تم پر اتنے سلوک اور اتنے

---

[1] چنے وغیرہ جو چبائے جاتے ہیں + [2] دور دور کا مخفف ہے + [3] پھٹکار - جھڑکی گھڑکی

اِحسان ہَیں - افسوس ہَے کہ دِن رات میں ایک دفعہ بھی اُس کے آگے سر نہ جُھکاؤ - غضب ہَے کہ ایک لمحہ بھی اُس کو یاد نہ کرو ◆

از توبۃ النصوح — شمسُ العلما ڈاکٹر مولوی نذیر احمد

سوالات

۱- اس مضمُون سے تمُ نے کیا سبق سِیکھا - اُس کو دس سطروں میں سادہ عِبارت میں لِکھو ◆

۲- بسر و چشم - اِصرار - گرِفت - غُصّہ و طَیش - بد زبانی - آبدیدہ - خُوش حال - اِحسان ◆
اُوپر کے لِکھے ہُوئے لفظوں کو خُوش خط لِکھّو اَور معنے بتاؤ ◆

۳- نِیچے لِکھے ہُوئے مُحاوروں کے معنے بتاؤ اَور یہ بھی بتاؤ کہ کِس موَقع پر اِستِعمال ہوتے ہَیں :-
دِل کھٹّا ہو گیا - چبا چبا کر باتیں کرنا - طبیعت اُلجھتی ہَے - اڑنگے پر چڑھانا - خم ٹھوک کر سامنے پھر آ کھڑا ہُوّا - میری پیٹھ ٹھونکی - دروغ گویم بر روئے تو - یک نہ شُد دو شُد ◆

۳۔ عبرت

۱ کیا کیا دنیا سے صاحبِ مال گئے
دولت نہ گئی ساتھ نہ اطفال گئے
پہنچا کے لحد تک پھر آئے سب لوگ
ہمراہ اگر گئے تو اعمال گئے

---

۲ گر لاکھ برس جئے تو پھر مرنا ہے
پیمانۂ عمر ایک دن بھرنا ہے
ہاں توشۂ آخرت مہیّا کر لے
غافل تجھے دنیا سے سفر کرنا ہے

---

۳ آغوشِ لحد میں جبکہ سونا ہوگا
جُز خاک کے تکیہ نہ بچھونا ہوگا
تنہائی میں آہ کون ہوئے گا انیسؔ
ہم ہوئیں گے اور قبر کا کونا ہوگا

مرزا انیسؔ

سوالات

۱۔ رباعی کس کو کہتے ہیں ؟
۲۔ رباعی نمبر ۳ کا مطلب بیان کرو *
۳۔ ان کے معنی بتاؤ :۔ صاحبِ مال ۔ اطفال ۔ بحر ۔ اعمال ۔ پیمانہ ۔ توشہ ۔ آغوش *

۳۔ لندن
سنہ ۱۹۰۴ء میں

۱۔ کیسا غدّار[1] شہر ہے اور کس غضب کی مصروفیت ہے ۔ جس کو دیکھو دوڑا جا رہا ہے ۔ دوپہر کے قریب کار و بار کا زور ہوتا ہے ۔ اُس وقت کسی بازار میں ایک آدمی بھی مشکل سے ایسا نظر آتا ہے ۔ جو آہستہ چل رہا ہو ۔ کیونکہ سب تیز چلتے ہیں ۔ اور جو آہستہ چلنا چاہئے ۔ اُس کے لئے یہاں بڑی مصیبت ہے ۔ ضرور دھکے کھائیگا ۔

[1] کتنا بڑا *

یہاں کا دستور یہی ہے - کہ راستہ لیتا جائے اور راستہ دیتا جائے - آہستہ چلنے والے کا یہاں گزر نہیں - تیز روی کی رو اُس کو یوں بہالے جائیگی - جیسے خس[1] و خاشاک سیلاب کے آگے آگے ہو لیتے ہیں - قیامت کے دن کی نفسا نفسی[2] تو مدّتوں سے سُنتے تھے - یہاں ہر روز قیامت کا نقشہ نظر آتا ہے +

۴- دن کے وقت یہاں ہر ایک شخص اپنے کام میں مصروف رہتا ہے + بازاروں میں نہ صرف کار و باری لوگوں کا ہجوم ہوتا ہے - بلکہ اُمرا اور شُرفا اور اُن کی بیبیاں اور بچّے سب اپنا سامان خریدنے کے لئے نکلتے ہیں - ہر شخص دُوسرے شخص کے ساتھ اِخلاق سے گفتگو کرتا ہے - خواہ اجنبی ہی کیوں نہ ہو - لوگ مُسافر کو بہت توجّہ سے راستہ بتاتے ہیں - دُنیا کے ہر حصّے کے لوگ فرانسیسی - ارمنی - جرمنی - یہودی - ہندی - چینی - جاپانی -

---

[1] - کوڑا کرکٹ +

[2] قیامت کے دن ہر شخص کو اپنی اپنی پڑ جائے گی +

UNION PARCELS DELIVERY C
DRIVE
SLOWLY
M.L.Chopra.

ترک - عرب - مصری غرض ہر مُلک و ہر قوم کے لوگ زمانۂ حال کے بابل[1] کے گلی کُوچوں کی رونق کو بڑھاتے ہیں - شہر کے باغات اور پارک[2] دِن کے وقت (سوائے تعطیل کے اوقات کے) کس[3] مپرسی کی حالت میں ہوتے ہیں - البتّہ شام ہوتے ہی اُدھر لوگ آنے شرُوع ہو جاتے ہیں - اور ہر باغ میں ہزارہا لوگ جمع ہو جاتے ہیں - کوئی وعظ سُنتا ہے - کوئی مذہبی گیت گاتا ہے - کوئی گھاس پر لیٹتا ہے - کوئی باجا سُنتا ہے - کوئی بنچوں پر بیٹھا دِن کی تکان مٹاتا ہے - کوئی سیر تفرِیح کے لِئے چکّر لگاتا ہے - مگر شام کے بعد کا نقشہ ہی اَور ہے +

۳ - لندن رات کے وقت - رات کو وُہ دِن کا کالا کلوٹا لندن نہیں رہتا - کالے پن کو رات کی سیاہی ڈھانپ لیتی ہے اور روشنی اندھیرے کی وجہ سے دُگنی آب و تاب دِکھاتی

[1] پُرانے وقتوں میں بابل ایک بڑا خُوبصُورت شہر مشہُور تھا جو تباہ ہوگیا + [2] سیر کی جگہ + [3] کوئی نہیں پُوچھتا +

ہے - ہر ہوٹل ہر تھیٹر پر گویا نور برستا ہے - اِن مقامات کو روز ایسی ایسی ترکیبوں سے روشن کیا جاتا ہے - جیسے ہم کبھی کبھی دیوالی یا شب برات کی تقریبوں یا جشن شاہی کے موقع پر چراغان کرتے ہیں - بعض جگہ ایسے انداز سے روشنی کی جاتی ہے کہ دُکان کا نام اور پتہ آتشین[1] حرُوف میں دُور سے نظر آئے - بعض اور بھی سِتم کرتے ہیں - ایسی کل رکھ دیتے ہیں - کہ حرُوف دم بدم بدلتے رہیں - اور اِس طرح ہر وقت اُن کے کارخانے کا اِشتہار ہوتا رہے ۔

۴ - لندن کے ذرائع سفر - لندن میں ایک جگہ سے دُوسری جگہ جانے کے لئے اکثر مِیلوں کا سفر طے کرنا پڑتا ہے - اب دیکھنا یہ ہے - کہ وُہ ذریعے کون کون سے ہیں - جِن سے لوگ اِدھر اُدھر سفر کرتے رہتے ہیں - کوئی کار و بار والا آدمی ایسا نہیں جو دِن میں تیس چالیس مِیل کا سفر شہر کے

[1] آگ کی طرح روشن حرُوف میں ۔

اندر اندر ہی نہ کرتا ہو - اِس کے لئے کیا
بندوبست ہے - ایک ذریعہ تو آمنی بس
ہے - یہ گاڑیاں چار ہزار کے قریب ہیں -
جن کے لئے تیس ہزار گھوڑے کمپنیوں کو
رکھنے پڑتے ہیں - اور اُن کی آمد اڑھائی سو
روپئے فی ہفتہ فی گاڑی ہے - اِن کے سوا
اَور بھی گاڑیاں ہیں - جن کی تعداد پچھلے
سال کے شمار کے مُطابِق بارہ ہزار کے
قریب تھی - آٹھ ہزار دو پہیّہ اور چار ہزار
چو پہیّہ - اِن پر تیرہ چودہ ہزار کوچوان مقرر
ہیں - جن کی اوسط آمدنی روزانہ پندرہ
روپے فی کس ہے - اِن کے علاوہ ریلیں
ہیں - جن میں بعض زمین کے اُوپر چلتی
ہیں اَور بعض نیچے - ہر دس دس پندرہ
پندرہ منٹ کے بعد گاڑی چھُوٹتی ہے - اَور
اُس پر بھی بعض اوقات جگہ پانی مُشکِل
ہوتی ہے - بعض گاڑیاں بجلی کے زور سے
چلتی ہیں - یہ سارے شہر میں تو نہیں -
لیکن شہر کے زیادہ آباد حصّوں میں کثرت

سے ہیں - اور ہر دو تین منٹ کے بعد اِن
کی بھری ہوئی ٹرینیں چھوٹتی رہتی ہیں -
کئی دفعہ ایسا ہُوا ہے - کہ ہم زینے سے
نیچے اُتر رہے ہیں - کہ گاڑی آئی اور نکل
گئی مگر تین چار منٹ سے کبھی زیادہ اِنتظار
نہیں کرنا پڑا - کہ دُوسری گاڑی آگئی - اب
موٹر گاڑیاں بھی کرایہ پر چلنے لگی ہیں -
اور کئی حِصّوں میں ٹریم بھی زور شور سے
چلتی ہے - بجلی سے چلنے والی ٹریم بھی
ہے اور وُہ بھی ہے جسے گھوڑے کھینچتے ہیں -
اور ابھی شکایت ہے - کہ سواری کا سامان
کم ہے - ٹریم کی اور بجلی والی تہ زمینی[1] ریل
کی توسیع[2] ہونی چاہیئے - یہ سارا اہتمام تو عام
لوگوں کے لئے ہے - خاص لوگوں کی دو گھوڑے
کی اور چار گھوڑوں کی بگیّوں اور بانکی موٹر
گاڑیوں کا تو کچھ شمار ہی نہیں *

۵ - لندن کا طرزِ دُکانداری - اِدھر اُدھر
آنے جانے کا یہ زور شور جس کا ذکر اُوپر

---

[1] زمین کے نیچے * [2] بڑھائی جانی چاہیئے *

ہُوا سب تجارت کے باعث ہے - اور تجارت
ہی میں انگلستان کی عظمت کا راز چھپا ہے -
تجارت کے اُن شعبوں[1] کا ذکر جن سے یہاں
کے بڑے بڑے کارخانے اور جہازوں کی قیام[2]
گاہیں آباد ہیں - علیحدہ مضمون چاہتا ہے -
سردست اِس کے ایک چھوٹے سے صیغے
کو لیتے ہیں - یعنی دُکانداری + جوں جوں یہاں
کے کار و بار کے اِس حصّے کو دیکھتے ہیں - دِل
میں یہ خواہش پیدا ہوتی ہے کہ کوئی ایسا
ذریعہ ہو - کہ اپنے مُلک کے دُکانداروں کی
ایک جماعت کو یہاں لاکر یہ نمونہ دکھائیں کہ
اِس طرح کام کرنا چاہئے + پہلی چیز جو دیکھنے
اور سیکھنے کے قابل ہے وُہ دُکان سجانے کا
طریق ہے - ہر دُکان کے باہر ایک بڑا دروانہ
شیشے کا لگا ہُوا ہے - جس میں اُن تمام چیزوں
کے نمونے جو دُکان کے اندر مل سکتی ہیں -
قرینے سے سجے ہیں - اور ہر جنس پر قیمت
لکھی ہوئی ہے + ہر شخص جو گزرتا ہے - دیکھنے

[1] مُختلف حصّے یا صیغے + [2] ٹھیرنے کی جگہ +

کو کھینچ جاتا ہے - گویا ہر دُکان بجائے خود ایک اشتہار ہے پھر بھی وہ اِس اشتہار کو کافی نہیں سمجھتے - اشتہار کے اور وسائل بھی بکثرت استعمال کرتے ہیں - اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جو شخص یُونہی سجاوٹ کی کشش سے دیکھنے کو کھڑا ہوتا ہے - اُس کی نظر میں کوئی چیز کھُب جاتی ہے یا اُس کی قیمت جنچ جاتی ہے اَور وُہ اندر جاکر اُسے خرید لیتا ہے - اِس صفائی کے شوق سے بازار کی خُوبصُورتی میں ترقی ہوتی ہے - چیزیں خراب نہیں ہوتیں اَور دُکان کی رَونق بڑھتی ہے - اگر ہمارے ہاں بڑے شہروں کے بڑے بازاروں میں ہر شخص جو نئی دُکان بنائے اُس میں اِس خُوبی کا لحاظ کرلے جیسا کہ یہاں بھی بعض انگریزی دُکانوں کی ساختت[1] میں کیا جاتا ہے تو کرایہ دار کو بھی فائدہ ہو - اور مالکِ دُکان کو بھی - مگر یہاں کی دُکانداری میں جو بات اِس سے بھی بڑھ کر ہے - وُہ اُن دکانداروں کی لیاقت ہے

---

[1] بنانے میں +

اِن کو یہ سکھایا گیا ہے - کہ گاہک کا دِل خلق[1] اور تواضع سے موم کر لو - گاہک دُکان میں گھُسے تو فوراً دُکاندار اُس کی طرف دوڑ کر آئیگا اور 'سر' کے لفظ کا جس کے معنی جناب یا حضور ہیں - ایک تار[2] باندھ دیگا - چاہے گاہک پھٹے کپڑے ہی پہنے کیوں نہ ہو ؀

۱۱ - لنڈن کی پولیس - یہ تمام رونق - یہ تمام چہل پہل - یہ تمام دلچسپی کے سامان جن کا اُوپر ذکر ہُوا ہیچ[3] ہوتے - اور مُسافروں کو لنڈن میں رہنا اور چلنا پھرنا مُشکل ہوتا - اگر لنڈن کو خوش قسمتی سے ایسے عُمدہ مُلازمانِ پولیس مُیسّر نہ ہوتے - اکثر کہا جاتا ہے اور ہے بھی یُونہی کہ لنڈن کی پولیس دُنیا بھر کی پولیس سے بہتر ہے - پولیس کا سپاہی لنڈن میں ایک نعمت ہے - اپنے فرائض کا نہایت پابند - حلم اور نرمی کا پُتلا - اور انتظام کی جان ہے اُس کے فرائض یہاں نہایت مُشکل ہیں - ایک بڑا کام تو اُس کے سپُرد یہ ہے - کہ وُہ یہاں

[1] میٹھی زبان ؀ [2] کہتا رہیگا ؀ [3] کچھ نہ ہوتے ؀

کی بے اِنتہا آمد و رفت کو ترتیب کے ساتھ رکھے۔ چنانچہ اِسے وُہ نہایت خُوبی سے انجام دیتا ہے۔ ہر موڑ پر اور ہر چوک میں دِن میں بیسیوں دفعہ یہ ہوتا ہے۔ کہ ایک طرف سے بس[1]۔ ایک طرف سے ٹریم۔ کِسی طرف سے گھوڑا گاڑیاں۔ کِسی طرف سے اسباب کے چھکڑے اور سب طرف سے آدمی آ رہے ہیں۔ اور خطرہ ہے کہ گاڑیاں ایک دُوسری سے ٹکرا جائیں یا آدمی کِسی گاڑی کے نیچے آ کر کُچل جائیں۔ مگر پولیس والا ان تمام خطروں کو روکتا رہتا ہے۔ جو اِختیار اُسے حاصل ہیں۔ وُہ بھی قابلِ غور ہیں اور جس خوبی سے وُہ انہیں برتتا ہے اور لوگ مانتے ہیں وُہ بھی قابل تعریف ہے۔ پولیس والے کی ایک اُنگلی کا کِسی جانب اُٹھ جانا اِس بات کی علامت ہے۔ کہ اُس طرف کے آدمی گاڑیاں وغیرہ سب فوراً رُک جائیں۔ اور وُہ رُک جاتے ہیں۔ تب وُہ دُوسری طرف کی

[1] ایک قسم کی گاڑی ہے آمنی بس کا مُخفف

گاڑیوں کو اِشارہ کرتا ہے کہ جلدی سے گزر جاؤ - پھر وُہ آدمیوں کو اِشارہ کرتا ہے کہ دَوڑ کر نکل جائیں - پھر رُکی ہوئی گاڑیوں کو چلتا کر دیتا ہے - دِن بھر سڑک کے موڑ یا چوک میں وردی پہنے سیدھا بُت بنا کھڑا رہتا ہے - دُھوپ ہو تو سوائے ٹوپی کے کوئی حفاظت نہیں - اُسے اپنی جگہ سے ہٹنا نہیں - اَور بارِش ہو - تو بارانی[1] کوٹ اَور بارانی ٹوپی ہر وقت ساتھ ہے پہن لی اَور بارِش میں کھڑا ہے - اِس کے علاوہ راستوں اور سڑکوں کو خُوب جانتا ہے - اَور ہر مُسافر کو چاہئے کہ جہاں ذرا بھی شُبہ ہو اُس سے پُوچھ لے وُہ نہایت خُوشی سے سب کچھ بتا دیتا ہے ◆

مخزن ۱۹۰۴ء خان بہادر شیخ عبدالقادر بی اے

سوالات

۱ - لندن میں لوگ کن کن سواریوں پر آتے جاتے

---

[1] بارش میں پہننے کا کوٹ اَور ٹوپی ◆

ہیں ؟

۲ - لندن میں دُکانداری کا کیا طریقہ ہے ؟

۳ - لندن کی پولیس دُنیا بھر میں کیوں مشہور ہے ؟ لندن کی پولیس کا حال بتاؤ ۔

۴ - خس و خاشاک سیلاب کے آگے ہو لیتے ہیں - آتشین حرُوف - تجارت ہی میں انگلستان کی عظمت کا راز چھُپا ہے ۔

اُوپر کے الفاظ کو لکھو اور معنی بتاؤ ۔

شمعِ ہستی

۱ اَے شمعِ ہستی اَے زندگانی
بھاتی ہے دل کو تیری کہانی

۲ کیوں چُپ چُپاتی ہر دم رواں ہے
آئی کہاں سے جاتی کہاں ہے

۳ بزمِ جہاں میں رونق ہے تجھ سے
اِس میکدے میں ہُوحق ہے تجھ سے

۴ اَے سب کی پیاری سب کی چہیتی
کہہ منہ زبانی کچھ آپ بیتی

۵ قدرت کے گھر کی مَیں لاڈلی ہُوں
ناز و نعم سے برسوں پلی ہُوں

۶ تقویمِ احسن میرا لگن تھا
فردوسِ اعلےٰ میرا وطن تھا

۷ حُور و ملک کی آبادیاں تھیں
بیفکریاں تھیں آزادیاں تھیں

۸ چلتی تھی ہر دم بادِ بہاری
شیر و عسل کی نہریں تھیں جاری

۹ آب و ہوا میں دشت و جبل میں
میری رسائی ہَے ہر محل میں

۱۰ لیکن یہاں مَیں خلوت نشیں ہُوں
ہُوں اس طرح پر گویا نہیں ہُوں

۱۱ خوابِ گراں کی حالت ہَے طاری
مستی میں گم ہَے سب ہوشیاری

۱۲ جب آتے آتے سبزہ میں آئی
کروٹ بدل کر مَیں لہلہائی

۱۳ انگڑائیاں لیں منہ کھول ڈالا

پر آنکھ سے کچھ دیکھا نہ بھالا

۱۴ داخل ہوئی جب حیواں کے تن میں
اک شور اٹھا اس انجمن میں

۱۵ انساں کا جامہ جب میں نے پہنا
اللہ رے میں کیا میرا کہنا

۱۶ نیکی بدی کے میلے جمائے
جھوٹ اور سچ کے سکّے چلائے

۱۷ مجھ کو نہ سمجھو تم آج کل کی
ہوں موجِ مُضطر بحرِ ازل کی

۱۸ رکھوں گی جاری یونہی سفر میں
قعرِ ابد کی لوں گی خبر میں

۱۹ ہے ہستی میری اک طرفہ مضمون
کچھ بھی نہیں ہوں پر میں ہی میں ہوں

۲۰ سنتے رہوگے میری کہانی
جب تک ہے باقی دنیائے فانی"

مولوی محمد اسمٰعیل صاحب میرٹھی

سوالات

۱۔ ان الفاظ کو خوشخط لکھو اور اُن کے معنے بتاؤ:۔

بزمِ جہاں ۔ میکدہ ۔ ہُوحق ۔ تقویمِ احسن ۔ فردوسِ اعلےٰ ۔ شیر و عسل ۔ دشت و جبل ۔ خلوت نشین ۔ موجِ مضطر ۔ بحرِ ازل ۔ قعرِ ابد +

۲ ۔ ذیل کے شعروں کا مطلب بیان کرو :۔

تقویمِ احسن میرا مسکن تھا　　فردوسِ اعلےٰ میرا وطن تھا
مجھ کو نہ سمجھو تم آجکل کی　　ہوں موجِ مضطر بحرِ ازل کی

۳ ۔ شعر نمبر گیارہ کی تشریح کرو ۔ اور بتاؤ کہ شاعر نے کس مضمون کی طرف اشارہ کیا ہے ؟

---

۶ ۔ اکبر کا بچپن

۱ ۔ جب ہمایوں جودھ پُور کی مُصیبت بھر کر امرکوٹ میں پہنچا ۔ تو پل کی پل ستارے نے آنکھ کھولی ۔ یعنی اکبر پیدا ہُوا ۔ شاہ کے نمک حلال رفیقوں نے آکر مبارکبادیں دِیں ۔ اُس کے پاس کوئی رسم ادا کرنے کا سامان نہ تھا ۔ چُپ ہو گیا ۔ لیکن کمر میں ایک

مشک[1] نافہ یاد آ گیا - وُہی نِکالا - اَور شگون کے لِئے ذرا ذرا سا مشک سب کو بانٹ[2] دِیا*

۲ - خُدا کی قُدرت دیکھو! اِس مُصیبت کے وقت میں کِسے خیال ہوگا - کہ اِس بچّے کے اِقبال کی خُوشبُو مشک کی طرح تمام دُنیا میں پھیلے گی - چند ہی روز کے بعد قندھار کا سفر پیش آیا - اِس دُنیا کے نئے آنے والے کو باپ کا ساتھ دینا پڑا - مگر راہ میں ہُمایُوں تو مِرزا عسکری یعنی بھائی کے ڈر سے اِیران کو بھاگا - بیٹے کو گرمی کے سبب سے جان نثاروں کے حوالے کیا - اَور ماں کلیجہ پکڑ کر روتی دھوتی خاوند کے ساتھ چلی گئی - پیچھے مرزا عسکری یعنی چچا آیا - رہا سہا اسباب بھائی کا سمیٹ قندھار کو چلا گیا - اور بھتیجے کو کابُل میں دُوسرے چچا

---

[1] کستوری * [2] ترکوں میں دستور ہے کہ ایسے موقع پر ضیافت عام کرتے ہیں - اور دولت مند لوگ اپنے نوکروں کو جوڑے دیتے ہیں - بلکہ جو پہلے آ کر خُوش خبری دے - تو جو کپڑے پہنے بیٹھے ہوتے ہیں - وہ اُسے اُتار کر دے دیتے ہیں *

کامران کے پاس بھیج دیا +

۳- یہ نونہال وہاں پرورش پاتا- اور ایسی باتیں کرتا کہ دیکھنے والوں کو تعجّب آتا- کامران کا بیٹا اِس سے کئی برس بڑا تھا- اور یہ دُودھ پیتا تھا- ایک دِن چچا نے دونوں میں کُشتی لڑوائی- اِس کی انّا ہُمایُوں اور بیگم کی یاد میں اور اپنی قید میں آٹھ پہر روتی رہتی تھی- اس نے شگُون لیا اور دِل میں کہا- کہ اگر اس وقت اکبر نے اس لڑکے کو پچھاڑ دیا تو جانُونگی کہ اِس کے باپ کا اقبال بھی ضرور پلٹا لیگا- خُدا کی شان! اُس نے حرِیف[1] کو اِس طرح اُٹھا کر پٹخا کہ دیکھنے والے حیران رہ گئے +

۴- کہتے ہیں- کہ جب ہُمایُوں اِیران سے پھرا- اور کابُل کا مُحاصرہ[2] کِیا- تو باہر سے قلعے پر توپیں مار رہے تھے کہ فصِیل پر کوئی بیٹھا ہُوا معلُوم ہُوا- جب اُس پر مارنے

---

[1] مُقابلے میں جو لڑنے والا تھا +

[2] گھیر لیا +

لگے - تو کبھی توپ رنجک[1] چاٹ گئی - کبھی گولا اُگل دیا - سب حیران ہوئے - آخر معلوم ہُوا کہ اِس طرف سے گولوں کی بہت بوچھار دیکھ کر بے رحم چچا نے بھتیجے کو بٹھا دیا ہے *

۵ - جب فتحیاب شہر میں داخل ہوئے - تو بیگمات محل سرا میں جا اُتریں - اُس وقت عجب لطف ہُوا - یعنی بادشاہ بیگم بھی اُنہی میں مل کر بیٹھ گئیں - اب اکبر سوا چار برس کا تھا - انّا اُنگلی پکڑے لائی - اور کہا - لو امّاں جان کو پہچانو - اور اُن کی گود میں جا بیٹھو - اکبر نے بیچ میں کھڑے ہو کر سب کو غور سے دیکھا - اور دوڑ کر سیدھا ماں کی گود میں جا بیٹھا *

۶ - غرض ہونہار بیٹا باپ کے ساتھ کئی برس تک فتوحات[2] میں اپنے اقبال سے مدد دیتا پھرا - جب دِلّی میں آئے - تو باپ دارُالخلافے میں حکمرانی کرتا تھا - اور افغان جو پنجاب کے دامنِ کوہ میں چھپے تھے - یہ اُن

---

[1] یعنی نہ چل سکی * [2] مُلکوں کے فتح کرنے میں *

اکبر کا بچپن

پر دُشمن شکاری کی مشق کرتا پھرتا تھا۔ کہ دفعتہً باپ کے مرنے کی خبر پہنچی۔ بیرم خاں اتالیق[1] تھا۔ چنانچہ اکبر اُسے خان بابا کہتا تھا۔ اور وُہی سب کار و بار کرتا تھا۔ اُس نے فوراً سرداروں کو جمع کر کے شہزادے کے سر پر تاج شاہی رکھ دیا۔ اور دِلّی کی طرف رُخ کیا +

۷۔ رستے میں خبر لگی کہ ہیمو بقال[2] نے آگرہ لے کر دِلّی کی طرف باگیں اُٹھائیں۔ جالندھر کے مقام پر عرضیاں پہنچیں کہ دِلّی کے حاکم نے آگے بڑھ کر مَیدان کیا تھا۔ مگر خُود شکست کھا کر پنجاب کو بھاگا۔ اور ہیمو دِلّی میں آ گیا +

۸۔ اکبر تو لڑکا تھا۔ سُنتے ہی چپ ہو گیا۔ مگر تمام سرداروں کی آنکھوں میں شیرشاہی معرکے پھر گئے۔ اور کہا کہ دُشمن ایک لاکھ سوار اور ہزار ہاتھی کی فوج رکھتا ہے۔ اِس کے ساتھ اِس حال سے مُقابلہ کرنا اپنے خُون

---

[1] اُستاد + [2] بنئے کو کہتے ہیں + [3] لڑا تھا +

سے ہاتھ دھونا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ یہیں
سے کابُل کو پھرو۔ سال آئندہ میں آ کر خبر
لیں گے۔ اکبر نے بیرم خاں سے علیحدہ
کہا کہ دادا کا نام اور والد کا کام تمہارے
دم سے بنا۔ اب تم کہو کہ صلاح کیا ہے؟
اُس نے کہا کہ تمام دربار میرے حاسدوں
سے بھرا ہُوا ہے۔ آپ کے والد کی
قدردانی سے میرا گُزارا تھا۔ اِس معرکے کا
سنبھال لینا بھی کچھ بڑی بات نہیں۔ مگر
یہ لوگ میری نہ سُنیں گے ٭

۹۔ اکبر نے ہُمایُوں کی رُوح کی قسم
دے کر کہا کہ تم کسی کی پروا نہ کرو۔
اور جو مُناسِب دیکھو۔ وُہ کرو۔ خان خاناں
نے پھر جلسہ میں آ کر تقریر کا سِلسِلہ
چھیڑا۔ سب نے کہا کہ بیگانے مُلک میں مر کر
لاشے چیل کوّوں کو کھلانے سے کیا حاصل؟
بہتر یہ ہے کہ کابُل میں چل کر بیٹھو۔ اور
اُدھر سے لشکر لے کر سال آئندہ اِس مُہم
پر آ جاؤ۔ بیرم خاں نے کہا۔ کہ جس

ملک کو دو دفعہ لاکھوں جانیں دے کر لیا۔ اب اُسے بے مرے مارے دُشمن کے حوالے کرنا مردانگی[1] کا مُنہ کالا کرنا ہے۔ بادشاہ تو آج بچّہ ہے۔ مگر ہم تُم بُوڑھے سردار ہیں۔ آقا نے عزّتیں بڑھا کر ایران تُوران تک ہمارا نام روشن کیا۔ لوگ کیا کہیں گے؟ سفید ڈاڑھیوں پر یہ روسیاہی اُٹھانی بڑے افسوس کی بات ہے۔

۱۰۔ اکبر اِسی چھوٹی سی عمر میں سنبھل کر ہو بیٹھا۔ اور کہا کہ خان بابا! میری رائے تُمہارے ساتھ ہے۔ اب کہاں جانا اور کہاں آنا۔ بغیر مرے مارے ہندوستان نہ چھوڑیں گے۔ یا تخت یا تختہ۔ بچّے کے اِس کلام سے بُڈّھوں کی خُشک رگوں میں خُونِ مردانگی دَوڑ گیا۔ بیرم خاں خانخاناں اُسی وقت تلوار ٹیک کر اُٹھ کھڑا ہُوا۔ اور کُوچ کا حُکم ہوگیا۔

۱۱۔ رستے میں اِدھر اُدھر کے بھاگے ہُوئے سردار آ کر ملنے شروع ہُوئے۔ خانخاناں نے

---

[1] بہادری کو بدنام کرنا ہے۔

بہت شرمندہ کیا اور کہا - کہ سُبحان اللہ آقا کے بعد اُس کے بیٹے کے ساتھ جوانمرد اِسی طرح حقِ نمک ادا کرتے ہیں! غرض کسی کو سزا کسی کو دلاسا دیتے چلے +

۱۲ - ہیمو بھی نام کا بقّال تھا - مگر ہمّت کا پُورا اور عقل کا ٹوکرا ہی تھا - دِلّی لے کر دِل اور بھی قوی ہو گیا تھا - بڑے بڑے افغانوں کو توپ خانہ دے کر آگے بڑھایا - مگر اُنھوں نے ہراول[1] سے ہاتھی چھنوا دئے - پانی پت سے باہر دونوں لشکروں کا مُقابلہ ہُوا +

۱۳ - ہیمو نے پہلے توپوں کا زنجیرہ باندھا پھر ہاتھی جن کا اُسے بڑا گھمنڈ تھا - اور کئی بادشاہوں کے گھر بگاڑ کر جمع کئے تھے - اُنھیں فولاد کی دیوار کی طرح قائم کیا - ایک ہاتھی پر کہ ڈیل ڈول میں ابرِ سیاہ[2] اور رفتار میں بجلی تھا - اور اُس کا نام "ہوائی" رکھا تھا

[1] فوج میں سب سے پہلے دستہ کو کہتے ہیں +

[2] کالا بادل +

خود صندوقی[1] ہودج میں بیٹھ کر قائم ہوا ۔ طرفین کے بہادر لڑنے لگے ۔

۱۴ ۔ اسی حالت میں ایک قضا کا تیر ہودج کو توڑ کر ہیمو کی پھٹی آنکھ میں لگا۔ خون جاری ہوتے ہی تمام فوج میں ہل چل پڑ گئی ۔ ہیمو نے آپ تیر کھینچ رومال سے آنکھ باندھ لی ۔ اور ہودج میں کھڑا ہو گیا ۔ اِدھر اُدھر پھرتا تھا ۔ اور سرداروں کو پکارتا تھا ۔ مگر ہاتھی تیروں کی بوچھار سے بھاگا۔ ایک ترک بے خبر بھاگتا ہاتھی دیکھ کر دوڑا۔ اور فیلبان پر تیر جوڑا ۔ وہ چلّایا کہ نہ مارنا۔ مطلب میرے ہی پاس ہے ۔ یہ سُن کر خوش ہو گیا ۔

۱۵ ۔ تین کوس پیچھے بادشاہ تھے ۔ ہاتھی کو گھیر کر وہاں پہنچایا ۔ اور ہیمو کو باندھ کر سامنے حاضر کیا ۔ خان خاناں نے اکبر سے کہا کہ پہلی مہم ہے ۔ حضور خود شگون فرمائیں کہ

[1] ہودہ صندوق کی شکل کا ۔

جہاد[1] اکبر ہو۔ وہ ہنس کر بولا کہ بندھے ہُوئے دُشمن پر؟ غرض بادشاہ نے تلوار چُھوا دی۔ خان خاناں نے بیٹھے بیٹھے ایک ہاتھ ایسا مارا کہ اُس کا سر پاؤں میں گر کر کابل پہنچا۔ اور بالا حصار[2] کے دروازے پر لٹکا۔ بدن دِلّی میں بھیج دیا کہ اِس فتح عظیم کی خبر خاص و عام کو ہو جائے +

۱۶۔ خود دارُالخلافے میں آیا۔ اور دوبارہ تخت نشینی کا جشن کر کے اہلِ مُراد کی مُرادیں پُوری کیں۔ بعد اِس کے صُوبوں کے بندوبست شروع ہو گئے۔ بڑے بڑے راجا۔ مہاراجہ۔ ٹھاکُر سردار حاضر دربار ہُوئے۔ ہر عِلم اور فن کے صاحب کمال خِدمت میں رہنے لگے۔ اکبر اگرچہ خالص ترک بچّہ تھا۔ اور عِلم سے بے بہرہ۔ مگر اُسی وقت سے سب کے ساتھ محبّت اور مِلنساری کے ڈھنگ ڈالتا تھا۔

---

[1] اکبر کے معنے ہیں بڑے کے اور جہاد کہتے ہیں لڑائی کو یعنی بڑی لڑائی۔ بادشاہ کا نام بھی اکبر تھا +

[2] دروازہ کا نام ہے +

بیٹھتا۔ تو تاریخی داستانیں اور علمی باتیں سُنتا۔ اُٹھتا۔ تو ہاتھی لڑاتا۔ شیر مارتا۔ باز اُڑاتا۔ مُلک فتح کرتا اور مُلک بخشتا۔ دکن کی طرف اکثر علاقے فتح کرکے ابراہیم مرزا اور حُسین مرزا وغیرہ تیموری شہزادوں کو دے رکھّے تھے۔ اور احمد آباد گُجرات میں اپنے کوکہ مرزا عزیز کو صُوبہ[1] کیا تھا ؛

از قصص ہند شمس العلما مولوی محمد حسین آزاد

سوالات

۱۔ اکبر کے بچپن کا حال جو تم پڑھ چکے ہو۔ کتاب بند کرکے بتاؤ ؛

۲۔ پیرا نمبر ۹ کا مطلب اپنے لفظوں میں لکھّو ؛

۳۔ نیچے لکھے ہُوئے لفظوں کے معنے بتاؤ :۔

تربیت۔ فصیل۔ فتوحات۔ اتالیق۔ مردانگی کا مُنہ کالا کرنا ہے۔ ابرِ سیاہ۔ جہادِ اکبر ؛

---

[1] حاکم صُوبہ ؛

۷۔ زر پرستی

۱
زر کی جو محبت تجھے پڑ جائیگی بابا
دکھ اس میں تیری روح بہت پائیگی بابا
ہر کھانے کو ہر پینے کو ترسائیگی بابا
دولت جو تیرے یاں ہے نہ کام آئیگی بابا
پھر کیا تجھے اللہ سے ملوائیگی بابا

۲
دولت تو تیرے پاس ہے رکھ یاد تو یہ بات
کھا تو بھی اور اللہ کی کر راہ میں خیرات
دینے سے رہے اس کے تیرا اونچا سدا ہات
اور یاں بھی تیری گزریگی سو عیش سے اوقات
اور واں بھی تجھے سیر یہ دکھلائے گی بابا

۳
گر ہوش ہے تجھ میں تو بخیلی کا نہ کر کام
اس کام کا آخر کو برا ہوتا ہے انجام
تھوکے گا کوئی کر کے کوئی دیویگا دشنام
زنہار نہ لیگا کوئی ہر صبح تیرا نام
پیزار یں تیرے نام پہ لگوائے گی بابا

۴ کہتا ہے نظیر اب جو یہ باتیں تجھے ہر آن
گر مرد ہے عاقل تو اسے جھوٹ تو مت جان
ٹک غور سے کر گنج پہ قاروں کے ذرا دھیان
جیسا ہی اُسے اُس نے کیا خوب پریشان
ویسا ہی مزا تجھ کو بھی دکھلائے گی بابا

نظیر اکبر آبادی

سوالات

۱ ۔ ان کے معنی بتاؤ :۔
زر پرستی ۔ بخیلی ۔ بیزاریں *

۲ ۔ قارون کون تھا ۔ اس کے متعلق چند سطریں لکھو *

۳ ۔ بند نمبر ۳ کا مطلب بیان کرو *

۸۔ سورج۔ زمین۔ چاند

سورج

۱۔ شعلہ نما سورج سب کی آنکھوں کا تارا ہے۔ اور اپنی حرکت سے ہر چیز کی زندگی قائم رکھتا ہے۔ اِن تمام قندیلوں میں سے جو آسمان کے میدان میں گردش کرتی ہیں۔ سورج کی چکاچوند[1] کرنے والی روشنی توجّہ کو سب سے پہلے اپنی طرف کر لیتی ہے۔ یہ خواہ کتنا ہی بڑا دِکھائی دے اور اس کی روشنی کتنی ہی تیز ہو مگر یہ اُن لاکھوں ستاروں میں سے صِرف ایک ہے۔ جو آسمان پر چمک رہے ہیں ۔

۲۔ آفتاب اپنے خاندان کا سردار ہے۔ اور اپنے چمکیلے تخت پر اپنے امیروں اور وزیروں کے ہجوم میں ایک شاہنشاہ کی طرح بیٹھا ہے۔

[1] چوندھیا دینے والی ۔

اِس کی نظر نہ آنے والی طاقت اِن سب کو آکاش[1] میں قائم رکھتی ہے ۔ اور اُن کی مُقرّرہ راہ پر اُن کو چلاتی ہے ۔ اُس کی برکت سے زندگی اور حرکت کا ہر جگہ ظہور ہے ۔ اگر اُس کی روشنی بجھ جائے تو ہماری زمین پر ہر وقت رات چھائی رہے ۔ اور اِس رات کے آتے ہی تمام جاندار چیزوں کی زندگی ناممکن ہو جائے ۔ کیونکہ صرف آفتاب کی شُعاعیں ہی ہیں جو ہم کو برف کے حملوں سے بچاتی ہیں +

۳ ۔ ہماری زمین اور دیگر سیّاروں کے مُقابلے میں سُورج بہت بڑا ہے ۔ زمین سے پندرہ لاکھ گُنا بڑا ہے ۔ اور جتنے ستارے اِس کے گرد چکّر لگاتے ہیں ۔ اِن سب کو اگر ایک جگہ جمع کر لیا جائے تو بھی اُن سے سات سو گُنا بڑا ہے +

۴ ۔ اِس عِلم کے جاننے والے صِرف یہی نہیں جانتے کہ سُورج زمین سے کتنا بڑا ہے ۔

[1] آسمان

بلکہ اُنہوں نے اُس کے وزن کا بھی تخمینہ لگانے کی کوشش کی ہے اور اس میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ زمین کا بوجھ معلوم کرکے سورج کے وزن کا پتہ چلایا ہے۔ اگر ہم ایک جادو کی ترازو مہیّا کر سکیں تو ایک پلڑے میں میاں سورج اور دوسرے میں اُس کا وزن پورا کرنے کے لئے ساڑھے تین لاکھ زمین جتنی بڑی بڑی چیزیں ڈالنی ہونگی۔

۵۔ سورج سے زمین کا فاصلہ نو کروڑ دس لاکھ میل ہے۔ بعض سیّارے اِس فاصلے سے دُور اور بعض اِس سے کم پر چکّر لگاتے ہیں۔ کسی کو آفتاب جلاتا ہے۔ اور کسی کو ہمیشہ سردی میں رکھتا ہے۔ عُطارد جو آفتاب کا سب سے نزدیک ہمسایہ ہے۔ صرف تین کروڑ ستّر لاکھ میل کے فاصلے پر ہے۔ وہ قریب قریب ہر وقت آگ کا شُعلہ بنا رہتا ہے۔ نپ چیون سیّارہ ہر وقت برف میں ڈھنپا رہتا ہے اور سب سے پرے ہے۔ آفتاب سے دو ارب چوراسی کروڑ پچاس

لاکھ میل کے فاصلے پر چکر میں رہتا ہے۔ اور صرف ۱۶۴ سال میں آفتاب کے گرد چکر کا فخر حاصل کرتا ہے۔ گویا اس حساب سے نپ چیون کا سال ہمارے ۱۶۴ سال کے برابر ہے +

۱۶۔ گو آفتاب کی چمک دمک بہت روشن اور تیز ہے۔ لیکن ڈھائی سو سال ہوئے کہ داناؤں نے اس بات کو معلوم کیا تھا کہ اس کی سطح پر بعض سیاہ دھبے بھی ہیں۔ یہ دھبے گو چھوٹے ہیں۔ لیکن ہماری زمین کے مقابلہ میں یہ بھی بہت بڑے ہیں۔ انسان کی آنکھ ان دھبوں کو نہیں دیکھ سکتی۔ لیکن بعض ان میں سے پچھتر ہزار میل کا قطر رکھتے ہیں۔ (زمین کا قطر آٹھ ہزار میل ہے) اگر ہم یہ فرض کر لیں کہ یہ دھبے آفتاب کے جسم میں سوراخ سے ہیں تو ہماری زمین نہایت آسانی سے اُن میں سما جائے +

۱۷۔ سورج کی گرمی اس قدر زیادہ ہوتی

ہے کہ انسان کی تیز سے تیز بھٹیاں اس
سے کچھ مقابلہ نہیں کر سکتیں۔ لیکن انسان
ایسی بلا ہے کہ اس نے اس کا بھی اندازہ
لگانے کی کوشش کی ہے۔ ایک مشہور ماہر
یوں لکھتا ہے کہ فرض کرو زمین جیسے چودہ
لاکھ کرے ملا کر ایک کرہ بنایا جائے اُس
پر سات فرسنگ کی کوئلے کی تہ چڑھائی
جائے اور اس تمام تہ کو ایک ہی دفعہ
آگ لگائی جائے تو اُس گرمی کے برابر
ہوگی جو آفتاب ہر سال اپنے اِرد گرد
پھیلاتا ہے۔

زمین

۸۔ زمین ایک کرہ ہے جو قطبین کی طرف
ذرا چپٹا واقع ہوا ہے۔ اس کی دو حرکتیں
ہیں۔ ایک آفتاب کے گرد جس کا چکر
سال بھر میں ختم ہوتا ہے۔ اور دوسری
اپنے محور[1] کے گرد جو قریباً ۲۴ گھنٹہ

---

[1] جس کے گرد کوئی شے گھومتی ہے۔

میں تمام ہوتی ہے۔ کوپرنیکس[1] نے سب سے پہلے یہ امر سب پر ظاہر کیا اور گلیلیو[2] کی روشن ضمیری[3] نے اُس کی تائید کی۔

۹۔ ہمارے کرے کے گرد ایک موٹی تہ ہوا کی ہے۔ جو اِس کو نرم گدیلے کا کام دیتی ہے۔ ہوا کی بلندی لاپلیث[4] کے حساب کے مطابق ۲۶ میل ہے۔ ڈاکٹروں نے اندازہ لگایا ہے کہ یہ ہم میں سے ہر ایک جسم پر ۴۰۰ من کے قریب دباؤ ڈالتی ہے۔ لیکن یہ بھاری بوجھ ہم کو معلوم نہیں ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ جسم کے اندر اور باہر یکساں ہے۔ اور سیاروں کے مقابلے میں زمین کچھ بہت امیر نہیں۔ کیونکہ اِس کا صرف ایک چاند ہے۔ حالانکہ بعض اور سیاروں کے دو دو چار چار بلکہ آٹھ چاند تک نظر آتے ہیں۔ لیکن ہمارا ایک ہی چاند اپنی نُورانی روشنی میں اپنی مثال نہیں رکھتا۔

---

[1] ایک مشہور سائنس دان کا نام ہے۔ [2] مشہور سائنس دان دُوربین اسی نے بنائی تھی۔ [3] دل کی روشنی مُراد عقلمندی۔

چاند

۱۰۔ زمین کا یہ اکیلا اور وفادار ساتھی جو ابتدا میں اسی کا ایک آتشی ٹکڑا تھا اب اس سے علیحدہ ہو گیا ہے۔ اب زرد اور سرد نظر آتا ہے۔ جوانی کے ایّام میں گردش کا چکّر تھا۔ اُن دنوں اُس کی ساری سَطح پر آگ کے شُعلے دریا کی طرح رَواں تھے۔ لیکن زمین کی کشش نے آہستہ آہستہ سب کچھ مٹا دیا۔ شکل گول ہو گئی۔ رستہ مُقرّر ہو گیا۔ اور ہزارہا سال کے گزر جانے سے اُس کے غُصّے کی آگ بھی کم ہو گئی ہے۔ اور اب چاند کے چہرے پر ایک خُوشنُما نُورانی زردی برس رہی ہے۔ جو ہم روز دیکھتے ہیں۔ بلکہ یہی وُہ آئینہ ہے جو ہر رات سُورج کی بکھری ہُوئی پریشان شُعاعوں کا عکس لے کر ہم تک پہنچاتا ہے۔

۱۱۔ دُوسرے ستاروں کی نسبت چاند ہم

سے زیادہ قریب ہے - لیکن پھر بھی ہم
سے دو لاکھ سینتیس ہزار میل دور ہے -
اگر ایک انجن معمولی رفتار سے چاند کی طرف
جائے تو سال بھر میں تو پہنچ ہی جائیگا -
اگر چاند کوئی بھاری چیز ہماری طرف پھینکے
تو وہ صرف تین دن - ایک گھنٹہ ۳۵ منٹ
اور ۱۲ سکنڈ میں ہم تک پہنچ جائیگی - چاند
کی سطح نہایت ناہموار ہے - لیکن چاند پر
ہمارے ہاں جیسا پہاڑوں کا سلسلہ نہیں ہے -
اکیلی اکیلی چٹانیں تو کثرت سے ہیں - چاند
کے بہت سے پہاڑ آگ کے پھوٹنے سے
پیدا ہو گئے ہیں - اور بعض جگہ تو اُس کے
اندر کی حرارت ایسی پھوٹ پھوٹ کر نکلی
ہے - کہ اب تک نشان موجود ہیں - بہت
کم ستارے چاند کی طرح تباہ ہوئے ہیں -
چاند کی حالت بہت قابلِ رحم ہے - نہ وہ
جوش ہے نہ خروش - اب تو محض ایک
مردہ ستارہ سمجھا جاتا ہے - چاند کی سطح
میں جو سیاہ دھبے نظر آتے ہیں - پہلے لوگ

اُنہیں سمندر سمجھتے تھے۔ لیکن اب دریافت ہُوا ہے کہ وُہ صرف وسیع میدان ہیں +

۱۴۔ چاند کی چٹانیں اور اُس کی زمین اب بالکُل ویران ہے۔ اِس جگہ گھاس کا ایک پتّہ تک نہیں اُگتا۔ جب ہُوا اور پانی نہ ہو۔ تو زندگی کیسے مُمکن ہے۔ اگر کوئی جاندار چیز وہاں چلی بھی جائے تو زندہ نہیں رہ سکتی +

مِیاں عبدُ العزیز ایم۔اے

سوالات

۱۔ اِس سبق کو پڑھنے کے بعد سُورج۔ زمین۔ چاند کا حال جو تمہارے ذہن میں آیا مُختصر طور پر بیان کرو +

۲۔ نیچے لکھّے ہُوئے لفظوں کو صاف لکھّو اور معنے بھی لکھّو :۔

شُعلہ نُما۔ آنکھوں کا تارا۔ سطح۔ روشن ضمیری۔ حرارت۔ وسیع +

۳۔ سُورج زمین سے کتنی دُور ہے ؟

آتش

۹- ہنس

۱ آیا تھا کسی شہر سے اک ہنس بچارا
اک پیڑ پہ صحرا[۱] کے کیا اُس نے گزارا

۲ رہتے تھے بہت جانور اُس پیڑ کے اُوپر
اُس نے بھی کسی شاخ پہ گھر اپنا سنوارا

۳ دیکھا جو اُسے طائروں[۲] نے حُسن میں خوش رنگ
وُہ ہنس لگا سب کی نگاہوں میں پیارا

۴ باز و کلنگ و جُرّہ و شاہیں[۳] ہوئے عاشق
شکروں نے بھی شکر سے کیا اُس کا مدارا[۴]

۵ کچھ لال چڑے- پودنے پدّے ہی نہ غش تھے
پدڑی بھی سمجھتی تھی اُسے آنکھ[۵] کا تارا

۶ زاغ[۶] و زغن[۷] و طوطی و طاؤس[۸] و کبوتر
سب کرنے لگے اُس کی محبّت کا اشارا

۷ جتنے تھے غرض جانور اُس پیڑ کے اُوپر
اُن سب نے محبّت میں دِل اُس ہنس سے ہارا

---

۱ جنگل + ۲ پرندے + ۳ پرندوں کے نام ہیں + ۴ خاطر تواضع + ۵ پیارا + ۶ کوّا + ۷ چیل + ۸ مور +

۸ صحبت جو ہوئی ہنس کی اُن جانوروں میں
اِک چند رہا خوب محبّت کا گزارا

۹ اِس ہنس کو جب ہوگئے دو چار مہینے
اِک روز وُہ یاروں کی طرف کہ کے پکارا

۱۰ لو یارو ہم اب جاتے ہیں کل اپنے وطن کو
یہ پیڑ مُبارک رہے اَب تُم کو تمہارا

۱۱ اِس بات کے سُنتے ہی جو ہر اِک کے اُڑے ہوش
سب بولے یہ فُرقت[1] تو نہیں ہم کو گوارا

۱۲ ہم جتنے ہیں سب ساتھ تُمہارے ہی چلینگے
یہ درد تو اب ہم سے نہ جائیگا سہارا

۱۳ اِتنے میں ہوئی کوچ کی جب صُبح[2] نمُودار
پھر اپنا ہوا پر جُونہی اِس ہنس نے مارا

۱۴ سب ساتھ اُڑے اُس کے جو تھے یار ہواخواہ
ہر ایک نے اُڑنے کے لئے پنکھ[3] پسارا

۱۵ کوئی تین کوئی چار کوئی پانچ اُڑا کوس
کوئی آٹھ کوئی نو کوئی دس کوس پہ ہارا

۱۶ دس کوس اُڑے پر جو ہوئی ماندگی غالب
پھر پر میں کسی کے نہ رہا قوّت[4] و یارا

---

[1] جُدائی + [2] روانگی کی صبح + [3] پروں کو پھیلانا + [4] طاقت

۱۷ چیلیں رہیں کوّے گرے اور باز بھی تھک کے
اِس پہلی ہی منزل میں کیا سب نے کنارا

۱۸ سب رہ گئے جو ساتھ کے ساتھی تھے نظیر آہ
آخر کے تئیں ہنس اکیلا ہی سدھارا

نظیر اکبر آبادی

سوالات

۱۔ کن کن جانوروں کا اِس نظم میں ذِکر ہے؟
۲۔ اِس نظم کا نتیجہ کیا ہے اور کیا سبق اِس سے مِلتا ہے؟
۳۔ اِس مصرع کا ترجمہ بامحاورہ کرو۔
اِن سب نے حقیقت میں دِل اُس ہنس سے ہارا

۱۰۔ صحّت اور مرض

۱۔ ایک صحّت ہزار نعمت ہے۔ تندرستی سے بڑھ کر دُنیا میں کوئی چیز نہیں۔ پس تندرست

تنگ ہو گئے *

رہنا بہت غنیمت ہے - بیماری ایک طرح کا عذاب ہے - جو تکلیف کے علاوہ آدمی کے سب کام بند کر دیتی ہے - اگر بیماری کا رنج کسی کو ہو تو دُنیا کے تمام آرام کچھ نہیں - نہ کسی سے بات کرنے کو جی چاہتا ہے - نہ کھانا مزے کا معلوم ہوتا ہے - نہ جی کسی طرح بہلتا ہے ⁂

۲- یہ سمجھنا چاہیئے کہ بیماری موت کا پیغام ہے - موت بے بیماری کے بہت کم آتی ہے - اور جب بیماری سخت اور مدّت کی ہو جاتی ہے تو اکثر انجام موت ہے - بیماری سے بڑھ کر انسان کا کوئی دُشمن نہیں - جہاں تک ہو سکے اِس دُشمن سے بچو - اور اس دُشمن کو اپنے پاس نہ آنے دو ⁂

۳- بدن میں کوئی دُکھ ہو - اُس کی اصل پیٹ کا فساد ہے - لوگ پیٹ کا خیال اچھی طرح نہیں کرتے اِس وجہ سے بیمار ہوتے ہیں - اگر نقصان کرنے والی کوئی چیز کھا لو -

تو اُس کا نقصان ضروری نہیں کہ فوراً ہی معلُوم ہو۔ اِس دھوکے میں نہیں رہنا چاہیئے۔ لیکن زندگی کی اصل پیٹ ہے۔ پس غذا ہی میں بہُت احتیاط کرنی چاہیئے۔ بھُوک سے زیادہ کبھی نہ کھاؤ۔ کھانے کا وقت نہ بدلو۔ بلکہ مقرّر کر رکھّو۔ جب تک بھُوک خوُب معلُوم نہ ہو۔ کھانا نہ کھاؤ۔ اگر معدے میں بوجھ سا معلُوم ہو تو فاقہ کرو۔ بے وقت کوئی چیز نہ کھاؤ۔ لڑکے اِسی طرح جلد جلد بیمار ہُوا کرتے ہیں۔ کہ کھانے میں اِحتیاط نہیں کرتے۔ دِن بھر بکری کی طرح اُن کا مُنہ چلتا ہے۔ دسترخوان پر بیٹھے ہیں تو اُٹھنے کا نام نہیں لیتے۔ کھٹّی ڈکاریں آتی ہیں اور ڈکار کے ساتھ کھانا مُنہ میں آ جاتا ہے۔ اَور کھائے جاتے ہیں۔ ابھی پیٹ بھر اُٹھے ہیں اور پھر آ موجُود ہُوئے۔ سنگھاڑے۔ کھیرے ککڑی۔ بیر۔ چنے۔ کچالُو غرض سب بلا بدتر چٹ کر جاتے ہیں۔ پھر بیمار نہ ہوں تو تعجُّب ہے +

۴- جب بیمار پڑتے ہیں تو روتے ہیں اور چلّاتے ہیں - دوا تک نہیں پیتے - والدین کیا کیا لالچ دے کر دوا پلاتے ہیں +

اِس لئے بہتر ہے کہ پہلے ہی احتیاط کی جائے اور بیماری کی نوبت نہ آئے +

ہر ایک آدمی کو تھوڑی بہت ورزش بھی ضرور کرنی چاہئے - تاکہ کھانا خوب ہضم ہو- کھانے کے بعد تھوڑی دیر آہستہ آہستہ ٹہلنا بہت مفید ہے - تاکہ کھانا خوب پیٹ میں اُتر جائے +

۵- گرمی کے دنوں میں دھوپ کے وقت باہر پھرنا گویا زبردستی بخار کو بلانا ہے - جب دھوپ تیز ہونی شروع ہو اور سموم جس کو لُو بولتے ہیں چلنے لگے - مکان کے اندر امن کی جگہ میں بیٹھے رہو - بدبو دھواں گرد نمی اور بند ہوا پانچ چیزیں تندرستی کے لئے زہر ہیں - پس بدبو کے پاس صرف بقدر ضرورت رہنے کا مضائقہ نہیں باقی اِس سے علیحدہ رہنا چاہئے - اسی طرح دھواں اور

گرد و غبار بھی نقصان کرتا ہے - نمی بہت بری چیز ہے - بھیگا ہوا کپڑا اوڑھنا یا بھیگے سیلے ہوئے مکان میں بیٹھنا ضرور بیماری کا باعث ہوتا ہے - شبنم یعنی اوس اسی لئے مضر ہے کہ اس سے کپڑے سیلتے ہیں - چھڑکاؤ کا کھلی ہوئی جگہ میں مضائقہ نہیں - جیسے صحن یا کھلی چھت - لیکن بند کوٹھری میں چھڑکاؤ نہ ہونے دو دیکھو کیسی بھبک چھڑکاؤ کے بعد اٹھتی ہے - اگر مکان کھلا ہوتا ہے تو بخارات[2] نکل جاتے ہیں - لیکن بند مکان میں گھٹ کر رہ جاتے ہیں - پس ان بخارات کے ملنے سے ہوا خراب اور زہریلی ہو جاتی ہے ٭

۱۱- برسات کے دنوں میں نمی کا بچاؤ مشکل ہوتا ہے - جو مکان ٹپکتا ہو اور جس کی زمین نم ہو اس میں رہنا اچھا نہیں اور جب دھوپ نکلے تو ضرورت بھی سب کپڑے خشک کرانے چاہئیں کیونکہ برسات کی

---

[1] نقصان پہنچانیوالی ہے ٭ [2] زمین سے جو بخارات نکلتے ہیں ٭

ہوا میں بھی نمی ہوتی ہے۔ اندر رکھے ہوئے کپڑے بھی سیل جاتے ہیں۔ نہانے کے بعد فوراً تمام بدن کو کپڑے سے خشک کر لو اور وہ کپڑا الگ کر دو۔ سب سے بہتر ہے بالاخانے پر رہنا۔ لیکن اگر بالاخانہ مکان میں نہ ہو تو کھلے دالان میں۔ کوٹھڑی جس میں اسباب بھرا ہوا ہو اور ہوا بند ہو اُس میں نہ جاؤ۔ اُس کے اندر کی ہوا اچھی نہیں ہوتی۔ برتنوں کا دھوون کبھی مکان میں نہ ڈالا جائے۔ علیٰحدہ دور پھینک دیا جائے۔ اِس سے بھی بیماری پیدا ہوتی ہے۔ ترکاری کے پتے مکان میں نہ پڑے رہیں۔ اِن میں بھی ایک طرح کا زہر ہوتا ہے۔ اور گھر میں کوڑا جمع رہنا بھی بہت بُرا ہے۔

ایک عادت نہایت درجہ بُری ہے وہ یہ کہ گرمی کے دِنوں میں رات کو تو ادس میں سوئے اور پچھلی رات جب ہوا ٹھنڈی ہوتی ہے تو سردی کے بچاؤ کے لئے اندر

مکان میں جا پڑے - رات کی اوس اور صبح کی بند ہوا دو تو زہر - شام کا وقت بڑے شہروں میں ہمیشہ نہایت خراب وقت ہوتا ہے - آدمی اپنی ضرورتوں کے واسطے بکثرت بازاروں میں آتے جاتے ہیں - اُن کے آنے جانے سے غبار بُلند ہوتا ہے - اور دُھواں تو خدا کی پناہ ایسا ہوتا ہے - کہ سانس لینا مُشکل ہوتا ہے - اگر تُم کو شک ہو تو بعدِ مغربؔ[۱] ذرا بازار تک جا دیکھو - گھر پلٹ کر آؤ - تو مارے دُھوئیں کے ناک سے الگ پانی بہتا ہے - آنکھوں میں مرچیں سی لگ رہی ہیں - گویا دوزخ سے پھرے - ایسے وقت شہر سے باہر جا کر دیکھو تو ہوا سرد - میدان صاف نہ دھواں نہ گرد - انگریز لوگ ہوا خوری کو گھوڑوں اور بگھیوں پر سوار یا پیادہ[۲] نکل جاتے ہیں *

۸- صُبح کی ہوا ہر موسم میں نہایت عُمدہ

---

[۱] آفتاب ڈوبنے کے بعد *
[۲] پیدل *

صِحت[1] بخش۔ رُوح[2] افزا ہوتی ہے۔ خصُوصاً گرمی کے دِنوں میں۔ لیکن ہندوستانی گھر گھسے[3] صبح و شام دونوں وقت خُدا کی اِس نِعمت سے محرُوم[4]۔ اِسی واسطے جِس کو دیکھو پیٹ پکڑے پھرتا ہے۔ ماش کی دال کے دو دانے کھاتے ہیں تو پیچش ہوتی ہے۔ بیسن کی پکوڑی چکھ لیتے ہیں۔ تو نفخ[5] ہوتا ہے۔ تیل کی کوئی چیز زبان پر رکھتے ہیں تو چھاتی جلتی ہے۔ کوئی ثقیل[6] چیز کھا جاتے ہیں تو درد ہوتا ہے۔ اگر چلنے پھرنے کی عادت ہو۔ صبح و شام ایک ایک گھنٹہ بھی جنگل کی ہوا کھائیں تو سو دوا کی ایک دوا ہے۔

۹۔ انگریزوں کو تم نے دیکھا ہوگا۔ کیسے توانا[7] و قوی ہوتے ہیں۔ بچے دیکھو تو معلوم ہوں دس برس کے ہیں اور ہیں صرف پانچ برس کے۔ یہ سب بدولت ہوا

---

[1] تندرُستی بخشنے والی۔ [2] مُراد ہے زندگی بڑھانے والی۔
[3] وُہ شخص جو ہمیشہ اپنے گھر میں بیٹھا رہے۔ [4] بے نصیب۔
[5] پیٹ کا اپھر جانا۔ [6] دیر ہضم۔ [7] طاقتور۔

خوری اور محنت کے ہے - چلنے پھرنے سے
پسینہ آتا ہے - اور جتنی رطوبت ناقص ہوتی
ہے - سب پسینہ کی راہ نکل جاتی ہے -
کھل کر بھوک لگتی ہے - ہندوستانی لوگ
جنہوں نے محنت کا فائدہ سمجھا اور ہواخوری
کو انگریزی رسم قرار دیا اُنھوں نے اور
تدبیر نکالی - کوئی ڈنڈ پیلتا ہے - کوئی مگدر[1]
ہلاتا ہے - کوئی کشتی لڑتا ہے - کوئی بیٹھکیں
لگاتا ہے - یہ بات بھی نفع سے خالی نہیں -
دیکھو ڈنڈ پیل آدمی کیسے موٹے تازے ہوتے
ہیں - لیکن اِس طرح کی ریاضت کو اکثر رذیلوں
نے پیشہ کر لیا ہے - اکھاڑے بنا رکھے
ہیں - اُن میں تمام دُنیا کے بد وضع لڑکے
جمع ہوتے ہیں - مَیں تم کو نصیحت کرتا ہُوں
کہ ریاضت ضرور کرنی چاہیئے - لیکن صبح و
شام پیادہ پا ہواخوری سے بہتر کوئی اور
ریاضت نہیں ہے - اگر تم ریاضت کو ناپسند
کرو تو آسان نسخہ ہمیشہ تندرُستی رہنے کا

[1] آلہ جس کو پہلوان ہلاتے ہیں ◆

یہ ہے کہ ہر وقت تھوڑی بھوک لگی رکھو۔
خدا نے چاہا تو کبھی بیمار نہ پڑوگے +

شمس العلما مولوی نذیر احمد مرحوم

سوالات

۱۔ بیماری سے کیوں کر بچ سکتے ہیں۔ کیا کیا احتیاطیں کرنی چاہئیں ؟

۲۔ ریاضت کے کیا کیا فائدے ہیں۔ سب سے آسان ریاضت کیا ہے ؟

۳۔ نیچے کے لکھے ہوئے الفاظ کو خوشخط لکھو اور اُن کے معنے بھی ساتھ لکھو :۔

غذا ب ۔ احتیاط ۔ ورزش ۔ صحت بخش ۔ رُوح افزا
مغرب ۔ رُطوبت ۔ ریاضت +

۱۱۔ وطن کا راگ

۱
بھارت[1] دِل کا چین ہمارے بھارت آنکھ کا تارا ہے
ہر رُت ہر اِک ہو ہم اِس کا کیسا پیارا پیارا ہے
کیسا سُہانا کیسا سُندر[2] پیارا دیش ہمارا ہے
دُکھ میں سُکھ میں ہر حالت میں بھارت دِل کا سہارا ہے

بھارت پیارا دیش ہمارا سب دیشوں سے نیارا ہے

۲
سارے جگ کے پہاڑوں میں بے مثل پہاڑ ہمالا ہے
پربت سب سے اُونچا ہے یہ پربت سب سے نرالا ہے
بھارت کی رکھشا[3] کرتا ہے بھارت کا رکھوالا ہے
لاکھوں چشمے بہتے ہیں اِس میں لاکھوں ندیوں والا ہے

بھارت پیارا دیش ہمارا سب دیشوں سے نیارا ہے

۳
گنگا جی کی پیاری لہریں گیت سُنائی جاتی ہیں
صدیوں کی تہذیب ہماری یاد دِلاتی جاتی ہیں
بھارت کے گلزاروں کو سرسبز بناتی جاتی ہیں
کھیتوں کو ہریالی دیتی پھول کھلاتی جاتی ہیں

بھارت پیارا دیش ہمارا سب دیشوں سے نیارا ہے

[1] ہندوستان ۔ [2] خوبصورت ۔ [3] حفاظت ۔

۴ ہرے بھرے ہیں کھیت ہمارے دُنیا کو اَن دیتے ہیں
چاندی سونے کی کانوں سے ہم جگ کو دھن دیتے ہیں
پریم کے پیارے پھول کی خوشبو گلشن گلشن دیتے ہیں
امن و اماں کی نعمت سب کو بھر بھر دامن دیتے ہیں

بھارت پیارا دیش ہمارا سب دیشوں سے نیارا ہے

۵ کرشن[1] کی بنسی نے پھونکی ہے روح ہماری جانوں میں
گوتم[2] کی آواز بسی ہے محلوں میں میدانوں میں
چشتی[3] نے جو دی تھی مے وہ اب تک ہے پیمانوں میں
نانک[4] کی تعلیم ابھی تک گونج رہی ہے کانوں میں

بھارت پیارا دیش ہمارا سب دیشوں سے نیارا ہے

۶ مذہب کچھ ہو ہندی ہیں ہم سارے بھائی بھائی ہیں
ہندو بھی ہیں مسلمان بھی ہیں پارسی ہیں عیسائی ہیں
پریم نے سب کو ایک کیا ہے پریم کے ہم شیدائی ہیں
بھارت نام کے عاشق ہیں ہم بھارت کے سودائی ہیں

بھارت پیارا دیش ہمارا سب دیشوں سے نیارا ہے

[1] سری کرشن جی ہندوؤں کے اوتار تھے۔

[2] گوتم بدھ - بدھ مذہب کے بانی۔

[3] مسلمانوں کے ایک بزرگ تھے۔

[4] گورو نانک صاحب۔

۷	راجا پرجا سب کے مالک سب کا ناتا تجھ سے ہے دیش میں شوبھا[1] جو کچھ ہے اے دیش کے داتا تجھ سے ہے بھارت بھاگ بنا دینے کی آس ودھاتا[2] تجھ سے ہے داتا سب آشش کی بھکاری بھارت ماتا تجھ سے ہے

بھارت پیارا دیش ہمارا سب دیشوں سے نیارا ہے

از ہمایوں — افسر میرٹھی

سوالات

۱۔ اِس نظم کے بند ۶ کو نثر میں لکھو۔
۲۔ دُوسرے بند میں واحد کلمے کون سے ہیں اور جمع کون سے؟
۳۔ راجا۔ پرجا۔ شوبھا۔ پریم کے کیا معنے ہیں؟
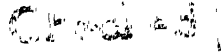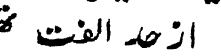
۱۲۔ راجہ رام چندرجی
(۱)

۱۔ کئی صدیاں پیشتر فیض آباد کے نزدیک ہی

[1] رونق [2] خدا تُو ہی مُراد پُوری کرنے والا ہے۔

ایُودھیا یا اجُدّھیا میں سورج بنسی خاندان کے
راجا آباد تھے - اُس راجدھانی کے کھنڈرات
آج بھی دکھائی دیتے ہیں - اور زبانِ حال
سے اُس خاندان کی شان و شوکت کا مرثیہ
کہ رہے ہیں - نصف سینکڑہ سے زیادہ راجاؤں
کے بعد اسی اجُدھیا کی گدّی پر راجہ جسرتھ
بیٹھا - جس کی تین رانیاں تھیں - رانی کوشلیا -
رانی کیکئی اور رانی سمترا - ان سے چار بیٹے
پیدا ہوئے - پہلی رانی کے بطن سے رام چندر
جی - دوسری سے بھرت جی اور تیسری سے
لچھمن جی اور سترگن جی - یہ چاروں ہونہار
لڑکے حلیم - فرماں بردار - عقلمند اور ذہین
تھے - ان خوبیوں کے علاوہ وہ اس قدر بہادر
اور خوبصورت تھے - کہ راجہ اُن سے حد
درجے کی محبت کرتا تھا - اُن کی تعلیم بھی
عام بچوں کی طرح پانچ سال سے شروع
ہوئی - لیکن ذہانت کے خدا داد جوہر کی
وجہ سے جو اُن میں موجود تھا - تھوڑے ہی
عرصے میں ان چاروں بھائیوں نے ہر قسم کا

علم حاصل کر لیا۔ خصوصاً فن سپہگری اور تیر اندازی میں وہ نام اُچھالا۔ کہ دنیا محوِ حیرت ہو گئی +

۲۔ ان میں سے رام چندر جی سب سے بڑے تھے۔ اور بچپن سے ہی پارسائی اور پاکیزگی کا بہت خیال رکھتے تھے یہی وجہ تھی۔ کہ تمام اہلِ دربار اُن کے مدّاح تھے۔ اور رعایا اُن پر جان چھڑکتی تھی ۔ لچھمن جی باوجود سوتیلے بھائی ہونے کے اُن سے اس قدر محبت کرتے تھے۔ کہ اُن کے پسینے پر اپنا خون بہا دینا فخر سمجھتے تھے ۔ اور ان کی تکلیف کو اپنی تکلیف خیال کرتے تھے۔ غرضیکہ ان دونو میں ازحد الفت تھی +

۳۔ ایک دن رامچندر جی نے ایک دوست سے سُنا۔ کہ متھلا دیش میں راجہ جنک کی ایک بیٹی سیتا جی ہے ۔ جو حسین اور خوبصورت ہونے کی وجہ سے شہرہ آفاق ہے اور اُس کے باپ نے تمام ہندوستان میں اعلان کیا ہُوا ہے۔ کہ سیتا جی سے صرف

وہی شخص شادی کر سکتا ہے۔ جو اُس کی مضبوط کمان کو توڑے۔ اور سیتا جی بھی اس شرط پر کاربند ہے*

۴۔ رامچندر جی نے سنتے ہی وہاں جانے کا ارادہ کیا۔ اور متھلا پہنچ کر راجہ جنک کو اپنے آنے کی غرض سے اطلاع دی۔ دربار میں اور راجے۔ مہاراجے بھی موجود تھے۔ جو اپنی کوششوں میں ناکامیاب رہ چکے تھے۔ کمان لائی گئی۔ جو بہت وزنی تھی۔ رامچندر جی نے اس کمان کو نہایت آسانی سے توڑ کر رکھ دیا۔ راجہ اُن کی شہ زوری کو دیکھ کر نہایت خوش ہوا۔ اور اُن کی بڑی تعظیم و تکریم کی۔ راجہ جسرتھ کو دعوت دی۔ راجہ جسرتھ اپنے وزیروں اور امیروں کو ہمراہ لے کر متھلا پہنچے۔ جہاں راجہ جنک نے اُن کی عالی شان دعوت کی۔ اور بہت سا سامان اور بے شمار جہیز دے کر رام چندر جی کو مع ان کی بیوی سیتا جی کے روانہ کیا*

۵۔ اس شادی کو ابھی زیادہ عرصہ نہیں

گزرا تھا۔ کہ سلطنت کے وزرا اور اُمرا جمع ہو کر راجہ جسرتھ کے پاس گئے۔ اور عرض کی۔ کہ اگرچہ آپ کے عدل و انصاف اور رعایا پروری نے ہمارے دلوں میں جگہ کی ہوئی ہے۔ لیکن آپ کے بڑھاپے کو دیکھتے ہوئے تمام رعایا کی دلی خواہش ہے۔ کہ جیتے جی آپ رامچندر جی کو اپنے قدیم رواج کے مطابق گدّی کا وارث مقرر کریں۔ تاکہ آپ کے بعد کسی قسم کا جھگڑا نہ ہو۔ راجہ نے فوراً ہی ایک دربارِ عام منعقد کر کے فوجی افسروں۔ امیروں اور وزیروں سے رائے طلب کی۔ سب نے یک زبان ہو کر رامچندر جی کی از حد تعریف کی۔ اُن کا رعایا سے ہمدردی کا سلوک۔ ان کی بہادری۔ نیک نیتی شرافت۔ فیاضی۔ غمخواری۔ ادب و احترام اور دیگر خوبیاں بیان کر کے راجہ سے درخواست کی۔ کہ ان کو ولی عہد مقرر کیا جائے۔ یہ سنتے ہی راجہ اس نتیجہ پر پہنچ گیا۔ کہ تمام رعایا رامچندر جی پر دل و جان سے فدا ہے

اس لئے اُن کو سرِ دربار حکم دیا - کہ کل تم کو ولی عہد مقرر کیا جائیگا ٭

۶- رامچندر جی یہ سنتے ہی اپنی ماں کے پاس آئے - اور اُن کو خوش خبری سُنائی - کوشلیا یہ خبر سُن کر نہایت خوش ہوئی - اور خدا کا شکر بجا لائی - لیکن یہ خبر جب اُن کی سوتیلی ماں کیکئی کے کانوں میں پہنچی - تو اُس کے رنج و غم کی کوئی انتہا نہ رہی - اُس کو خیال گزرا - کہ اگر رام چندر جی تخت و تاج کے وارث مقرر ہو گئے - تو اُس کو لونڈی اور اُس کے بیٹے بھرت جی کو تمام عمر غلام بن کر رہنا پڑیگا - اُس کے اپنے ہی خیالات نے اُس کے تن بدن میں آگ لگا دی - وہ اپنی آئندہ زندگی کے متعلق سوچ رہی تھی اور فکر کے گہرے سمندر میں غرق تھی - کہ اس کی ایک لونڈی آئی - جو صورت اور شکل میں انسان مگر سیرت میں شیطان کے بھی کان کترنے والی تھی ٭

۷ - اُس نے کیکئی کو خاموش دیکھ کر پوچھا -

کہ آج آپ کس سوچ میں پڑی ہوئی ہیں۔ آپ کو کچھ معلوم بھی ہے۔کہ کل رامچندر جی کو ولی عہدی کا منصب عطا ہونے والا ہے۔ اگر ایسا ہوگیا۔تو آپ کو تمام عمر پچھتانا پڑیگا۔جہاں تک جلد ہو سکے۔اس کا انتظام کر لیجئے۔رانی کیکئی بولی۔ کہ مجھے تو کچھ نہیں سوجھتا۔آخر کیا کروں۔ عجب مصیبت میں جان آگئی ہے۔باندی نے کہا۔کہ میں آپ کو ایک تدبیر بتاتی ہوں۔اگر آپ اس پر عمل کریگی۔ تو یقیناً جس خطرے کو آپ محسوس کر رہی ہیں۔وہ رفع ہو جائیگا۔آپ اپنا ہار سنگار اتار دیں۔ میلے کچیلے کپڑے پہن لیں۔اور نہایت بُری حالت بنا کر ایک کوٹھڑی میں پڑ رہیں۔شام کو جب راجہ صاحب محل میں تشریف لائیں۔تو اُن کو اُن کا وعدہ یاد دلائیں۔یقیناً وہ آپ کو ہر طرح سمجھانے کی کوشش کرینگے۔مگر آپ ایک نہ مانیں۔ اور اپنی ہٹ پر قائم رہیں۔راجہ جی خود

بخود مجبور ہو جائینگے - اور اس طرح رامچندر جی کو چودہ سال کا بن باس اور بھرت جی کو تخت مل جائیگا*

۸- رانی کیکئی نے باندی کے مشورے پر عمل کیا اور جس طرح اُس نے سمجھایا تھا۔ اپنے زیورات اُتار کر پھینک دئے - میلے چکٹ کپڑے پہن لئے - بال بکھیر دئے - اور خستہ حالت بنا کر ایک کوٹھڑی میں لیٹ گئی - شام ہوتے ہی راجہ جسرتھ جب محل میں آئے تو رانی کی حالت دیکھ کر حیران ہو گئے - پوچھنے لگے - کہ کیا بات ہے - آپ کے دشمنوں کا یہ کیا حال ہو رہا ہے - آخر میں بھی تو سنوں - اگر کسی قسم کی کوئی تکلیف ہے - تو اُس کو دُور کرنے کا انتظام کروں - آپ کی یہ حالت دیکھ کر میرے دل کو صدمہ ہوتا ہے - رانی کیکئی کو جب یقین ہو گیا - کہ میرا پورا جادو چل گیا ہے تو بولی - کہ جب آپ لڑائی میں سخت زخمی ہوئے تھے - تو مَیں نے آپ کی جان

بچائی تھی - اس وقت آپ نے مجھ سے وعدہ کیا تھا - کہ آپ میری دو باتوں کو مانینگے - خواہ وہ دو باتیں کسی قسم کی بھی ہوں - اب میری دلی آرزو ہے - کہ آپ رام چندر جی کو چودہ برس کے لئے بن باس کا حکم دیں - اور میرے بیٹے بھرت جی کو تخت کا وارث مقرر کریں - یہ سنتے ہی راجہ کے اوسان خطا ہو گئے - ہر چند سمجھایا - منت کی - خوشامد کی - مگر رانی کیکئی نے اپنی ضد نہ چھوڑی - اور کہا - کہ اگر آپ اپنے عہد پر قائم نہیں رہ سکتے - تو میں اپنی جان دے دونگی - راجہ نے پھر سمجھایا - مگر پتھر میں جونک کا لگنا ناممکن تھا ÷

سوالات

ا - ذیل کے لفظوں اور محاوروں کے معنے بتاؤ :-
راج دھانی - ذہانت - فن سپہ گری - نام اُچھالا - دنیا محوِ حیرت ہو گئی - رعایا اُن پر جان چھڑکتی تھی - اُن کے پسینے پر اپنا خون بہا دینا

فخر سمجھتے تھے ۔ شہرہ آفاق ۔ ادب و احترام۔
فکر کے گہرے سمندر میں غرق تھی ۔سیرت
میں شیطان کے بھی کان کترنے والی تھی۔
ہٹ پر قائم رہیں ۔ راجہ کے اوسان خطا
ہوگئے ۔ پتھر میں جونک کا لگنا ناممکن تھا۔
۲۔ جہیز کس کو کہتے ہیں ؟
۳۔ باندی نے رانی کیکئی کو کیا مشورہ دیا ؟

۱۳۔ ایک وقت میں ایک کام کرو

۱ ہے کام کے وقت کام اچھا
اور کھیل کے وقت کھیل اچھا
۲ جب کام کا وقت ہو کرو کام
بھولے سے بھی کھیل کا نہ لو نام
۳ ہاں کھیل کے وقت خوب کھیلو
کودو پھاندو کہ ڈنڈ پیلو
۴ خوش رہنے کا ہے یہی طریقہ

ہر بات میں چاہیئے سلیقہ

۵ ہمت کو نہ ہاریو خدا را
مت ڈھونڈیو غیر کا سہارا

۶ اپنے ہونے پہ کام کرنا
مشکل ہو تو چاہیئے نہ ڈرنا

۷ جو کچھ ہو سو اپنے دم قدم سے
کیا کام ہے غیر کے کرم سے

۸ چھوڑو نہیں کام کو ادھورا
بیکار ہے جو ہُوا نہ پورا

۹ ہر وقت میں صرف ایک ہی کام
پا سکتا ہے بہتری سے انجام

۱۰ جب کام میں اور کام چھیڑا
دونوں ہی میں پڑ گیا بکھیڑا

۱۱ جو وقت گزر گیا اکارت
افسوس ہُوا خزانہ غارت

مولوی محمد اسمٰعیل میرٹھی

سوالات

۱۔ ایک وقت میں ایک کام کرنے سے کیا

فائدہ ہے ✤

۲۔ ان کے کیا معنی ہیں :۔

سلیقہ ۔ پھاندنا ۔ ادُھورا ۔ اکارت ۔ غارت ✤

۳۔ شعر نمبر چھ اور سات کا مطلب بیان کرو ✤

۱۴۔ قُدرت کا تماشا

(مینہ ۔ کُہرا ۔ بجلی ۔ اولے)

ماسٹر صاحب۔ محمُود ! اچھّا تُم بتاؤ کہ مینہ ۔ کُہرا ۔ بجلی ۔ اولے یہ کیونکر پیدا ہوتے ہیں ؟

محمُود۔ گرمی کی وجہ سے سمندر اور دریاؤں اور ہر ایک گیلی اور سیلی چیز میں سے بھاپ نِکلتی ہے ۔ اور چونکہ سمندر کا پانی ہزاروں کوس میں پھیلا ہُؤا ہے سب سے زیادہ بھاپ سمندر سے اُٹھتی ہے ۔ اِس بھاپ کا نام بادل ہے ۔ جو ہلکے ہونے کی وجہ سے ہوا پر جا کر

آفتاب کے عکس سے ہم کو رنگ برنگ
کے نظر آتے ہیں - یہ بھاپ بلندی پر
پہنچ کر زیادہ سرد ہو جاتی ہے اور مینہ
بن کر برستی ہے - اور کبھی زیادہ سردی
وجہ سے جم کر اولا ہو جاتی ہے ؛

ہری رام - ماسٹر صاحب ! مینہ تو وہ بھاپ
ہوئی جو سردی پا کر پانی بہی گئی - تو
بجلی وہ بھاپ ہوگی جو آگ بن جاتی
ہوگی اوپر کی سردی بھاپ کو پانی تو
بنا دیتی ہے مگر کیا اس آگ کو نہیں
بجھا سکتی ؛

ماسٹر صاحب - کوئی چیز گرمی سے خالی نہیں
یہاں تک کہ جمی ہوئی برف میں بھی
گرمی رہتی ہے اور دو چیزوں کو آپس
میں گھسنے اور رگڑنے سے یوں بھی گرمی
پیدا ہو جاتی ہے - یہ ستارہ جو ٹوٹتا ہے
ہوا کی گرمی بھڑک اُٹھتی ہے - مگر لوگ
سمجھتے ہیں کہ یہ کوئی بلا ہے ؛
بجلی وہ گرمی ہے جو بادلوں میں رہتی

ہے - اَور گرمی کی یہ بھی خاصِیّت ہے
کہ جب دو چیزیں برابر رکھّی جائیں -
جِن میں سے ایک میں گرمی زیادہ اَور
دُوسری میں کم ہو - تو زیادہ گرمی والی
چیز میں سے گرمی نکل کر کم گرمی والی
چیز میں جائیگی - یہاں تک کہ دونوں
چیزوں میں برابر گرمی ہو جائیگی - مثلاً
ٹھنڈے پانی میں ہاتھ ڈالو تو ہاتھ کی
گرمی پانی میں جائیگی یہاں تک کہ دونوں
میں یکساں گرمی ہو جائے اَور تھوڑی دیر
بعد پانی کی ٹھنڈک جو ہاتھ کو محسُوس
نہیں ہوتی اُس کی یہی وجہ ہے - اِسی
طرح جس بادل میں گرمی زیادہ ہوتی
ہے وُہ پاس کے کم گرمی والے بادل
میں زور سے جاتی ہے اِس کا نام کڑک
ہے جس کی آواز ہم تُم سُنتے ہیں ٭

ہری رام - ماسٹر صاحِب ! ٹھنڈے پانی اَور
ہاتھ کی مِثال جو آپ نے دِی - اِس
میں تو ہم کو ہاتھ سے آگ نکلتی نظر

نہیں آتی - مگر بجلی میں تو ایسی آگ ہوتی ہے کہ آنکھ چُندھیانے لگتی ہے ۔
ماسٹر صاحب - گرمی سے آگ بن جانا کوئی تعجّب کی بات ہے - پتّھر کو پتّھر پر مارو صاف چنگاری اُڑتی ہُوئی نظر آئیگی -
محمُود! تُم ہی ایک دِن مجُھ سے کہ رہے تھے کہ تمُہارے گاؤں میں ایک دِن آندھی آئی تھی - باہر جنگل میں جتنے سرکنڈے تھے آپس کی رگڑ سے اُن میں آگ لگ گئی اور سب جنگل جل گیا ۔
ہری رام - بجلی تو زمین پر بھی گِرا کرتی ہے اُس کا سبب ۔
ماسٹر صاحب - جب بادل زمین کے قریب ہو - نزدیک ہونے کی وجہ سے زمین اِس گرمی کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے ۔
ہری رام - کیا یہ بادل آسمان میں نہیں ہوتے ۔
ماسٹر صاحب - اکثر میل دو میل سے زیادہ اُونچے نہیں ہوتے - پہاڑوں پر تو گھروں

میں بادل گھسے پھرتے ہیں - بیٹھے ہیں
کہ یکایک کہرے کی طرح دھواں سا اُٹھا
تھوڑی دیر کے بعد اُجالا ہو گیا تو دُھواں
غائب - پانی میں تربتر ہو گئے ؞

ہری رام - ماسٹر صاحب! بجلی تو بڑی آفت
ہے - کچھ اِس کی روک بھی ہے - میں
نے تو جہاں کڑک کی آواز سُنی - دِل
ڈرنے لگتا ہے ؞

ماسٹر صاحب - آواز کے سُننے سے ڈرنا تو
بُزدلی ہے - بجلی جب گرتی ہے تو آواز
پُہنچنے سے پہلے گرتی ہے - ہوا کی نِسبت
روشنی کی رفتار بڑی تیز ہوتی ہے - تُم
نے دیکھا ہوگا کہ آتِشبازی کے گولے کی
گُونج سے پہلے روشنی سی چمک جاتی ہے -
اُس کے بعد گولہ کی آواز آتی ہے -
یہی حال بجلی اور کڑک کا ہے ؞

بجلی کی روک کے لِئے جو تُم پُوچھتے ہو -
اُس کی تدبیر بھی عقلمندوں نے نِکالی
ہے - اِس میں شک نہیں کہ بجلی تھی

تو نقصان کی چیز مگر عقل کے زور سے
اِس کو بھی کارآمد بنا لیا ہے اور نوکروں
کا کام دے رہی ہے۔ اب تم ہی دیکھو
کہ بجلی ہمارے کتنے کام آ رہی ہے۔
لندن یہاں سے کئی ہزار میل ہے۔ مگر
تار چند منٹوں میں وہاں پہنچ جاتا ہے۔
پنکھا یہ چلاتی ہے۔ روشنی کا کام یہ دے
رہی ہے۔ بیسیوں کارخانے اور ریلیں
اور کلیں یہ بجلی چلا رہی ہے۔ یہ سب
بجلی کے کھیل ہیں۔ ابھی دیکھو انسان
کی عقل اِس سے اور کیا کیا کام لیتی
ہے ؟

ہری رام۔ ماسٹر جی! روک کی نسبت تو آپ
نے بتایا ہی نہیں ٭

ماسٹر صاحب۔ دھات کی چیزیں لوہا۔ تانبا۔
پیتل وغیرہ بجلی کو کھینچتے ہیں۔ قلعوں
کے میگزین میں بارود کی حفاظت کے
واسطے بجلی کی روک کرنی پڑتی ہے۔
چھتوں کے اندر اور باہر لوہے کی

سلاخیں گاڑ دیتے ہیں۔ کہ بجلی گرے تو ان سلاخوں کی راہ زمین میں چلی جائے۔ بجلی کی ایک خاصیت یہ بھی ہے کہ نوک دار چیز سے بھاگتی ہے۔ تم نے دیکھا ہوگا کہ بڑی بڑی عمارتوں کی چوٹیوں پر نوکدار کلس لگا دئے جاتے ہیں ٭

بس اس وقت تمہارے لئے اتنی باتیں یاد رکھنی کافی ہیں۔ جب تم اگلی جماعتوں میں جاؤ گے تو زیادہ مفصّل حال پڑھو گے ٭

سوالات

۱۔ بادل اور مینہ کس طرح بنتے ہیں ؟

۲۔ بجلی کس کس کام میں آتی ہے۔ اس کی روک کیا ہے ؟

۳۔ نیچے کے الفاظ کو لکھو اور معنے بتاؤ :۔

خاصیت۔ محسوس۔ حفاظت۔ مفصّل ٭

۱۵۔ اُردو زبان

۱ شہد و شکر سے شیریں اُردو زباں ہماری
ہوتی ہے جس کے بولے میٹھی زباں ہماری

۲ اس کے ہر ایک نقطے اور حرف میں ہے پنہاں
آرام دل ہمارا تسکین جاں ہماری

۳ کشمیر سے دکن تک برما سے تا بہ کابل
سب کی زبان پر ہے یہ حکمراں ہماری

۴ خدمت کرینگے اس کی جب تک کہ دم میں دم ہے
ہم میزباں ہیں اس کے یہ میہماں ہماری

۵ دُنیا میں یک زبانی سے بن رہی ہیں قومیں
ہم ہند کے ہیں اور ہے اُردو زباں ہماری

پروفیسر غلام محمد طور مرحوم

سوالات

۱۔ اُردو زبان کہاں کہاں بولی جاتی ہے؟

۲- نیچے لکھے ہوئے لفظوں کو لکھو اور معنے بتاؤ :-
شہد و شکر - شیریں - پنہاں - تسکینِ جاں -
میزباں - میہماں *

۱۶- جنگلات

سکول میں آدھے دن کی چھٹی تھی - ماسٹر صاحب نے لڑکوں سے کہا - کہ آؤ آج تمھیں دریا کی سیر کو لے چلیں - سب لڑکے خوشی خوشی اُن کے ساتھ ہو لئے - دریا کے پاس درختوں کا ایک بہت بڑا ذخیرہ تھا - درخت اِس قدر گنجان اور گھنے تھے کہ اُن کے سایہ میں دن کے وقت بھی اندھیرا رہتا تھا * جب لڑکے اِس جنگل میں داخل ہوئے - تو اُن میں سے بعض جو کم عمر اور بودے دل کے تھے اندھیرے سے ڈر گئے - اور ایک لڑکے نے جس کا نام حامد تھا ماسٹر صاحب سے سوال کیا -

"کیوں ماسٹر صاحب! اِس جنگل میں کیا شیر اور بھیڑئے بھی رہتے ہیں؟"

ماسٹر صاحب۔ نہیں۔ شیر اور بھیڑئے اِنسانوں کی آبادی کے اِس قدر قریب نہیں رہتے ہاں گیدڑ۔ لومڑی وغیرہ کبھی کبھی ایسی جگہ مِل جاتے ہیں۔ اور بعض دفعہ چور چکار بھی آ چھُپتے ہیں +

حامِد۔ تو پھر ایسے جنگلوں کو رکھنے سے کیا فائدہ ہے جن کو دیکھنے سے بھی ڈر لگتا ہے۔ سرکار اِن کو کٹوا کر آباد کیوں نہیں کر دیتی +

ماسٹر صاحب۔ اِن جنگلوں کو تمُ بیکار نہ سمجھو۔ یہ مُلک کی دَولت ہیں۔ زراعت آب و ہوا۔ تجارت کو اِن سے بہُت فائدے پہُنچتے ہیں۔ یہیں پنجاب یا ہندوستان ہی میں جنگل نہیں ہیں بلکہ ہر شائستہ مُلک میں یہ مَوجُود ہیں اور بڑی حِفاظت سے اُن کا اِنتظام کیا جاتا ہے +

چندراس۔ اِن سے پَیداوار تو کچھُ ہوتی

نہیں تو پھر اِن جنگلوں کے رکھنے سے
کیا فائدہ ہے ؟
ماسٹر صاحب - جنگلوں سے بہت سی چیزیں
نکلتی ہیں - مثلاً لکڑی - بانس - بید -
ایندھن - ریشے - کئی طرح کی گھاس -
تیل کے بیج - درختوں کی چھال - گوند -
ربڑ - کئی قسم کی دوائیں اور مصالحے
وغیرہ پیدا ہوتے ہیں - اور سوداگر اِن کو
خرید کر جگہ بہ جگہ دُوسرے شہروں میں
نفع سے بیچتے ہیں - اور عام لوگ اپنی
ضرورتیں اُن سے پُوری کرتے ہیں ؛
حامد - اور چیزیں تو خیر کام میں آ گئیں
لیکن یہ چھال وغیرہ کس کام آتی ہیں ؟
ماسٹر صاحب - درختوں کی چھال سے چمڑا
وغیرہ رنگا جاتا ہے اور اِس وقت تو
مُلک میں اِس کی مانگ بہت بڑھ گئی
ہے - بانس اور گھاس سے کاغذ کا گُودا
بنایا جاتا ہے - جس سے بعد میں کاغذ
مشینوں سے تیّار کیا جاتا ہے - دِیا سلائی

کے کارخانے بھی مُلک میں اب بنتے جا رہے ہیں - انھی جنگلوں سے ایک خاص قِسم کی نرم لکڑی اِن کے بنانے میں کام آتی ہے - اب حال میں رال اور تارپین کا تیل بھی یہی جنگل مہیّا کرنے لگے ہیں ٭

گلزاری لال - ماسٹر صاحب! کیا یہ چیزیں پہلے پیدا نہیں ہوتی تھیں - جو اب جنگل اُن کی خاطر رکھّے جاتے ہیں ٭

ماسٹر صاحب - پیدا تو ہوتی تھیں - لیکن کسی کو اِدھر توجُّہ نہ تھی - لارڈ ڈِلہوزی صاحب جو ہندوستان کے ویسرائے رہ چُکے ہیں اُن کے زمانہ تک تو جنگلوں کو آبادی اور زراعت کے لئے کاٹ دیا جایا کرتا تھا - لیکن بعد میں سرکار نے جنگلات کے فائدوں پر غور کرکے اُن کو قائم رکھنے کا اِرادہ کر لیا - کیونکہ تجربہ سے یہ ثابت ہو گیا ہے کہ یہ جنگل ہمارے مُلک کی آب و ہوا پر بہت اچھا

اثر ڈالتے ہیں - اور یہ بھی ظاہر ہے
کہ مُلک کی بہُت سی ضرورتیں یہ جنگل
پُوری کر رہے ہیں - اِن کی حفاظت
ضروری ہے ؞

چرنداس - تو گورنمنٹ اِن کی حفاظت کا کیا
اِنتظام کرتی ہے ؟

ماسٹر صاحِب - گورنمنٹ نے اِن جنگلات کا
بہُت اچھا اِنتظام کیا ہے - اُن کی
حفاظت کے لِئے ایک بہت بڑا محکمہ
جِس کو محکمۂ جنگلات کہتے ہیں - مُقرّر
کر رکھّا ہے ؞

حامد - ہندوستان میں کُل کِتنے جنگل ہونگے -
اور کِتنے بڑے بڑے ؟

ماسٹر صاحِب - جنگلوں کی صحیح تعداد تو بتانا
مشکل ہے - لیکن ڈھائی لاکھ مربّع مِیل
رقبہ اُن جنگلات کا ہے - جِن سے سوا
تین کروڑ روپئے کی سالانہ آمدنی ہے -
اور خرچ نِکال کر دو کروڑ روپئے سے
زیادہ بچ رہتا ہے - ڈیڑھ دون میں

جنگلات کی خاص تعلیم کے لئے ایک بہت بڑا کالج ہے جس میں بہت سے ہندوستانی تعلیم کے لئے جاتے ہیں - اور تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد محکمۂ جنگلات میں مُلازم ہو جاتے ہیں +

سوالات

۱ - جنگلات کے رکھنے سے کیا فائدہ ہے ؟
۲ - جنگلوں سے کون کون سی چیزیں نکلتی ہیں ؟
۳ - ہماری سرکار ان جنگلوں کا کیا انتظام کرتی ہے ؟
۴ - ذیل کے الفاظ کو لکھو اور معنے بتاؤ :-
محکمۂ جنگلات - تعلیم - مُلازم - مُربّع - اِنتظام - گورنمنٹ - چھال - زراعت - شائستہ +

---

۱۷ - جُگنو اور بچّہ

۱ سُناؤں تمھیں بات اِک رات کی
تھی وُہ رات اندھیری برسات کی

۲ چمکنے سے جگنو کے تھا اک سماں
ہوا پر اُڑیں جیسے چنگاریاں
۳ پڑی ایک بچّے کی اُن پر نظر
پکڑ ہی لیا ایک کو دوڑ کر
۴ چمکدار کیڑا جو بھایا اُسے
تو ٹوپی میں جھٹ پٹ چھپایا اُسے
۵ وُہ جھم جھم چمکتا اِدھر سے اُدھر
پھرا - کوئی رستہ نہ پایا مگر
۶ تو غمگین قیدی نے کی التجا
کہ چھوٹے شکاری مجھے کر رہا
۷ خُدا کے لئے چھوڑ دے چھوڑ دے
مری قید کے جال کو توڑ دے
۸ کرُونگا نہ آزاد اُس وقت تک
کہ مَیں دیکھ لُوں دِن میں تیری چمک
۹ چمک میری دِن میں نہ دیکھوگے تُم
اُجالے میں ہو جائیگی وُہ تو گُم
۱۰ ارے چھوٹے کیڑے نہ دے دم مجُھے
کہ ہے واقفیت ابھی کم مجُھے
۱۱ اُجالے میں دِن کے کھُلے گا یہ حال

کہ اتنے سے کیڑے میں ہے کیا مجال

۱۲ دُھواں ہے نہ گرمی نہ شُعلہ نہ آنچ
چمکنے کی تیرے کرُونگا مَیں جانچ

۱۳ یہ قُدرت کی کاریگری ہے جناب
کہ ذرّہ کو چمکائے جُوں آفتاب

۱۴ مجُھے دی ہے اِس واسطے یہ چمک
کہ تم دیکھ کر مجُھ کو جاؤ کھٹک

۱۵ نہ اکھڑپنے سے کرو پائمال
سنبھل کر چلو آدمی کی ہو چال

مولوی محمد اسمٰعیل میرٹھی

سوالات

۱۔ دم دینا۔ شعلہ۔ کھٹک۔ آفتاب۔ واقفیّت ۔ ان الفاظ کو صاف لکھّو اور معنے بتاؤ۔

۱۸۔ دِیا سلائی

۱۔ آپ کون؟ ناچیز تنکا۔ اِسم شریف؟

دیا سلائی کہتے ہیں - دولت خانہ ؟ جناب اصلی گھر جنگل ویرانہ تھا مگر چند روز سے احمد آباد (وغیرہ) میں بستی بسائی ہے - سچ پوچھئے تو یہ ننھا سا کاغذی ہوٹل جس کو آپ بکس کہتے ہیں اور جو آپ کی اُنگلیوں میں دبا ہُوا ہے - اب میرا ٹھکانا ہے ؛

۲- یہ احمد آباد ناروے یا سویڈن کے پاس کوئی نیا مقام ہے ؟ کیونکہ یہ بستیاں تو اُنہیں علاقوں میں سُنی جاتی ہیں ؛

۳- نہیں جناب احمد آباد ہندوستان میں ہے - آپ دیکھتے نہیں - میری رنگت کالی ہے - یہ اِس مُلک کی نشانی ہے ورنہ ناروے سویڈن کی دیا سلائی گوری چٹی ہوتی ہے - مُجھ غریب کو اِس سے کیا نسبت - آہا تو آپ ہمارے مُلک کی دیا سلائی ہیں تب تو گو آپ کا رنگ سانولا ہے مگر ہماری نگاہ میں سب دیا سلائیوں کی رانی ہو - ذرا مہربانی کرکے مُجھ کو رانی نہ فرمائیے - بیگم کہئے - مَیں نے مسلمانوں کے گھر میں جنم لیا ہے ؛

۴۔ بہت اچھا میاں تنکے ناراض نہ ہو۔ اللہ اکبر[1] تم کو بھی یہ دن لگے کہ "رانی" اور "بیگم" میں تمیز کرتے ہو۔ وہ وقت بھول گئے کہ زنجیروں میں باندھ کر مشین کے آرے کے نیچے رکھے جاتے تھے۔ آرا آن کی آن میں تمہارے ٹکڑے[2] کر ڈالتا تھا۔ اس کے بعد جیسی گت بنتی تھی وہ خود خیال کر کے گریبان میں منہ ڈال سکتے ہو۔ تمہارے تراشیدہ کندوں کا گرم چشمے میں ڈالا جانا اور اس کھولتے ہوئے پانی میں تمہارا تلملانا[3]۔ کبھی سطح آب[4] پر آنا۔ کبھی پھر تہ میں جا پڑنا۔ یہاں تک کہ اسی کشمکش اور پیچ و تاب میں تمہاری کھال تک اتر جاتی تھی۔ اس وقت کچھ دیر کے لئے باہر نکال کر تم کو دم دیا جاتا تھا۔ اس کے بعد پھر مشین میں کس دیا جاتا تھا۔ اور مشین چھیل چھیل کر تمہارے لمبے لمبے پرت بنا دیتی تھی

---

[1] اللہ بہت بڑا ہے۔ یہ کلمہ تعجب کے موقع پر بھی بولتے ہیں۔ [2] لکڑی کے ٹکڑے۔ [3] تڑپنا۔ [4] پانی کی سطح۔

اور پھر وہ پرت دوسری کل میں ڈال کر کترے
جاتے تھے۔ اِس طرح اِس حرکت میں تم جیسی
ہزاروں موجود ہو جاتی تھیں۔ زرد گندھک اور
سُرخ مصالحہ کا لباس بھی کچھ عزت سے
نہیں پہنایا جاتا تھا۔ بلکہ سر نیچا کرکے گرم
گرم گندھک اور مصالح میں تمہاری ناک
ڈبو دی جاتی تھی۔ اِس پر یہ مزاج؟ کہ
بیگم کہلانے کی آرزو؟ کھپچی[1] کی ڈبیا میں
رہتے رہتے یہ دماغ ہو گیا؟ ابھی کوئی شخص
بکس کی کالی مٹی سے منڈیا[2] رگڑ کر پھینک
دیگا۔ پھر جو آئیگا پاؤں میں مسلتا آئے گا +
۵۔ حضرت! آپ کو تو غصّہ آ گیا۔ خفگی
کی کیا بات ہے۔ جو چیز جہاں ہو اُسی
کے نام سے پکاری جاتی ہے۔ میں مسلمانوں
کے گھر میں پیدا ہوئی ہوں۔ اگر "رانی"
کے مقابلہ میں "بیگم" کے لفظ کو پسند کروں
تو کیا گناہ ہے۔ یہ سب نام کی بحث ہے۔
کام دیکھنا چاہیئے۔ سو جیسا مسلمانوں کا کام

[1] لکڑی + [2] سر +

کرتی ہوں بے کم و کاست ہندوؤں کا بھی
بجا لاتی ہوں یہاں تک کہ میرے چلن میں
دیسی بدیسی گورے کالے کا فرق بھی جائز
نہیں۔ مندر میں میرے دم سے روشنی ہے
اور مسجد میں بھی۔ راجہ اور نواب کے محل
کی تاریکی بھی دور کرتی ہوں۔ اور ایک غریب
کے جھونپڑے میں بھی میرے سبب اُجالا ہوتا
ہے۔ رہی یہ بات کہ بے حقیقت ہوں اور
بے بسی کی وجہ سے انسانی کلوں[1] سے عرصہ
تک بے کل[2] رہی ہوں تو یہ کچھ مجھ پر
ہی نہیں۔ آپ پر بھی یہ بپتا[3] پڑ چکی
ہے۔ بلکہ آپ کی مجھ سے زیادہ دُرگت ہوئی
ہے۔ کیا یاد نہیں کہ آپ کہاں سے کہاں
پہنچے اور کس طرح یہاں آئے۔ میرے
"رانی" اور "بیگم" کے لفظ سے اتنے چونکے
ذرا اپنی ہٹ دھرمی کو دیکھئے کہ فقط نام اور
لفظ کے فرق سے آپ کے کاموں میں بھی
فرق پڑ جاتا ہے۔ جو کالا کرتا ہے وہ گورا

[1] مشین ۔ [2] بے چین ۔ [3] مصیبت ۔

کرنا نہیں چاہتا۔ جو مسلمان کو پسند ہے
اُس سے ہندو کو نفرت ہے۔ اور غریب و
کمزور ہوکر تو گویا اِنسان اِنسان ہی نہیں رہتا
اور اُس کو دُنیا میں رہنے اور اِنسان کہلانے
کا کوئی حق بھی باقی نہیں رہتا ہے ؎
۶۔بس بس۔خاموش رہو۔بی فتنی ہو تو
اِتنی ذرا سی۔مگر زبان بارہ ہات کی ہے۔
لگیں حد سے گُزرنے۔تم کیا جانو کہ آدم زاد
کی کیا عالی شان ہے!
۷۔مُسلمانوں کے گھر میں پیدا ہُوئی ہو
تو قرآن میں سُنا ہوگا کہ خُدا نے آدمی کو
زمین میں اپنا خلیفہ بنایا ہے اور تمام بھیدوں
کا علم اُس کو بخشا ہے بس یہ جو کچھ کرتا
ہے عین منشائے الٰہی کے مطابق کرتا ہے۔
کیونکہ سب کاموں کی حقیقت اِس کو معلُوم
ہے۔ اوہو! آپ کو یہ غرُور بھی ہے۔بیشک
آپ خلیفۂ خدا ہیں۔ مگر سب چیزوں کی
حقیقت آپ کو معلُوم نہیں۔قرآن میں تو
یہ آیا ہے کہ آدمی کو سب چیزوں کے نام

بتائے گئے ہیں - یہ کہاں ہے کہ اصلیت بھی
بتا دی گئی ہے - اگر اصلیت اور حقیقت معلوم
ہے تو بتاؤ کہ بجلی کیا چیز ہے؟ وہ تو غلاموں
کی طرح آپ کی خدمت کرتی ہے - اور اُس
کی تابعداری پر آپ کو گھمنڈ بھی بہت بڑا
ہے - مگر آج تک آپ کو یہ خبر نہیں کہ
یہ کیا چیز ہے اور چند حرکتوں سے کیونکر
ظاہر ہو جاتی ہے؟

خیر بجلی تو بڑی چیز ہے - تنکے سے بھی
آپ ناواقف ہیں - کہ ذرا سی رگڑ میں یہ
نُورانی شُعلہ کہاں سے آ جاتا ہے - محض غلط
ارشاد ہے کہ آپ کے سب کام عین مرضی
الٰہی کے مُطابق ہوتے ہیں - خُدا کی ہوا عام
ہے - پانی اور روشنی عام ہیں - جنگل اور دریا
عام ہیں - مگر آپ کی ذاتِ شریف اِن سب
چیزوں کو اپنے لئے مخصُوص کر لینا چاہتی ہے -
آپ کی خواہش ہوتی ہے کہ روٹی - پانی - ہوا
سب میرے قبضے میں ہوں جس کو چاہُوں
دُوں اور جس کو چاہوں محرُوم کر دُوں - ایک

آدمی کروڑوں روپے خزانوں میں بند رکھتا ہے اَور لاکھوں آدمی بھُوک سے مر جاتے ہیں۔ مگر وُہ خُود غرض کُچھ پرواہ نہیں کرتا۔ اپنی ہوس اَور طمع کے جوش میں نام اَور نِشان کے شوق میں لاکھوں ہمجنسوں کو فنا کر ڈالتا ہَے تو کیا اِن ہی عملوں سے دعوےٰ کیا جاتا ہَے اَور کیا یہ باتیں خُدا کی مرضی کے مُوافق ہَیں ٭

۹۔ خُدا تُمھاری اِس تیز زبان کو چلاتا رکھّے مَیں ہارا تمُ جیتیں اچھّا تو لاؤ اندھیرا زیادہ ہو گیا۔ میرے اندھیرے گھر کو تو روشن کر دو ٭

خواجہ حسن نظامی

سوالات

۱۔ ذَیل کے لفظوں اَور مُحاوروں کو لِکھّو اَور معنے بتاؤ:۔

ہوٹل۔ اللہ اکبر۔ گریبان میں مُنہ ڈالنا۔ سطحِ آب۔ پاؤں میں مسلنا۔ بےکل رہنا۔ بپتا۔ دُرگت۔ ہٹ دھرمی۔ فتنی۔ اِرشاد ٭

۲۔ دیا سلائی کیونکر بنتی ہَے؟ جو کُچھ اس سبق سے سیکھا ہَے وُہ بتاؤ ٭

۱۹- رات کا سماں

۱ شام ہُوئی اور سُورج ڈُوبا
چھایا دُنیا میں اندھیرا

۲ فاختہ - طوطی - چڑیا - کوّا
کرنے لگے ہیں رین بسیرا

۳ سُن کر سب اللہُ اکبر
لگے نمازیں پڑھنے مل کر

۴ سنکھ بجا اور گھنٹہ ٹھنکا
بیٹھے ہندُو کرنے پُوجا

۵ چمگادڑ نے آنکھیں کھولیں
اُلّو نے اپنی بولیاں بولیں

۶ اُمڈا اندھیرے کا دریا
پلٹ[1] گئی دُنیا کی کایا

۷ دِیے جلائے لوگوں نے روشن
گانے لگے چھایا[2] اور ایمن[3]

---

[1] رنگ بدل گیا۔

[2,3] راگوں کے نام ہیں۔

۸ بچے لگے سب نیندیں لینے
مائیں اُن کو لوریاں دینے

۹ بھیک منگوں نے ناکے روکے
مانگا اِک اِک سے رو رو کے

۱۰ ہو گیا سناٹا سا چمن میں
اوس سی کچھ پڑ گئی گلشن میں

۱۱ بند ہُوا نغمہ سے بُلبُل
دِن کے سوگ میں بیٹھا سُنبل

۱۲ آنکھ نرگس کی نیند میں آئی
لینے لگی ہر بار جمائی

۱۳ لُوٹ لیا گُلچین نے گُلشن
گویا باغ بنا ہے اِک بَن

۱۴ قابلِ دید ہے عالم بالا
فلک سجا ہے تاروں سے کیسا

۱۵ رات کے آنے کی ہیں یہ خُوشیاں
کیا فرشتوں نے بھی چراغاں

۱۶ بزمِ طرب کیا خُوب سجی ہے
نغمہ زنی زہرہ[1] نے کی ہے

---

[1] ستارہ کا نام ہے ÷

۱۷ لیکن اِن دریاؤں کو دیکھو
کھینچ ہی ڈالا سب کا فوٹو

۱۸ کُل سنسار ہے بیخود سوتی
ہیں یہ پروتے چُن چُن موتی

۱۹ گو عکسی تصویر ہے بھاتی
لیکن رات ہے گُزری جاتی

۲۰ سارے ساتھی گھر کو سدھارے
کون گنے اب بیٹھے تارے

۲۱ وقتِ راحت ہے کیوں کھوئیں
آؤ بس ہم تُم بھی سوئیں

سیّد علمدار حسین واسطی

سوالات

۱۔ رات کا سماں اپنے الفاظ میں بیان کرو +

۲۔ ذیل کے لفظوں اور فقروں کو لکھّو اور معنے بتاؤ:۔
نغمہ ۔ سنسار ۔ دُنیا کی کایا پلٹ گئی ۔ چراغان کرنا ۔ اوس پڑ گئی ۔ عالمِ بالا +

۲۰۔ راجہ رامچندر جی

(۲)

۱۔ دوسرے دن رام چندر جی کے ولی عہد ہونے کی خبر تمام شہر میں پھیل گئی۔ گلی کوچوں اور بازاروں میں لوگوں کے ٹھٹ کے ٹھٹ پھرتے دِکھائی دیتے تھے۔ جس کو دیکھو۔ خوشی سے پُھولا نہیں سماتا تھا۔ کوئی چہرہ ایسا نہیں تھا۔ جس پر شادمانی نہ برستی ہو۔ بچّے۔ جوان۔ بُوڑھے عورتیں اور مرد سب کے سب شاد و خرّم تھے۔ سڑکوں پر چاروں طرف ہجوم تھا۔ جو جلوس کے لئے بیتاب نظر آتا تھا۔ دربار میں سردار اور امیر موجود تھے۔ اور راجہ جسرتھ کے آنے کا انتظار کر رہے تھے۔ مگر راجہ نہ آیا۔ آخر راجہ کے پاس وزیر گیا۔

اَور عرض کی۔ کہ سب لوگ آپ کے مُنتظر ہَیں۔ اَور ہر طرح کا سامان تیّار ہَے۔ راجہ نے تو دلی صدمہ کی وجہ سے کوئی جواب نہ دِیا۔ مگر رانی کیکئی نے وزیر کو مخاطب کرکے کہا۔ کہ رامچندر جی کو یہاں بھیج دو۔

۲۔ وزیر چلا گیا اور تھوڑی دیر کے بعد رام چندر جی باپ کی خدمت میں حاضر ہُوئے۔ اُن کا خیال تھا۔ کہ راجہ صاحب بھی خوش ہونگے۔ لیکن اُنہوں نے اُن کو جب غمگین اور رنج میں دیکھا۔ تو اپنی سوتیلی ماں کیکئی سے وجہ پُوچھی۔ رانی نے کہا۔ کہ رام چندر جی! جب تمہارا باپ لڑائی میں زخمی ہُوا تھا۔ اَور مَیں نے اُس کی جان بچائی تھی۔ تو اُس نے قسم کھا کر میری دو باتوں کو پورا کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ آج جبکہ مَیں نے اُس سے اقرار پورا کرنے کے لئے کہا۔ تو اُس کی حالت خراب ہو گئی۔ جس کا مَیں یہ مطلب سمجھتی ہُوں۔ کہ یہ اپنے عہد پر قائم رہنا

نہیں چاہتا - اگر تم چاہتے ہو کہ راجہ کی قسم نہ ٹوٹے - اور اُس کو شرمندہ نہ ہونا پڑے - تو تم آج ہی چودہ برس کے لئے گھر بار چھوڑ کر نکل جاؤ - اور اپنی بجائے بھرت جی کو تخت و تاج کا وارث بن کر راج کرنے کی اجازت دو ٭

۳- کیکئی کی زبان سے یہ بات سُن کر رامچندر جی کو صدمہ تو ضرور ہُوا - لیکن اُنہوں نے کہا - کہ مَیں اپنے باپ کو ہرگز لوگوں کی نظروں میں ذلیل نہیں ہونے دُونگا اُن کا حکم ماننا میرے لئے دنیا و دین میں نجات کا باعث ہے - مَیں آج ہی اُن کے حکم کی تعمیل کرتا ہُوں - اور بن کو چلا جاتا ہُوں - یہ کہ کر اپنی ماں کوشلیا کے پاس آئے - اور اُن کو تمام واقعہ سُنایا - ماں کی آنکھوں میں دنیا اندھیر ہو گئی - تمام امیدیں خاک میں مل گئیں - رونے لگیں - کیونکہ بیٹے کی جدائی کا صدمہ کم نہیں ہوتا - آخر بڑی مُشکل سے رامچندر

جی نے ماں کو سمجھا بجھا کر تسلّی دی اور راضی کر لیا +

۴- پھر اپنی بیوی سیتا جی کے پاس آئے - وُہ نہایت بے تابی سے اُن کا اِنتظار کر رہی تھی - اور اپنے خیالوں میں بہُت خُوش تھی - اُس کی آنکھیں جلُوس کو دیکھنا چاہتی تھِیں - مگر جب اُس نے رام چندر جی کو سر جُھکائے ہوئے اور رنج و غم میں آتے دیکھا تو دِل ہِل گیا - خیالی دُنیا کا نقشہ بدل گیا - پُوچھنے لگی - کہ اِس طرح آنے کا کیا سبب ہَے - رام چندر جی نے تمام ماجرا بیان کیا - اور کہا - کہ باپ کا حُکم ماننے کے لِئے مجبُور ہُوں - جب تک مَیں واپس آؤں - تُم میرے ماں باپ کی خِدمت کرنا - اور میرے بعد اُن کو کِسی قِسم کی تکلیف نہ ہونے دینا - سیتا جی نے رو کر کہا - کہ مَیں تمُہاری جُدائی میں رو رو کر مر جاؤنگی - مَیں تُم سے ایک پل کے لِئے بھی جُدا نہیں رہ سکتی - اگر مرُونگی تو تمُہارے قدموں میں - اور اگر

زندہ رہی تو تمہارے دم کے ساتھ ÷

۵-رامچندر جی نے بہُت سمجھایا - اَور سفر کی تکلیفوں سے ڈرایا - جنگل میں شیروں اَور جنگلی درندوں کا حال سُنا کر خوف دلایا - مگر اپنے خاوند کی عاشق سیتا جی کے دل پر کچھ اثر نہ ہُوا - اُس نے کہا - کہ مَیں ہر ایک تکلیف اُٹھانے کے واسطے تیّار ہُوں - یہ ہرگز نہیں ہو سکتا - کہ تُم بن میں مارے مارے پھرو - اَور مَیں محلوں میں رہوں - تمہارے ساتھ رہ کر کِسی قِسم کی تکلیف نہ ہوگی - بلکہ ہر ایک تکلیف راحت ہوگی - خدا کے لئے مُجھے یہاں اکیلی چھوڑ کر نہ جاؤ - مَیں رو رو کر مر جاؤنگی - مَیں جنگل میں تمہارے پاؤں سے کانٹے نِکالا کرُوں گی - تمُہارے سونے کی جگہ کو اپنے ہاتھوں سے صاف کیا کرونگی - دِن کی تھکان دُور کرنے کے لئے شام کو پاؤں دبایا کرُونگی - یہ کہ کر قدموں سے لپٹ گئی - اور زار و قطار رونے لگی - رامچندر جی مجبور ہو گئے - اَور آخر کار

ساتھ لے جانے پر رضامند ہو گئے ۔

۶- جب یہ خبر لچھمن جی کے کانوں میں پہنچی ۔ تو اُن کے بھی صدمے کی انتہا نہ رہی ۔ یہ اپنے بڑے بھائی رام چندر جی پر سو جان سے فدا تھے ۔ اُنہوں نے بھی ہمراہ جانے پر آمادگی ظاہر کی ۔ رام چندر جی نے اُن کو بہت کچھ سمجھایا ۔ مگر لچھمن جی نے ایک نہ سُنی ۔ اور ساتھ جانے کے لئے اصرار کیا ۔ آخرکار رام چندر جی دونوں کو ہمراہ لے کر ایک رتھ میں سوار ہوئے ۔ تمام شہر آج ماتم کدہ بن رہا تھا ۔ کوئی چہرہ ایسا نہ تھا ۔ جس پر مُردنی نہ چھائی ہو ۔ اور کوئی آنکھ ایسی نہ تھی ۔ جو رام چندر جی کی جُدائی میں آنسوؤں کے موتی نہ پروتی ہو ۔ چاروں طرف سے آہ و زاری کی آوازیں بلند تھیں ۔ بن باسیوں کی رتھ کیا تھی ۔ گویا ایک ارتھی نکل رہی تھی ۔

۷- رام چندر جی کو گئے ہوئے ابھی مُشکل سے ایک ہفتہ ہی گزرا تھا ۔ کہ

راجہ جسرتھ اپنے بیٹوں کی جدائی کو برداشت نہ کر سکا۔ صدمہ دن بدن بڑھتا گیا۔ آنکھوں سے آنسو سوکھنے کا نام نہیں لیتے تھے۔ آخر اسی رنج و غم میں دُنیا سے چل بسا۔

۸۔ اتفاق کی بات ہے۔ کہ اُن دنوں میں سترگن جی اور بھرت جی بھی اجودھیا میں موجود نہ تھے۔ یہ دونو پنجاب میں اپنے نانا کے پاس تھے۔ قاصد جب راجہ کے مرنے کی خبر لے کر اُن کے پاس پہنچے۔ تو اُن کو انتہائی رنج ہُوا۔ فوراً ہی واپس آئے۔ رام چندر جی کی جلا وطنی کی خبر سُن کر بہت روئے۔ اور کیکئی کو سخت ملامت کی۔ لیکن اب کیا ہو سکتا تھا۔ ہونے والی بات ہو چکی تھی۔ آخر کریا کرم سے جب فراغت پائی۔ تو امیروں اور وزیروں نے بھرت جی سے درخواست کی۔ کہ وُہ گدّی پر بیٹھ کر راج کریں۔ مگر اُس نے انکار کیا۔ اور کہا۔ کہ تخت پر بیٹھنے کا حق بڑے بھائی رام چندر جی کا ہے۔ میں ہرگز

یہ نہیں کر سکتا۔ مَیں بھی اُن کو تلاش کرنے کے لئے جاتا ہُوں۔ اَور اُن کو ڈھونڈ کر واپس آنے پر مجبور کرونگا۔ تا کہ وُہ آ کر راج گدّی کو سنبھالیں +

۹۔ رام چندر جی پھرتے پھراتے۔ بَن کی مُصیبتیں اُٹھاتے اُن دِنوں میں چتر کوٹ کے مقام پر تھے کہ بھرت جی وہاں پُہنچے۔ ہاتھ جوڑ کر بڑے بھائی سے واپس آنے کی درخواست کی۔ لیکن وُہ نہ مانے۔ اَور کہنے لگے۔ کہ چودہ برس تک ہرگز اجودھیا میں قدم بھی نہ رکھُونگا۔ بھرت جی اپنے ساتھ سونے کی کھڑاؤں کا جوڑہ لے گئے تھے۔ جب رام چندر جی نے بالکل رضامندی ظاہر نہ کی۔ تو وُہ کھڑاؤں اُن کو پہنا کر ساتھ لے کر واپس مُڑے۔ اَور کھڑاؤں کو تخت پر رکھ کر رام چندر جی کی جگہ راج کرنے لگے +

۱۰۔ در بدر پھرتے اَور جنگلوں اَور بَنوں کی تکلیفیں سہتے ہُوئے اب رام چندر جی کو تیرہ برس گُزر گئے۔ ایک سال باقی رہ گیا

تھا۔ کہ اُنھوں نے پنج وٹی میں اپنا قیام کیا۔ دِن کے وقت شکار کھیلتے اَور رات کو وہاں آ کر آرام کرتے۔ یہ گِن گِن کر دِن گزارتے تھے۔ کہ کہیں سال ختم ہو۔ اَور ہم اپنی بچھڑی ہُوئی ماں اَور رِعایا سے جا کر مِلیں۔ ایک دِن جب کہ دونو بھائی باہر گئے ہُوئے تھے۔ اور جھونپڑی میں سوائے سیتا جی کے اَور کوئی نہ تھا۔ تو راون فقیر کے بھیس میں وہاں آیا۔ یہ علاقہ جس میں یہ رہتے تھے۔ اُن دِنوں اُسی کی حکُومت میں شامِل تھا۔ سیتا جی کو تنہا دیکھ کر زبردستی اُٹھا کر لے گیا۔ اُس نے بہُت شور مچایا۔ مگر وہاں اُس وقت کَون تھا۔ جو مدد کر کے اُس ظالم کے پنجے سے چھُڑاتا +

۱۱۔ شام کو جب یہ دونو بھائی واپس آئے تو جھونپڑی کو خالی پایا۔ پُکارا مگر کوئی جواب نہ مِلا۔ اِدھر اُدھر تلاش کی۔ لیکن کوئی پتہ نہ لگا۔ وہاں سے نکلے۔ اَور جگہ بہ جگہ ڈھونڈتے پھرے۔ آخر پتہ لگا۔ کہ

سیتا جی کو لنکا کا راجہ راون اُٹھا کر لے گیا ہے۔ سیتا جی کو چُھڑانے کی تجویزیں سوچنے لگے۔ اسی اثنا میں ایک راجہ کی سلطنت میں اُن کو پہنچنے کا اتّفاق ہُوا۔ جس کا نام سگریو تھا۔ اس راجہ کا سپہ سالار ایک ہنومان تھا۔ جس کے ماتحت بہُت بڑی فوج تھی۔ اُس سے مدد مانگی۔ راجہ راضی ہو گیا۔ اَور فوج لے کر راون کے مُقابلے کو مَیدان میں آ گیا۔ اُدھر راون کو بھی اطلاع مِل گئی۔ وُہ بھی لڑائی کے لئے سامنے آ ڈٹا۔ رام چندر جی اور راون کی فوجوں کی اٹھارہ دن تک جنگ ہُوئی۔ آخرکار راون میدانِ جنگ میں مارا گیا۔ رام چندر جی کو فتح حاصل ہُوئی۔ اَور سیتا جی واپس مِل گئیں ؞

۱۲- اب چودہ سال بھی ختم ہو گئے۔ رام چندر جی۔ لچھمن جی اَور سیتا جی اجُدّھیا میں واپس آئے۔ اَور وہاں بڑی دُھوم دھام سے اُن کی آؤ بھگت کی گئی۔ بھرت جی نے راج پاٹ راجہ رام چندر جی کے حوالے

کر دیا - اَور وُہ نہایت شان و شوکت سے راج کرنے لگے ۔

سوالات

۱ - سیتا جی نے رام چندر جی کے ہمراہ جانے کے لئے کیا کیا کچھ کہا - اپنے الفاظ میں مختصر طَور پر لکھّو ۔

۲ - ان لفظوں اَور محاوروں کا مطلب بیان کرو :-
ٹھٹ کے ٹھٹ - شادمانی - نجات - ماں کی آنکھوں میں دنیا اندھیر ہو گئی - امیدیں خاک میں مل گئیں - ماتم کدہ - ارتھی - دُنیا سے چل بسا - لڑائی کے لئے سامنے آ ڈٹا - آؤ بھگت ۔

۳ - مَیں جنگل میں تُمہارے پاؤں سے کانٹے نکالا کرُونگی - اِس فِقرے میں اِسم اَور فِعل کون کَون سے ہَیں ؟

۲۱۔ چھوٹی چیونٹی

۱
بڑی عاقل[1] ہے بڑی دُور بیں ہے
کہ فکر اپنی روزی کی تیرے تئیں ہے
اِسی دُھن میں پہنچی کہیں سے کہیں ہے
کبھی اپنے دھندوں سے غافل نہیں ہے

اری چھوٹی چیونٹی! تجھے آفریں ہے

۲
نہیں کام سے شام تک تجھ کو فرصت
ذرا سی تو جان اور اُس پہ یہ محنت
بہت جھیلتی ہے مشقّت۔ مُصیبت
نہیں ہارتی پر کبھی اپنی ہمّت

اری چھوٹی چیونٹی! تجھے آفریں ہے

۳
کبھی کام تو نے ادھورا نہ چھوڑا
کبھی تُو نے تکلیف سے منہ نہ موڑا
بہت کام تُو نے کیا تھوڑا تھوڑا
ذخیرہ یہ جاڑے کی خاطر ہے جوڑا

اری چھوٹی چیونٹی! تجھے آفریں ہے

[1] عقل مند ۔

۴ جو گرمی کی رُت میں نہ کرتی کمائی
تو جاڑے کے موسم میں مرتی بِن آئی
تجھے ہوشیاری یہ کِس نے سِکھائی
سمجھتی ہے اپنی بھلائی بُرائی

اری چھوٹی چیونٹی! تجھے آفریں ہے

۵ نہ کھو وقت سُستی میں مُہلت ہے تھوڑی
وُہی کام کر جس سے مالک ہو راضی
کہ جِس نے تجھے زندگانی عطا کی
یہ عمدہ سبق ہم کو دیتی ہے چیونٹی

اری چھوٹی چیونٹی! تجھے آفریں ہے

مولوی محمد اسمٰعیل

سوالات

۱۔ اِس نظم سے کیا سبق تم نے سِیکھا ۔ نثر میں لِکھو ۔

۲۔ پانچویں پیرے کو نثر میں لِکھو ۔

۳۔ ذیل کے فِقروں اور لفظوں کو لِکھو اور معنی بتاؤ۔
عاقِل ۔ دُور ہیں ۔ ہمدرد ۔ شفقت ۔ تکلیف سے ۔ منہ نہ موڑا ۔ بِن آئی نہ مرتی ۔

۲۲- نمک کی کان

۱- کھیوڑا ضلع جہلم علاقۂ پنجاب میں ایک مشہور مقام ہے - شمالی ہندوستان میں نمک زیادہ تر اسی مقام سے جاتا ہے - پنڈ دادن خاں ریلوے سٹیشن ہے - یہاں ریل سے اُتریں تو آگے صرف اڑھائی میل کا فاصلہ رہ جاتا ہے + گرد و نواح میں کوئی خصُوصیت ایسی نہیں جس سے یہ معلوم ہو کہ اس سرزمین میں خُدا نے ایک ایسا قیمتی دفینہ رکھا ہے - آس پاس خُشک چٹانیں نظر آتی ہیں - اور جس میدان سے گزُر جاتے ہیں - وُہ بھی کچھ ایسا سرسبز نہیں + آدھ گھنٹے میں نمک کی کان کے دروازے پر پہنچتے ہیں یہاں البتّہ رونق نظر آتی ہے - سینکڑوں من نمک چھکڑوں میں لدکر باہر جانے کے لئے روانہ ہو رہا ہے + نمک کی کان کے گرد مزدُوروں اور

اُن کے افسروں کی جو کان کھودتے ہیں
ایک خاصی بستی آباد ہے - اور اُس سے کچھ
دُور نمک کے دفتر کے عہدہ داروں اور اُن
کے کلرکوں کے بنگلے اور مکان نظر آتے
ہیں - گویا اِس نمک کی بدولت جنگل[1] میں منگل
ہو رہا ہے +

۲- باہر تو جو رونق ہے سو ہے - اندر
جاکر دیکھو - آتشبازی موجود ہے - دام دیجئے
اور تھوڑی آتشبازی ساتھ لے لیجئے - کان کے
اندر جاکر یہ نری بازی[2] نہیں رہ جاتی - بلکہ
مُفید اور کار آمد ہو جاتی ہے + کئی حصّے ایسے
ہیں جن میں بہت اندھیرا ہے - یہاں مہتابی
بہت کام دیتی ہے - داخل ہوتے ہی اندھیرے
اور نمی کا اثر ہوتا ہے اور باہر کی کھلی
ہوا کے مقابلے میں ذرا دم گھٹنے لگتا ہے -
آگے چل کر ایک وسیع چوک میں بہت سی
عورتیں اور مرد نظر آتے ہیں - جو نمک
کے بڑے بڑے ڈلے لاکر جمع کرتے ہیں -

[1] رونق + [2] کھیل +

کوئی ایک طرف آرام سے بیٹھ کر ناشتہ کر رہا ہے - کوئی ذخیرے میں سے نمک لانے کے لئے چراغ لئے جا رہا ہے - کوئی ٹیک لگائے سستا رہا ہے - کوئی اپنے ساتھی سے باتیں کر رہا ہے - گویا زمین کے نیچے ایک دُنیا آباد ہے +

۳ - یہاں سے نکل کر دُوسری طرف آئیں تو نمک کا ایک بڑا دالان سامنے ہے + نمک نکالتے وقت کان کھودنے والے اپنی کاریگری کے جوہر دکھاتے ہیں - چھت کی سطح ہموار اور صاف ہے - اُس کے نیچے سُڈول ستون ہیں - دیواریں بھی خوبصورتی سے تراشی ہُوئی ہیں - ایسا معلوم ہوتا ہے - کہ سفید پتھروں سے بنے ہُوئے مکان میں کھڑے ہیں - یہ تمام کوشش صرف خوشنمائی کے لئے نہیں بلکہ اس سے کام کرنے والوں کی حفاظت بھی ہوتی ہے - اگر اندھا دُھند کان کے حصّے بارُود سے اُڑاتے چلے جائیں - اور اُوپر کے حصّے کو اتنا کُربدیں کہ زمین کے نیچے ایک

معمولی پھسلنا نمک کی چادر کا رہ جائے تو ذرا سے صدمے سے چھت اُن کے سروں پر آپڑے۔ یہ سفید پتھر کے گھر کے جو اِس کان کے نیچے جا بجا بنے ہوئے ہیں۔ کہیں کہیں مشعلوں اور چراغوں کے دھوئیں اور مزدوروں کے میلے ہاتھوں کے چھو جانے سے کچھ میلے سے ہو رہے ہیں۔ لیکن اگر کھیوڑے کے نمک کو اپنی اصلی شفاف حالت میں دیکھنا ہو تو کسی ایسے حصّے میں جانا چاہیئے جہاں نمک بارود کے ذریعے سے اُڑایا جا رہا ہو۔ اِس کے لئے کچھ دیر تک انتظار نہیں کرنا پڑتا۔ ایلو! کیا زور کا دھماکا ہُوا کہ پاؤں تلے کی زمین ہل گئی۔ ناواقف تو یہ سمجھے کہ شاید کان پھٹ گئی اور اب باہر جانا مشکل ہو جائیگا۔ کہیں نمک میں رل جانا تو تقدیر میں نہیں لکھا۔ مگر یہ دھماکا یہاں دِن میں کئی دفعہ سُنا جاتا ہے۔

۴۔ جس حصّے سے نمک نکالنا ہوتا ہے اُس میں ایک چھوٹی سی سُرنگ لگا کر بارود

پھر دیتے ہیں۔ جہاں بارود کو آگ پہنچائی وہیں نمک کا پہاڑ پھٹا اور بڑی بڑی سلیں ٹوٹ کر گر پڑیں + اِس طرح آہستہ آہستہ ہاتھوں سے کھودنے کی ضرورت نہیں رہتی اور کام بھی جلد ہو جاتا ہے ۔ پھر مزدور آکر اِس نمک کو جمع کر لیتے ہیں اور اِس کے بعد ہاتھ سے برابر کر دیتے ہیں +

۵۔ اِسی کان میں ایک دو حصّے ایسے ہیں جن میں بہت اندھیرا رہتا ہے اور پانی کے بڑے بڑے قدرتی حوض نظر نہیں آتے + اِن حوضوں کے کنارے کھڑے ہو کر مہتابی روشن کرو۔ تو عجب کیفیت نظر آتی ہے۔ اور خدا کی قدرت دکھائی دیتی ہے +

۶۔ اِس کان کو دیکھنے سے طرح طرح کے خیالات دل میں آتے ہیں + اوّل تو یہ کہ زمین کے نیچے کا علم بھی کتنا ضروری علم ہے۔ اور اِس کے ذریعے سے کن کن نعمتوں کا پتہ لگا سکتے ہیں جو اِسی زمین میں چھپی ہوئی ہیں۔ دوسرے یہ کہ کتنے لوگ صوبۂ

پنجاب میں اپنے صُوبے کے قدرتی خُوب صُورت نظّاروں سے واقِف ہَیں اور اُن کے نظّارے سے خُوش ہوتے ہَیں +

سوالات

۱- نمک کی کان پنجاب میں کہاں ہَے ؟ اُس کا کچھ حال بتاؤ +

۲- نمک کی کان کِس طرح کھودی جاتی ہَے اور نمک کِس طرح نِکالتے ہَیں ؟

۳- ذیل کے الفاظ کو صاف لِکھو -

خصُوصِیّت - دفینہ - جنگل میں منگل ہو رہا ہَے - رَونق - وسیع +

۲۳- ہماری گائے

۱ رب کا شُکر ادا کر بھائی

جِس نے ہماری گائے بنائی

۲ اُس مالِک کو کیوں نہ پُکاریں

جِس نے پلائیں دودھ کی دھاریں

۳ خاک کو اُس نے سبزہ بنایا
سبزہ کو پھر گائے نے کھایا

۴ کل جو گھاس ہری تھی بن میں
دُودھ بنی وُہ گائے کے تھن میں

۵ سُبحان اللہ[1] دُودھ ہے کیسا
تازہ گرم سفید اَور میٹھا

۶ دُودھ میں بھیگی روٹی میری
اُس کے کرم نے بخشی میری

۷ دُودھ دہی اَور میٹھا مسکہ[2]
دے نہ خُدا ۔ تو کِس کے بس کا

۸ گائے کو دی کیا اچھّی صُورت
خُوبی کی ہے گویا مُورت

۹ دانہ دُنکا بھُوسی چوکر
کھا لیتی ہے سب خُوش ہوکر

۱۰ کیا ہی غریب اَور کیسی پیاری
صُبح ہوئی ۔ جنگل کو سدھاری

۱۱ سبزہ سے میدان ہرا ہے
جھیل میں پانی صاف بھرا ہے

[1] خُدا کی تعریف + [2] مکھّن +

۱۲ پانی موجیں مار رہا ہے
چرواہا چمکار رہا ہے
۱۳ پانی پی کر چارہ چر کر
شام کو آئی اپنے گھر پر

مولوی محمد اسمٰعیل

سوالات

ذیل کے الفاظ لکھو اور معنے بتاؤ۔
سُبحان اللہ۔ مسکر۔

۳۴۔ نیند

۱۔ زندگی اور صحت کے قائم رکھنے کے لئے نیند نہایت ضروری ہے۔ دن بھر کی تکان اور خصوصاً دماغ کی تھکن کے دور کرنے کے لئے نیند سے بہتر کوئی چیز نہیں۔ اگر دن بھر اعضا اپنے اپنے کام میں مصروف رہیں تو رات کی نیند سے بہتر کوئی راحت

نہیں - اگر نیند پوری نصیب نہ ہو تو نہ صرف سستی - کاہلی - درد سر - دماغ کی کمزوری اور بینائی کی کمی کی شکایت پیدا ہو جاتی ہے بلکہ طرح طرح کی بیماریوں کے ہو جانے کا اندیشہ ہے۔

۲- غریبوں کو بعض اوقات پورا سونا نصیب نہیں ہوتا - امیر اکثر حد سے زیادہ پلنگ پر پڑے اینڈتے ہیں - بچوں کو بڑوں کی نسبت زیادہ سونا چاہیئے - خاص کر شیر خوار بچوں کو - جوں جوں جسم بڑھتا جاتا ہے توں توں نیند کی مقدار گھٹتی جاتی ہے - یہاں تک کہ بڑھاپے میں نیند بہت کم ہو جاتی ہے۔

۳- سونے کے لئے بہتر وقت رات کا ہے موسم گرما میں رات کو ۹ بجے سو کر صبح ۵ بجے اٹھنا اور موسم سرما میں رات کے دس بجے سو کر صبح چھ بجے جاگنا چاہیئے - سونے سے تھوڑی دیر پہلے پیٹ بھر کر نہیں کھانا چاہیئے - کھانے کے بعد فوراً سو جانے سے کھانا بھی ٹھیک طرح ہضم نہیں ہوتا -

بُرے بُرے خواب دِکھائی دیتے ہیں - دِماغ میں بے چینی ہو کر خواب میں طبیعت بھٹکتی پھرتی ہے +

۴ - زمین پر سونے سے چارپائی پر اور نیچے کی منزل کی نسبت بالاخانہ پر سونا بہتر ہے - موسم برسات میں کھلی ہوا میں نہ سونا چاہئے - نیز شبنم سے بھی جسم کو محفوظ رکھنا چاہیئے - جاڑے کے موسم میں سونے کا کمرہ ایسا ہو جس میں تازہ ہوا کی آمد و رفت بخوبی ہو - بند کمرے میں سونا بہت مُضر ہے +

۵ - چارپائی خاصی لمبی چوڑی اور لچکدار ہو - بستر بھی صاف ہو - سوتے وقت زیادہ تر دائیں کروٹ پر اور کمتر بائیں کروٹ سے لیٹنا چاہیئے - چت لیٹنا مُضر ہے - کیونکہ غذا وغیرہ کا پیٹ کی رگوں پر دباؤ پڑتا ہے - اور اس طرح خون کے دوران میں رُکاوٹ پڑنے سے بُرے بُرے خواب دکھائی دیتے ہیں اور نیند اُچٹ جاتی ہے - کھانا کھانے سے کم از کم دو گھنٹے بعد

سونا چاہیئے ۔ سوتے وقت ہاتھ پاؤں یا کمر کو سکیڑ کر نہ سونا چاہیئے ۔ سونے سے آدھ گھنٹہ یا ایک گھنٹہ پہلے دماغ کو ہر طرح کے خیالات سے آزاد کر لینا چاہیئے +

اگر نیند نہ آئے تو کھانا کھانے سے تین گھنٹہ بعد گرم دودھ کا ایک گلاس پینے سے نیند آ جاتی ہے ۔ اگر سُستی یا بدہضمی سے نیند نہ آئے تو ورزش کرنی چاہیئے ۔ اگر آنکھیں بند کر کے ڈھیلوں کو اُوپر پھرائیں یا سو تک گنتی گنیں تو بھی نیند آ جاتی ہے +

سوالات

۱۔ نیند نہ آئے تو کیا کرنا چاہیئے ؟

۲۔ سونے کے لئے کیا کیا ہدایتیں اِس مضمون میں لکھی ہیں ؟

۲۵۔ تربُوز

۱
کیوں نہ ہو سبز زمرّد کے برابر تربُوز
کرتا ہے خُشک کلیجے کے تئیں تر تربُوز
دِل کی گرمی کو نکالے ہے یہ اکثر تربُوز
جس طرف دیکھئے بہتر سے ہے بہتر تربُوز
اب تو بازار میں بکتے ہیں سراسر تربُوز

۲
کتنے کھاتے ہیں نزاکت سے تراش اوس میں دھر
تاکہ سینہ ہو خنک سردی سے ٹھنڈا ہو جگر
کتنے شربت ہی کے پیتے ہیں کٹورے بھر بھر
کتنے بچوں کو کھلاتے ہیں خُوشی ہو ہو کر
کتنے کھاتے ہیں کفایت سے منگا کر تربُوز

۳
میٹھے اور سرد ہیں اتنے کہ ذرا نام لئے
ہونٹ چپکے ہیں جُدا دانت ہیں کٹ کر بجتے
شب کو دو چار منگا کر جو تراشے میں نے
کیا کہوں میں کہ مٹھائی میں وُہ کیسے نکلے
کوئی اولا ـ کوئی مصری ـ کوئی شکّر تربُوز

نظیر اکبر آبادی +

بیوہ کا چراغ

۲۶- بیوہ کا چراغ

۱- کِسی زمانے میں ایک غریب بیوہ سُمندر کے کِنارے ایک پہاڑی پر رہا کرتی تھی۔ اُس کے ہاں کوئی بیٹی بیٹا نہ تھا اور وُہ اپنی زندگی اکیلی ہی بسر کرتی تھی۔ وُہ ایسی غریب تھی کہ اُسے اپنی روزی حاصل کرنے کے لِئے دِن بھر سخت محنت مزدوری کرنی پڑتی تھی۔

۲- ایک روز رات کو وُہ کام کرنے میں مشغُول تھی۔ ہوا زور شور سے چل رہی تھی۔ اور سُمندر کی لہریں آ آکر چٹان سے ٹکرا رہی تھیں۔ اُس نے اپنے دِل میں کہا۔ میری خواہش یہ تھی کہ مَیں بھی دُنیا میں کِسی کام کی ہوتی اور مُجھ سے بھی کِسی کو سُکھ مِلتا۔ کیا مَیں اپنے سِوا اور کِسی کو فائدہ نہیں پُہنچا سکتی ہُوں۔

۳- آخر کار اُس کو یہ خیال آیا کہ میرا

مکان ایک بہت خطرناک چٹان پر ہے اور
رات کے وقت اکثر جہاز اس چٹان سے
ٹکرا ٹکرا کر ٹوٹ جایا کرتے ہیں - انہیں اس
خطرے سے آگاہ کرنے کے لئے یہاں کوئی
روشنی کا مینار نہیں - میری کھڑکی سے
سمندر دکھائی دیتا ہے میں کیوں نہ ہر رات
کو اپنی کھڑکی میں ایک جلتا ہوا چراغ رکھ
دیا کروں - تاکہ جب جہاز چٹانوں کے نزدیک
آئیں تو بیچارے ملاح آگاہ ہو جایا کریں ؀

۴- اس خیال کے آتے ہی اُس نے
اندازہ لگایا کہ اگر میں ہر روز رات کو
ایک گھنٹہ زیادہ کام کاج کر لیا کروں تو
اتنا تیل خرید لیا کروں گی جو چراغ جلانے
کے لئے کافی ہوگا چنانچہ وہ ہر روز رات
کو کام کرتی تھی تاکہ کافی تیل خرید سکے
پھر تو وہ چراغ جلا کے ہر روز کھڑکی میں
رکھ دیا کرتی تھی - چراغ جلتا دیکھ کر ملاح
جہاز کو چٹان کے قریب لاتے ہیں احتیاط
کرنے لگے اور یوں کئی جانیں ہلاک ہونے

سے بچنے لگیں ۔

۵ ۔ بیوہ خدا کی راہ میں چپ چاپ پانچ برس تک یوں ہی کام کرتی رہی ۔ لیکن نیک کام دُنیا پر ظاہر ہوئے بغیر نہیں رہتے ۔ بہت جلد ملّاحوں کو خیال آنے لگا کہ کون خدا کا بندہ روشنی کرکے رات کے اندھیرے میں ہماری جان بچاتا ہے ۔ اُنھوں نے یہ معلوم کر لیا اور پھر وہ ملّاح جن کی جانیں بچ گئی تھیں دُور دراز مُلکوں سے اُس کے پاس تحفے بھیجنے لگے ۔ اُنھوں نے اُسے چین سے چائے ۔ ہندوستان سے شالیں اور فرانس سے ریشمی کپڑے اور ہسپانیہ سے انگور بھیجے ۔

۶ ۔ لیکن اِس غریب بیوہ کو خوش کرنے کے لئے اِن تحفوں کی ضرورت نہ تھی ۔ وہ اُن تحفوں میں سے بہت کچھ غریبوں اور بیماروں کو دے دیا کرتی تھی ۔ یہ صِرف اِس خیال ہی سے خوش تھی کہ میں نیکی کر رہی ہوں ۔ جب تک وہ زندہ رہی ہر رات اپنا چراغ جلاتی اور اُسے کھڑکی میں رکھ

دیا کرتی تھی ٭

از پھول

سوالات

ذیل کے لفظوں کو لکھو :-

مشغول - چراغ - ملّاح - ہسپانیہ ٭

۲۷- مٹّی کا دِیا

۱ جھٹ پٹے کے وقت گھر سے ایک مٹّی کا دِیا
ایک بڑھیا نے سرِ رہ لا کے روشن کر دیا

۲ تاکہ رہ گیر اور پردیسی کہیں ٹھوکر نہ کھائیں
راہ سے آساں گزر جائے ہر اِک چھوٹا بڑا

۳ یہ دِیا بہتر ہے اُن جھاڑوں سے اور اُس لیمپ سے
رُوشنی محلّوں کے اندر رہی جن کی سدا

۴ گر نکل کر اِک ذرا محلوں سے باہر دیکھئے
ہے اندھیرا گھُپ در و دیوار پر چھایا ہُوا

۵ سُرخرُو آفاق میں وُہ رہنما مینار ہیں
روشنی سے جن کی ملّاحوں کے بیڑے پار ہیں

حالی

۲۸- جنرل جان نکلسن

۱- جان نکلسن ۱۱- ستمبر ۱۸۲۱ء کو آئرلینڈ کے دارالخلافہ ڈبلن میں پیدا ہوئے - ان کے والد ڈاکٹر تھے - اور دُور دُور تک اُن کا نام مشہور تھا - مگر عمر نے وفا نہ کی اور ۳۷ برس کی عمر میں ایک بیوی اور سات بچّے چھوڑ کر اس دُنیا سے کوُچ کر گئے +

۲- جان نکلسن ان سب میں بڑا تھا اور باپ کی وفات کے وقت اُس کی عمر مشکل سے آٹھ برس کی ہوگی - جان نکلسن کو شروع ہی سے غور و فکر کرنے اور گھنٹوں سوچتے رہنے کی عادت تھی - جہاں کوئی نئی چیز دیکھی اُس کی اصلیّت تک پہنچنے کی کوشش کی +

۳- والدین کے مذہبی خیالات کا اثر نکلسن پر بہت تھا - چنانچہ مشہور ہے کہ ابھی وہ تین برس کا تھا کہ ایک روز اپنے کمرہ میں اپنے رومال کا کوڑا بنا کر اس طرح پھٹکار رہا

تھا جس طرح کسی کو مار رہا ہے - اتفاق سے اُس کی ماں نے دیکھ لیا اور اُس سے پُوچھا کہ یہ کیا کر رہے ہو - بڑی سنجیدگی سے نِکلسن نے جواب دِیا کہ مَیں شیطان کو نیک بنانا چاہتا ہُوں - کیونکہ وُہ مُجھے بُرائی کی طرف لے جاتا ہَے - اگر کِسی طرح میرے ہاتھ آ جائے تو مَیں اُس کو زِندہ نہ چھوڑوں - تِین برس کی عُمر دیکھو اور بچّے کی اِن باتوں پر غَور کرو ؛

۳ - نِکلسن کے بچپن کے قِصّوں میں ایک یہ قِصّہ بھی مشہُور ہَے کہ ایک دفعہ وُہ تعطِیل کے دِنوں میں بارُود سے کھیل رہا تھا - اتّفاق سے بارُود کو آگ لگ گئی اور اُس کا سارا مُنہ جل گیا - آنکھوں پر بھی اِتنا اثر پہنچا کہ دِکھائی نہیں دیتا تھا - اپنے دونو ہاتھ اپنے چہرے پر رکّھے ہُوئے اپنی ماں سے جا کر کہنے لگا کہ اماں جان ! بارُود نے میرا مُنہ جُھلس دِیا ہَے - ماں نے اُس کے ہاتھ ہٹا کر دیکھا تو مُنہ جل کر کوئلہ ہو گیا تھا -

اَور خُون رخساروں سے جاری تھا ۔ آنکھیں نہیں کھُلتی تھیں ۔ دس دِن تک نِکلسن کا عِلاج ہوتا رہا ۔ گیارھویں دِن پٹّی کھولی گئی تو آنکھوں کی بینائی دُرست تھی ۔ تعجّب اِس بات پر ہے کہ اِتنی سخت تکلیف پر بھی نِکلسن نے کِسی وقت ہائے وائے نہیں کی اَور نہ کبھی کراہا ۔

۵ ۔ نِکلسن کی ماں کی اَولاد زیادہ تھی ۔ لیکن آمدنی کم ۔ کبھی اِس وجہ سے پریشان ہوتی تو نِکلسن ہمیشہ اُس کی ڈھارس بندھایا کرتا تھا کہ امّاں تم گھبراؤ نہیں ۔ مجھے کچھ اَور بڑا ہو لینے دو میں بہت سا روپیہ کماکر تم کو دُوں گا ۔

۶ ۔ چُنانچہ ۱۶ برس کی عمر میں نِکلسن ایسٹ اِنڈیا کمپنی کی پیادہ فَوج میں ایک معمُولی عُہدہ پر نوکر ہو گیا اَور ہندوستان آیا ۔ کچھ عرصہ تک وُہ کلکتہ و بنارس میں رہا پھر وہ تلِنگوں کی ستائیسویں پلٹن کے ساتھ فیروز پور گیا اَور ۱۸۴۰ء میں اُس کی پلٹن کو

افغانستان جانے کا حکم ہُوا۔یہاں افغانستان میں اُس کی فوج نے بہت تکلیفیں اُٹھائیں۔ جاڑے اور برف کی سختیاں جھیلیں اور طرح طرح کی تکلیفوں کا سامنا کیا۔ اخیر میں جان نکلسن بھی اپنی فوج کے ساتھ پٹھانوں کی قید میں نظر بند ہُوا اور بہت عرصہ تک قید خانہ میں پڑا رہا مگر ہمّت نہ ہاری۔ انگریزی فوج پہنچی تو اُس کو بھی رہائی نصیب ہُوئی۔اِس کے بعد جان نکلسن اپنی پلٹن کے ساتھ میرٹھ پہنچا۔

۷۔ جان نکلسن کو ہمیشہ یہی آرزو رہی کہ کبھی میدانِ جنگ میں اپنے دِل کے ارمان نکالے چُنانچہ سِکھوں کی لڑائیوں میں جان نکلسن نے خُوب دادِ مردانگی دی۔پھر جب پنجاب سرکار انگریزی کی قلمرو میں داخل ہو گیا تو جان نکلسن ایک ضلع کا ڈپٹی کمشنر مُقرر ہُوا

۸۔ دس سال کے بعد ۱۸۴۹ء میں اپنی ماں سے مِلنے کے لئے وِلایت گیا۔اثنائے راہ میں مِصر و قُسطنطُنیہ میں بھی قیام کیا۔ دو سال

کے بعد جب واپس آیا تو بنّوں کا ڈپٹی کمشنر مُقرّر ہُوا اور یہاں رہ کر سرحد کا وُہ اِنتظام کِیا کِہ اب تک اُس کا نام مشہور ہَے ٭

۹-جان نِکلسن کا سب سے بڑے معرکہ کا کام دِہلی کا مُحاصرہ ہَے - غدر کے ایّام میں یہ اُسی کی ہِمّت تھی کِہ اِس دلیری کے ساتھ دِہلی کے بازاروں میں گُھس گیا- وُہ دُشمن فوج کی صفوں کو چیرتا پھاڑتا آگے بڑھتا جا رہا تھا کِہ ایک باغی نے تاک کر گولی کا اَیسا نِشانہ مارا کِہ جان نِکلسن کے سِینے میں لگی -نِکلسن اُسی وقت گھوڑے پر سے گِر پڑا- سپاہیوں نے اُسے لشکر میں لے جانا چاہا لیکن اُس نے نہ مانا اَور کہا کِہ جب تک دِہلی فتح نہ ہو مجھ کو یہیں رہنے دو ٭

۱۰- آخر جب دیکھا کِہ فتح ابھی دُور ہَے تو ڈولی میں پڑ کر ہسپتال کے ڈیرے میں چلا گیا- زخم کاری پہُنچا تھا - مگر اُس کے مُنہ سے کسی نے ہائے وائے نہ سُنی اَور

جب کبھی ہوش آتا تو یہی پُوچھتا کہ دہلی فتح ہُوئی یا نہیں۔گو بڑے بڑے قابل ڈاکٹروں کا علاج تھا لیکن وُہ جانبر نہ ہو سکا۔ دہلی میں کشمیری دروازے کے باہر قبرستان میں آرام کی نیند سُلا دیا گیا +

سوالات

ذیل کے الفاظ کو خُوشخط لکھو اور معنی بتاؤ:۔
دارُ الخلافہ ۔تعطیل ۔ ارمان ۔قلمرو +

۲۹۔برسات

۱ وُہ دیکھو اُٹھی کالی کالی گھٹا
ہے چاروں طرف چھانے والی گھٹا
۲ گھٹا کے جو آنے کی آہٹ ہُوئی
ہوا میں بھی اِک سنسناہٹ ہُوئی
۳ گھٹا آن کر مینہ جو برسا گئی
تو بے جان مٹی میں جان آ گئی

۴ زمیں سبزے سے لہلہانے لگی
کسانوں کی محنت ٹھکانے لگی

۵ جڑی بوٹیاں پیڑ آئے نکل
عجب بیل پتے عجب پھول پھل

۶ ہر اک پیڑ کا اک نیا ڈھنگ ہے
ہر اک پھول کا اک نیا رنگ ہے

۷ یہ دو دن میں کیا ماجرا ہو گیا
کہ جنگل کا جنگل ہرا ہو گیا

۸ جہاں کل تھا میدان چٹیل پڑا
وہاں آج ہے گھاس کا بن کھڑا

۹ ہزاروں پھدکنے لگے جانور
نکل آئے گویا کہ مٹی کے پر

مولوی محمد اسمعیل میرٹھی

سوالات

۱۔ برسات کا سماں اپنے الفاظ میں بیان کرو۔
۲۔ ذیل کے لفظوں کو لکھو اور معنی بتاؤ:۔
چٹیل ۔ ڈھنگ ۔ سنسناہٹ ۔

۳۰۔ خُطوط

(۱)

۱۷ر کا خط پہنچا۔ بندۂ خُدا اِتنی دیر نہ کیا کرو۔ کیا کفایت شعاری اِسی میں ہے کہ مجھ کو خط لکھنے میں کمی کی جائے مَیں نے تُم کو پہلے بھی لِکھّا ہے اور پھر لِکھتا ہُوں کہ اِمتحان کے بھروسہ پر نہ رہو۔ کِسی طرح جماعت میں ترقّی کرو۔ اور آگے کو نصیحت پکڑو۔ مدرسے میں کامیابی اور ناموری کے ساتھ پڑھنا یُوں تو نہیں ہوگا۔ مدرسے کے عَلاوہ گھر پر کم سے کم تین چار گھنٹے روز دل لگا کر پڑھوگے تو خیر ورنہ کیوں خُود حیران ہوتے ہو اور کیوں ہم سب کو حیران کرتے ہو۔ دُنیا کی کارروائی کے لائق تُم کو لکھنا پڑھنا آ ہی گیا ہے۔ بس میرے پاس رہ کر قانون یاد کرو اور اِمتحان دو۔ مدرسے میں پڑھنا منظور

ہے تو یاد رکھو انٹرینس پہلی منزل ہے -
بھلا کچھ نہ ہو تو بی - اے تک تو ہو -
بشیر! علم حاصل کرنے کے ہرگز یہ ڈھنگ نہیں جو
تمہارے ہیں - ہر روز کے سبقوں کو پہلے
مطالعہ اور پڑھنے کے بعد غور سے اُن کو
دیکھنا اور ذہن نشین کرنا اور ضرورت کے
مطابق محنت کا برابر جاری رکھنا ضروری
ہے - تمہارا یہ حال ہے کہ پہلے امتحان
میں یہ فکر کہ پاس ہوئے یا نہیں - تو اگلے
امتحان کہیں سخت ہیں پھر کیا کروگے -
غرض پڑھنا ہے تو پڑھنے کے طور پر پڑھو -
کہیں چاندنی چوک جا نکلے - کہیں عجائب خانہ
کی سیر کی - کچھ وقت قصے کہانیوں میں
ضائع کیا - دو گھڑی رات گئی تو سو رہے
یوں تو پڑھنا نہیں آتا - پڑھنا جب آ سکتا
ہے کہ تم ایک ایک منٹ کی قدر کرو -
اور جہاں تک تندرستی اجازت دے - محنت
کرتے رہو - نری دعا سے کام نہیں چلتا +

(۲)

بشیر! اب تمہارے مزاج کی یہ کیفیت ہو گئی ہے کہ تم کو نصیحت بری لگتی ہے۔ لیکن نصیحت کرنا میرا فرض ہے۔ تمہارے برا ماننے سے میں اپنا فرض ترک نہیں کر سکتا۔ اگر تم میری نصیحت نہیں مانتے۔ نہ مانو۔ تم جانو۔ لیکن نصیحت کا دروازہ تمہارے لئے کھلا رہے تو بہتر ہے۔

۵۔ جولائی ۱۸۷۱ء

از موعظۂ حسنہ — شمس العلما مولوی نذیر احمد

سوالات

ان دونو خطوں کی تین خوش خط نقلیں کرو۔

۳۱- مور

۱ کیا مور ہے بنایا پروردگار تُو نے
بخشے ہیں اُس کو کیا کیا نقش و نگار تُو نے

۲ گویا کہ بال و پر میں گلزار کھل رہا ہے
جو بیل ہے نرالی بُوٹا جو ہے نیا ہے

۳ یہ پھُول ہیں شگفتہ تن پر جو داغ سے ہیں
چُن کر یہاں لگائے قدرت نے باغ سے ہیں

۴ یہ تاج اِس کے سر پر کیسا ہے یا الٰہی
بخشی ہے تُو نے اس کو گلشن کی بادشاہی

۵ چھم چھم برس چُکا ہو سبزے پہ جبکہ پانی
ہوتی ہے اُس کے دِل کو اُس وقت شادمانی

۶ دِل شاد ہو کے بولی تب اپنی بولتا ہے
پَر ناچنے کی خاطِر اُس وقت کھولتا ہے

۷ دُم کو چنور بنا کر ہے ناچتا خوشی سے
ہے اپنے دوستوں کو دیتا صدا خوشی سے

۸ جِس وقت یاری یاری ہیں ناچنے پہ آتے
جنگل میں رل مِلا کر منگل ہیں پھر مناتے

منشی تلوک چند محروم

۳۲-روضۂ تاج محل

۱- شاہ جہاں بادشاہ کی عمارتوں میں یہ عمارت ایسی پاکیزہ اور نفیس ہے کہ رُوئے زمین کی کوئی دُوسری عمارت اِس کا مُقابلہ نہیں کر سکتی۔ اُرجمند بانو عُرف مُمتاز محل شاہ جہاں کی چہیتی بیوی تھی اُسی کی یادگار میں شاہ جہاں نے یہ بے نظیر مقبرہ تعمیر کرایا جس کا شُمار دُنیا کی سات عجائبات میں ہے +

۲- آگرہ سے کوئی دو میل کے فاصلے پر دریائے جمنا کے بائیں کِنارے یہ خُوبصُورت عمارت اپنے بنانے والے کی یاد کو ہر وقت تازہ رکھتی ہے۔ لکھا ہے کہ اِس کی تعمیر میں پُورے سترہ برس صرف ہُوئے +

۳-اِس کے سفید گنبد کی بہار تو شہر میں سب ہی جگہ سے نظر آتی ہے۔ مگر عمارت کی صنعت اور اُس کی خُوبی پاس جاکر دیکھنے

سے کھلتی ہے۔ جب قریب پہنچتے ہیں تو ۱۸۶۰ فٹ لمبا اور ۱۰۰۰ فٹ چوڑا ایک احاطہ دکھائی دیتا ہے۔ اس کی چار دیواری میں طاق بنے ہوئے ہیں۔ اور چاروں طرف سنگ سُرخ کا ایک ایک دروازہ ہے۔ تین چھوٹے اور ایک بڑا ۔

۴۔ بڑے دروازے پر جس سے روضے میں داخل ہوتے ہیں قرآن شریف کی آیتیں کھدی ہیں۔ اور بیل بوٹے بنے ہوئے ہیں۔ اس دروازے سے چند سیڑھیاں اُتر کر باغ میں داخل ہوتے ہیں۔ یہ باغ بھی بہت پُر فضا۔ آراستہ اور پیراستہ ہے۔ پھولوں کی خوشبو۔ پودوں کی بہار۔ میوہ دار درختوں کی قطار اور روشوں کی تراش کا لطف بیان سے باہر ہے۔ روشوں پر سنگ سُرخ کا فرش اور بیچ میں سنگ مرمر کا ایک پاکیزہ حوض ہے ۔ حوض کے اندر فوّارے لگے ہیں۔ اور گرد سرو کے درخت کھڑے ہیں۔ یہ فوّارے ہر وقت جاری نہیں رہتے۔ ان کے چھوڑنے

کا تماشا کبھی کبھی کسی خاص موقع پر دیکھنے میں آتا ہے ✤

۵۔ حوض سے آگے بڑھ کر کئی سیڑھیاں چڑھ کر ایک شطرنج کی طرح کا چبوترہ ہے۔ اس کے اوپر ۳۱۳ فٹ مربع سنگ مرمر کا ایک اور چبوترہ ہے۔ اور اس چبوترے کی دیوار میں ایک طرف سنگ مرمر کا زینہ ہے اور چاروں گوشوں پر چار مینار اونچے اونچے کھڑے ہیں۔ ان میں ہر ایک ۳۱۳ فٹ بلند ہے۔ اسی چبوترے کے عین وسط میں ۱۸۶ فٹ مربع میں خاص روضے کی عمارت ہے۔ روضے کی چھت پر سنگِ مرمر کا گنبد ۸۰ فٹ اونچا چلا گیا ہے۔ اور اس کی چوٹی پر ایک سنہری کلس ہلال کی صورت میں چمکتا ہے ✤ بڑے گنبد کے گرد چار چھوٹے برج اور ہیں۔ ان سے اس کی خوبصورتی اور بھی زیادہ ہو گئی ہے ✤ اس روضے کی مغربی اور مشرقی سمت نیچے کے چبوترے پر دو خوبصورت اور ایک ہی شکل کی عمارتیں

بنی ہوئی ہیں۔ اُن میں سے ایک مسجد ہے۔ اور دُوسری اُس کا جواب +

۶۔ یہ تو باہر کا نقشہ تھا۔ اب اندر کی کیفیت سُنو۔ گنبد کے اندر جا کر در و دیوار پر گلزار کی بہار نظر آتی ہے + جا بجا عقیق[1] و یشب[2] و لاجورد[3] وغیرہ قیمتی پتھروں کے پھول اور بیل بوٹے اِس خوبصورتی سے بنائے ہیں کہ اِس زمانے کے بڑے بڑے کاریگر اور انجنیئر اُنہیں دیکھ کر حیران ہو جاتے ہیں +

۷۔ پھولوں کی پنکھڑیوں میں بیسیوں رنگ کے پتھر لگائے ہیں۔ اور پتھر کے جوڑ اِس خوبی سے مِلائے ہیں کہ اگر ناخن بھی پھیریں تو کہیں نہیں رُکتا + اِن پھولوں کے سوا دروں۔ محرابوں اور دیواروں پر جگہ جگہ سنگِ[4] اسود کے حروف میں قرآن کی آیتیں کھدی ہوئی ہیں + کہتے ہیں۔ کہ اِس مقبرے

[1,2,3] قیمتی پتھروں کے نام ہیں +

[4] سیاہ رنگ کا پتھر +

میں اِسی طرح پُورا قرآن شریف تحریر ہے۔ گُنبد کے وسط میں سنگِ مرمر کا ایک جالی دار کٹہرا لگا ہُوا ہے اور اُس میں جہاں جہاں جالی نہیں ہے۔ وہاں وُہی بیش بہا پتّھروں کی عجیب گُلکاری ہے۔ ہر گُل کاریگر کی اُستادی کا نمُونہ ہے ×

۸۔ اِس کٹہرے کے در کے اُوپر کِواڑ کی چُولوں کے دو سُوراخ ہیں۔ اور اُن سے صاف معلُوم ہوتا ہے کہ کبھی اُن میں کِواڑ لگے ہُوئے ہونگے × کہتے ہیں کہ یہ کِواڑ نری چاندی کے بنے ہُوئے تھے۔ اور الماس[1] اور پُکھراج[2] سے مُرصّع[3] تھے۔ اور ایک ایک کِواڑ لاکھ روپئے کی تیاری کا تھا۔ خبر نہیں اُن کو کِس نے اُتارا؟ اور کہاں لے گیا؟ کواڑوں کے علاوہ کئی جگہ سے پھُول بھی اُکھاڑے گئے ہیں ×

۹۔ اِسی کٹہرے کے اندر مُمتاز محل اور

---

[1] ہیرا × [2] ایک قسم کا پتّھر ×
[3] جڑاؤ ×

شاہجہاں دونو کی قبروں کے تعویذ[1] ہیں۔ اور اصل قبریں اُن کے نیچے سنگِ مرمر کے تہ خانے میں ہیں۔ بادشاہ کا تعویذ بیگم کے تعویذ سے کچھ اُونچا ہے۔ اور ان تعویذوں پر کتبے[2] کندہ[3] ہیں۔ گنبد میں آدمیوں کی آواز خوب ہی گونجتی ہے۔ اور جیسا لطف آنکھوں کو اس سیر سے حاصل ہوتا ہے ویسی ہی کیفیت کانوں کو گنبد کی صدا سے حاصل ہوتی ہے۔ جس تہ خانے میں اصلی قبریں ہیں وہاں سنگِ مرمر کی سیڑھیوں کے ذریعے پہنچتے ہیں۔ ان کے اندر بھی قبروں کے تعویذوں پر پتھروں کے پھول بنے ہوئے ہیں اور کتبے لکھے ہوئے ہیں۔

سوالات

۱۔ آگرہ کا روضہ تاج محل کس نے بنوایا تھا۔ اور

[1] قبر کے اُوپر کا حصّہ۔ [2] صاف پتھر کا ٹکڑا جس پر نام اور تاریخ وغیرہ لکھی ہوئی ہوتی ہے۔ [3] کھُدے ہوئے۔

کِس کی یادگار ہیں ؟

۲- پیرا نمبر ۵ میں کون کون کلمے مُؤنّث ہیں اور کون سے مُذکّر ؟

۳- اِس مضمون میں کِتنی قِسم کے پتھروں اور جواہرات کا ذِکر آیا ہَے ؟

۴- ذیل کے فِقروں اور لفظوں کو لکھو اور معنی بتاؤ-
تعمیر- صَنعت- آراستہ پَیراستہ- قطار- عقیق- پکھراج- مُرصّع- تعویذ- الماس- کاریگر کی اُستادی کا نمونہ ہیں ۔

۳۳- تھوڑا بہت ہوجاتا ہَے

۱ بنایا ہَے چڑیوں نے جو گھونسلا
سو ایک ایک تنکا اِکٹھا کیا

۲ گیا ایک ہی بار سُورج نہ ڈُوب
مگر رفتہ رفتہ ہُوا ہَے غُروب

۳ قدم ہی قدم طے ہُوا ہَے سفر
گئیں لحظے میں عُمریں گُزر

۴ برستا جو مینہ مُوسلا دھار ہَے
سو یہ ننھی بُوندوں کی بوچھار ہَے

دَرَختوں کے جُھنڈ اَور جنگل گھنے
یُونہی پتّے پتّے سے مِل کر بنے
۶ ہُوئے ریشے ریشے سے بَن اَور جھاڑ
بَنا ذَرّے ذَرّے سے مِل کر پہاڑ
۷ لگا دَانے دَانے سے غَلّے کا ڈھیر
پڑا لمحے لمحے سے بَرسوں کا پھیر
۸ جو ایک ایک کرکر کے دِن گھٹ گیا
تو گھڑیوں ہی گھڑیوں بَرس کٹ گیا
۹ لِکھا لِکھنے والے نے ایک ایک حرف
ہُوئیں گڈّیاں کِتنی کاغذ کی صرف
۱۰ ہُوئی لِکھتے لِکھتے مُرتّب کِتاب
اِسی پر ہر اِک شَئے کا سمجھو حِساب
۱۱ ہر اِک عِلم و فن اَور کرتب ہُنَر
نہ تھا پہلے ہی دِن سے اِس ڈھنگ پر
۱۲ یُونہی بَڑھتے بَڑھتے ترقّی ہُوئی
جو نیزہ ہَے اب۔ تھا وُہ پہلے سُوئی
۱۳ جولاہے نے جوڑا تھا ایک ایک تار
ہُوئے تھان جِس کے گزوں سے شُمار
۱۴ یُونہی پھُوئیوں پھُوئیوں بھرے جھیل تال

یُونہی کوڑی کوڑی ہُؤا جمع مال

۱۵ اگر تھوڑا تھوڑا کرو صُبح و شام
بڑے سے بڑا کام بھی ہو تمام

مولوی محمد اسمعیل

سوالات

ذیل کے مُحاوروں اور لفظوں کے معنی بتاؤ :-
پھوئیوں پھوئیوں - کرتب - مُوسلا دھار - غرُوب ۔

---

۴۳ - بابا نانک صاحب

ا - تلونڈی گاؤں میں کالُو نام ایک کھتری تھا - جو گاؤں کا حساب کتاب لکھا کرتا تھا - اُس کے گھر ایک لڑکا پیدا ہُؤا - کالُو بہُت خُوش ہُؤا اور لڑکے کا نام نانک رکھّا - جب لڑکا بڑا ہُؤا تو اُسے فارسی اور رسمی حساب کتاب کی تعلیم دی گئی - اور بہُت جلد وُہ اُن میں ماہر ہو گیا - مگر دُنیا کے

بابا گرونانک

کار و بار کی طرف اُس کی طبیعت توجّہ نہ کرتی تھی - کالُو چاہتا تھا کہ بیٹے کو بنج بیوپار میں لگائے - چُنانچہ ایک روز چالیس روپئے لڑکے کو دے کر ایک جاٹ کے ساتھ کسی گاؤں کو روانہ کیا - راستے میں اُسے چند فقیر ملے - نانک نے اُنہیں کھانے پینے سے مُحتاج دیکھ کر افسوس کیا اَور کچھ روپئے دینے چاہے - اِن لوگوں نے کہا کہ بابا نقدی ہمارے کس کام کی - ہم تو بھُوکے ہیں - کچھ کھانے کو دے - نانک خُود شہر میں گیا - چالیس روپئے کا آٹا لا کر روٹیاں پکوائیں اَور سب فقیروں کو کھلائیں - جب اِس ضیافت سے فارِغ ہُؤا تو گھر کو پھرا - گھر کے پاس ایک دَرخت تھا - باپ کے ڈر کے مارے اُس کی ٹہنیوں میں چھُپ رہا - باپ کو خبر ہُوئی تو ڈھُونڈ کر نکالا اَور پُوچھا کہ تو کیونکر واپس آ گیا اَور جو روپئے مَیں نے دِئے تھے وُہ کیا ہُوئے - اُس نے سب حال بیان کر دیا - اَور کہا کہ تُم نے روپئے نفع کمانے کو دِئے

تھے سو مَیں نے آخرت کا نفع کما لیا +

۲- کالُو کو کیا خبر تھی کہ یہ خُدا پرست لڑکا ایک دِن دُنیا کے غافِلوں کو توحِید[1] کا سبق سُنائیگا - بیٹے کے جواب سے کالُو بہُت خفا ہوا اور نصیحتاً[2] مارنے کو تیّار ہُوا - اتّفاقاً ایک زمِیندار مُسلمان وہاں آ نِکلا - اُس نے پہلے بھی کُچھ کُچھ حالات نانک کے سُنے تھے - چُنانچہ کالُو کو روکا اور اُسے چھُڑا لِیا +

۳- آخر باپ کو جب معلُوم ہُوا کہ اُس کی طبیعت دُنیا کے کاموں کے ڈھب کی بالکُل نہِیں تو اُسے بڑا رنج ہُوا - اور ہمیشہ نانک سے ناراض ہی رہا کرتا تھا - آخر تنگ آ کر نانک کو اُس کی بہن کے پاس سُلطان پُور علاقہ رِیاست کپُورتھلہ میں بھیج دیا - وہاں کے نوّاب دَولت خاں لودی کے ہاں اُس کا بہنوئی مُلازم تھا وُہ نانک کو نوّاب صاحب کی سرکار میں لے گیا اور نانک صاحب مودھی[3]

---

[1] یعنی خُدا ایک ہے + [2] نصیحت کے لِئے +

[3] توشہ خانہ کے منتظم +

بن کر بیٹھ گئے۔ اب کیا تھا۔ دان پُن کا دَروازہ کھول کر رات دِن سَدا برت جاری کر دِیا۔ انجام اِس کا یہ ہُوا کہ چند روز کے بعد غبَن کا اِلزام نانک صاحب پر لگا اور حِساب طلب ہُؤا۔ لیکن جو شخص خُدا کی راہ میں صرف کرے اُس کے حِساب میں کمی کب آتی ہے۔ جب حِساب ہُؤا تو نانک صاحب کا روپیہ نوّاب کے ذِمّے فاضِل نِکلا۔

۴۔ اِنھی دِنوں میں اُن کی شادی علاقہ بٹالہ میں ایک کھتری کے گھر ہو گئی تھی۔ اگرچہ اُنہیں دُنیا داروں کی طرح خانہ داری اور گھر بسانے کا شَوق نہ تھا مگر خُدا کو نسل بڑھانی تھی۔ دو لڑکے ہری چند اور لکھمیداس دِئے۔

۵۔ بابا نانک ہمیشہ سَفر سے خُوش ہوتے اور سفر کے پردے میں ترکِ دُنیا کرکے یادِ اِلٰہی کے لُطف اُٹھاتے۔ اِسی حال میں سُلطانپور کے پاس دریاے بیاس میں تین دِن رات

برابر پانی میں رہے اور ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر بھگوان کی تپسیا کرتے رہے۔ غرض اسی طرح رفتہ رفتہ دنیا سے بالکل کنارہ کر لیا۔ اور گھر بار سب چھوٹ گیا۔ اُن کے خسر[۱] نے جب اُن کا یہ حال دیکھا تو نواب دولت خاں کے پاس جا کر شکایت کی اور بابا نانک کو بلوایا مگر وہ نہ آئے +

۷ - کہتے ہیں کہ ایک دن بابا نانک صاحب کو نواب اپنے ساتھ مسجد میں لے گئے۔ نواب تو نماز میں مصروف ہوئے بابا نانک صاحب الگ بیٹھے رہے۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو پوچھا کہ نانک! تم خدا کی نماز میں ہمارے ساتھ شریک نہ ہوئے؟ بابا نانک صاحب نے کہا کہ تمہارا دل تو قندھار میں گھوڑوں کی خریداری کر رہا تھا نماز کس کے ساتھ پڑھتا۔ نواب منصف آدمی تھا۔ اُس نے صاف کہ دیا کہ واقعی میرا خیال ٹھکانے نہ تھا +

---

[۱] سسرا +

۷ - ایک دن قاضی جی نے اُنہیں بُلا کر نماز کے لئے مجبور کیا اور جب نماز سے فارغ ہوئے تو دیکھا کہ یہ الگ کھڑے رہے نماز نہیں پڑھی - قاضی جی بہت خفا ہوئے اور کہا کہ بابا نانک تم نے نماز کیوں نہیں پڑھی - اُنہوں نے ہنس کر کہا کہ قاضی جی! آپ لوگوں میں کھڑے ہوئے نماز پڑھتے ہیں اور دل میں کبھی یہ خیال ہے کہ بیٹا بیمار ہے - کبھی یہ فکر ہے کہ بچھڑا کھلا چھوڑ آیا ہوں وہ کنوئیں میں نہ گر پڑا ہو - یہ سُن کر قاضی جی خاموش ہو گئے +

۸ - بابا نانک صاحب کو سیاحت کا بڑا شوق تھا - اِس سیاحت میں اُن کے دو رفیق تھے ایک تو بھائی بالا جو بچپن سے اُن کے ساتھ تھے - دوسرے مردانہ ایک مسلمان جو ذات کا ڈوم تھا - جب بابا نانک یادِ الٰہی میں مصروف ہوتے تھے تو مردانہ رباب بجا کر بھجن وغیرہ سُنایا کرتا تھا - مردانہ بھی بڑی ہمت کا آدمی تھا - اپنے جورو بچے چھوڑ

بابا نانک کے ساتھ ہو لیا - اور ساری عمر ساتھ نہ چھوڑا ۔

۹ - ایمن آباد ضلع گوجرانوالہ میں بھی بابا نانک کا کچھ عرصہ قیام رہا - بابر بادشاہ جب ہندوستان میں آیا تو ایمن آباد میں سے ہو کر گزرا - یہاں بابا نانک صاحب سے ملاقات ہوئی اور بہت دیر تک اُن کی باتیں سُن کر خوش ہوتا رہا - کہتے ہیں کہ بابا نانک صاحب نے اُسے دُعا بھی دی اور کہا کہ سات پُشت تک تیری اولاد کی بادشاہی یہاں رہیگی ۔

۱۰ - بابا نانک کی تعلیم بالکل سیدھی سادی تھی - خدا کی توحید اُن کا عقیدہ اور صلح کل اُن کا مذہب تھا - اِس لئے ہر خاص و عام پر بہت اثر ہوتا تھا اور سب عزت کرتے تھے - ایک دفعہ بابا نانک صاحب ہردوار کے میلے میں پھر رہے تھے - چند برہمنوں کو دیکھا کہ اپنی مذہبی رسم کے بموجب آفتاب کی طرف مُنہ کئے درختوں کو پانی دے رہے

ہیں کہ پتروں کو اُس کا ثواب پہنچے - بابا جی اُن کے سامنے جا کر کھڑے ہوئے اور مغرب کی طرف منہ کر کے اُسی طرح پانی اُچھالنے لگے وہ لوگ اُنہیں پہچانتے نہ تھے سمجھے کہ یہ کوئی گنوار فقیر پُوجا پاٹ کے طریقہ سے بالکل بے خبر ہے - چنانچہ ہنس کر کہا - بابا یہ کیا کرتا ہے - اُنھوں نے کہا - کرتار پور میں میرے کھیت ہیں اُن کو پانی دیتا ہوں - اُنھوں نے کہا - بھلا یہ عقل ہے کہ یہاں سے وہاں تک سینکڑوں کوس کا فاصلہ ہے - یہ پانی اتنی دور کیونکر پہنچ سکتا ہے - بابا جی نے ہنس کر کہا کہ اتنی دور بھی پانی نہیں پہنچ سکتا تو بھلا کیونکر تم کو امید ہے کہ چار چلو پانی جو یہاں چھڑک رہے ہو دوسری دنیا میں تمہارے پتروں کو پہنچ جائیگا - بعد اُس کے چند دوہرے معرفت الہٰی کے ایسے پڑھے کہ تمام سننے والوں کے دل پانی پانی ہو گئے اور سب نے آکر قدم لئے +

۱۱۔ جب اِس طرح پھرتے پھراتے دُنیا کے سفر کی مُدّت تمام ہُوئی اَور سفرِ آخری کا وقت آیا تو ضِلع گُورداسپُور میں ایک مقام پر آئے۔ وہاں ایک دھرم سالہ بنوایا اَور اُس کا نام کرتار پُور رکھّا۔ یہاں بَیٹھ کر اپنے بال بچّوں کو بھی بُلوایا اَور جو چیلے جابجا تھے اُنہیں بھی جمع کیا۔ چند روز اِن لوگوں کو پند و نصائح سے فیض بخشا تھا کہ مَوت کا پیام آ گیا اَور سترّ برس کی عمر میں دُنیا سے اِنتقال کِیا۔

سوالات

۱۔ بابا نانک صاحب کا کیا مذہب تھا اَور اُن کے مذہب کی کیا تعلیم تھی؟

۲۔ تیسرے پیرے کو صاف لکھّو۔

۳۔ ماہر۔ ضِیافت۔ خُدا پرست۔ غافِل۔ توحِید۔ مودھی۔ بھگوان۔ تپسّیا۔ عقیدہ۔ سیاحت۔ پند و نصائح۔ فیض۔ اِن الفاظ کو خوشخط لکھّو اَور معنی بتاؤ۔

۴۔ پہلے پیرے میں کَون کَون سے کلمے واحد ہیں اَور کَون کَون سے جمع؟

۳۵۔ سُوئی

۱ قابلِ وصف۔ نیک خُوئی ہُوں
دیکھو مجھ کو مَیں ننھّی سُوئی ہُوں

۲ جو تماشے اِک آنکھ سے دیکھے
کب وُہ دیکھے دو آنکھ والوں نے

۳ یہ مَثَل ہَے کہ سُوئی دَرزی کی
ٹاٹ میں گاہے۔ تاش[۱] میں ہے کبھی

۴ موٹا کپڑا ہو یا ہو پَشمینہ
کام میرا ہَے دونو کو سینا

۵ دیکھتی ہُوں اِک آنکھ مَیں سب کو
ایک ہی جانتی ہُوں مَیں سب کو

۶ مجھ سے مِلتا ہَے مُفلسوں کو مال
اہلِ زر مجھ سے سیکھتے ہَیں کمال

۷ اورما[۲] ۔ تیپچی ۔ رفُو ۔ بخیہ
یہ تو معمُولی کام ہَے میرا

---

[۱] کپڑے کی قِسم +

[۲] مختلف قِسم کی سلائیوں کے نام ہَیں +

۸ مجھ کو دیکھو تو اِتنی سی بٹیا
اَور سوا گز کی اِس پہ ہَے چُٹیا

۹ کام کر جاتی ہُوں بڑے سے بڑے
اَور پھر لُطف یہ کھڑے ہی کھڑے

۱۰ جِس قدر کام لو۔ مَیں کرتی ہُوں
کام کا دم ہمیشہ بھرتی ہُوں

۱۱ جو کرے گا میری طرح سے کام
ہوگا روشن ذہینؔ اُس کا نام

سید غلام مصطفےٰ ذہین

سوالات

۱۔ اِس نظم سے کیا سبق مِلتا ہَے؟

۳۷۔ نیولے اَور سانپ کی لڑائی

(۱)

تارے چاند کی روشنی سے کُچھ مانند ہو۔ ہے تھے مگر شبنم کے قطرے جو دَرختوں پر

سانپ اور نیولا

پڑے ہوئے تھے چاند کا عکس ڈال کر اس کمی کو کسی قدر پورا کر رہے تھے۔ ہر ایک چیز سیلی ہوئی تھی۔ نیولے نے اس خوش وقتی سے فائدہ اٹھایا اور سانپ سانپن کی یہ گفتگو سنی :-

ناگن- جب گھر خالی ہو جائیگا تو نیولا بھی چلا جائیگا - پھر باغ ہمارا ہے - اب تم جاؤ اور پہلے نر آدمی کے کاٹنا - پھر ہم دونو مل کر نیولے کی خبر لیں گے - کیونکہ مادہ آدمی اور بچے سے ہم کو کچھ خوف نہیں +

سانپ- لیکن ان لوگوں کے مارنے سے کیا فائدہ ؟

ناگن- مرد تو بے وقوف ہوتے ہیں یا تم اکیلے بے وقوف ہو ؟ فائدہ نہیں تو کیا ہے - اول تو یہ نیولا آدمی کے ساتھ رہتا ہے - جب آدمی نہ ہوگا نیولا بھی نہ ہوگا - دوسرے یہ کہ دو ایک روز میں میرے انڈوں میں سے بچے نکلنے

والے ہیں اُن کو بھی چلنے پھرنے اور خاموشی کی ضرورت ہے۔ اکیلا گھر چاہئے یا نہیں ؟

سانپ۔ اری واہ میری ناگنی! تو قطعی سیش ناگ کی اولاد ہے۔ میرے تو خواب میں بھی یہ بات نہیں آئی تھی۔ مگر نیولے کے مارنے کی کچھ ضرورت نہیں۔ میں ابھی جاتا ہوں اور نر آدمی کے پہلے کاٹتا ہوں پھر اُس کی مادہ کو۔ پھر اُس کے بچّے کو۔ تینوں کا جب ڈھیر ہو جائیگا۔ مکان آپ خالی ہو جائیگا۔ پھر نیولا بھی چلا جائے گا ۔

یہ سُن کر نیولے کا غُصّہ کے مارے بُرا حال ہو گیا۔ آنکھیں لال ہو گئیں۔ نتھنے کُشادہ ہو گئے۔ سانس جلدی جلدی چلنے لگا۔ رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ دُم پھُول کر چمنی صاف کرنے کا بُرش بن گئی۔ دِل میں آئی کہ فوراً موری میں سے باہر نکل کر کھُلے میدان

میں سانپ سے لڑے - لیکن اِتنے میں سانپ
کا سر موری میں داخل ہُوا اور نیولا چُپکے
سے ایک کونے میں کھِسک گیا - سانپ کا
پھن اندر آیا اور اُس کے پیچھے چھ فُٹ
کی لمبی رسّی آہستہ داخل ہُوئی -
نیولے کو اگرچہ غُصّہ آ رہا تھا مگر سانپ
کے اِتنے لمبے بدن سے دہشت آئی اور
خوف کے مارے اُس کا خُون جمنے لگا -
سانپ نے چار فُٹ کی کُنڈلی ماری اور دو
فُٹ کھڑے ہو کر پہلے جھُوم کر چاروں طرف
دیکھا - نیولا گھڑونچی کے نیچے ایک پُرانی ٹھلیا
کے پیچھے ہو بیٹھا تھا اور وہیں سے سانپ
کی حرکات کو غور سے دیکھتا رہا - سانپ
نے پھر موری میں مُنہ ڈال کر کہا :-
" نر آدمی نے ایک دفعہ ایک افعیؔ[1] کو مارا
تھا تو اُس کے ہاتھ میں لکڑی تھی - اگر
لکڑی اُس کے پاس ہُوئی تو کاٹنا مُشکِل
کیا پاس جانا بھی مُشکِل ہے - اگر کاٹ

[1] ایک قسم کا بڑا سانپ +

بھی کھایا - مرنے سے پہلے وُہ مجھے مار دیگا۔ بہتر یہ ہے کہ یہیں میلی زمین پر سو رہوں - جب صُبح کو وُہ یہاں نہانے آئیگا۔ تو یقین ہے کہ لکڑی ساتھ نہ ہوگی۔ یہیں بھگت لونگا - سُنا تُو نے ؟ ناگن ! ناگن ! اوہو چلی گئی - اُس کو تو انڈوں کی پڑی ہُوئی ہے - ذرا باہر ٹکتی ہی نہیں - خیر اب تمُ ذرا سو رہو - صُبح بہُت دُور ہے"۔

یہ کہ کر سانپ نے کُنڈلی مار لی اور مُنہ اُوپر سے ذرا سا باہر نکال کر سو گیا - چک چک (نیولا) نے دیکھا کہ سیس ناگ کا دلی غہند آرام میں ہے - دِل میں کہا کہ ذرا اِس کی نیند اور غافل ہو جائے پھر قِسمت آزمائی کرنی چاہیئے - مگر یہ تو بہُت موٹا ہے - نہ تو اِس پر قفل کا داؤں چل سکیگا - نہ گردن مُنہ میں آئیگی - کیا کیا جائے - آؤ - اِس کی کھوپڑی چباؤ - پُشت پر پنجے جم جائیں اور دانت کھوپڑی میں گڑ جائیں تو فیصلہ ہے - مغز چبا کر

کام تمام کر دُونگا - یہ سوچ کر دبے پاؤں آہستہ آہستہ سانپ کی طرف بڑھنا شروع کیا - قریب پہنچ کر ایک جست کی - نیولے کی جست پُوری نہ ہونے پائی تھی کہ سانپ کی آنکھ کُھل گئی اور اُس نے پُھرتی سے سر چُرایا - نیولے کا نشانہ تو خطا ہُوا پھر بھی پھن کے قریب دانت گڑ گئے مگر پُشت پر پنجے نہ جم سکے - سانپ کھڑا ہو گیا اور نیولے کو جھٹکنا شروع کیا - نیولے نے گرفت ایسی بے ڈھب کی تھی کہ سانپ نے بہت سر مارا اور نیولے کو دے دے پٹخا - لیکن نیولے کے دانت جتنے باریک ہوتے ہیں اُتنے ہی مضبُوط ہوتے ہیں - سانپ کو اتنی تکلیف ہو رہی تھی کہ اپنے بچانے میں نیولے کو کاٹنا بھی بھول گیا ؎

۳ - اُس وقت کا تماشا دیکھنے کے لائق تھا - سانپ نیولے کو اِس طرح جھنجھوڑیاں دے رہا تھا جیسے بلّی بڑے چُوہے کو دیتی ہے - نیولے کے چاروں ہاتھ پاؤں بے کار

تھے اور فقط مُنہ ہی کام دے رہا تھا۔ جس وقت سانپ اُس کو پٹختا تو نیولے کے پچھلے پاؤں قدرتی طور پر زمین پر ٹک جاتے اور گرنے کا صدمہ ہلکا پڑ جاتا۔ جب دو منٹ برابر یہی ہنگامہ رہا۔ تو سانپ بے آپے ہو گیا اور بجائے نیولے کو پٹکنے کے اپنے تئیں دے دے مارنا شروع کیا۔ اِتّفاق سے غسل خانے میں کھلی۔ مہندی۔ آئینہ۔ صابون وغیرہ کی پیالیاں اور جھانواں جس طاق میں رکھے ہوئے تھے وہ کسی قدر نیچا تھا۔ سانپ نے کئی دفعہ نیولے کو اس طاق میں دے مارا اور کئی دفعہ خود بھی اُس کی دُم وہاں تک پہنچی۔ غرض جتنی اُس میں پیالیاں رکھی تھیں۔ سب یکے بعد دیگرے نیچے گر پڑیں۔ اِن متواتر آوازوں سے جن کے ساتھ سانپ کی بے تابانہ پھنکاریں بھی شامل تھیں خاں صاحب کی آنکھ کھل گئی۔ بیوی کو جگایا۔ اور لکڑی ہاتھ میں لے کر غسل خانے کی طرف آئے۔

۴۔ بیوی لیمپ لئے ہوئے ساتھ ساتھ آئیں۔ خان صاحب نے جونہی غسل خانے کا کواڑ کھولا۔ عجب تماشا نظر آیا۔ بیوی کی نظر جب سانپ پر پڑی۔ ایک چیخ ماری اور قریب تھا کہ لیمپ ہاتھ سے گر پڑے مگر خاں صاحب نے جلدی سے لیمپ ہاتھ سے لے لیا اور اُن کو پرے ہٹایا۔ اب اِس اِنتظار میں کھڑے ہیں کہ سانپ ٹھیرے تو اُس کو ماروں مگر وہاں تو وُہ ہنگامہ ہو رہا تھا کہ نظر کام نہیں کر سکتی تھی۔ ابھی سانپ دائیں پر آیا۔ ابھی بائیں پر۔ ابھی کھڑا ہے اور نیولا اُس کے پھن میں لٹکا ہُوا ہے۔ ابھی سانپ نیچے ہے اور نیولا اوپر۔ اِس خوف سے کہ مبادا لکڑی ماریں سانپ کے۔ اور لگ جائے نیولے کے۔ تھوڑی دیر دم بخود رہے۔ تین چار منٹ کے بعد سانپ کی حرکت سست ہُوئی اور پھیلنا شروع ہُوا۔ نیولے کے پاؤں زمین پر ٹھیرے۔ پھر کیا تھا۔ ایک طاقت ور پٹھان کی

دوہتّی سانپ کی کمر پر پڑی - ایک اور -
ایک اور - نیولا ڈرا کہ کہیں مجھے نہ ماریں -
سانپ کو چھوڑ کر الگ جا کھڑا ہُوا - سانپ
لکڑیاں کھاتے ہی سیس ناگ کے پاس پہنچا -
مگر اصل یہ ہے کہ کام اُس کا نیولے ہی
نے تمام کر دیا تھا - اگر خان صاحب نہ آتے
تو بھی دو منٹ کے بعد سانپ کا خاتمہ ہو
جاتا - بیگم صاحبہ کی رنگت سفید ہو رہی
تھی - بولنے کی طاقت نہ تھی - ہاتھ پاؤں
میں رعشہ تھا - کالا سانپ اتنا بڑا - ہے ہے -
یہ آواز تھی جو اس وقت اُن کے دل کی
دھڑکن میں سے نکل رہی تھی - جب
سانپ ٹھنڈا ہو گیا تو خان صاحب نے اُس
کو لکڑی پر لٹکایا اور غسل خانہ سے باہر
لے جا کر ماما کے ہاتھ کوڑی پر پھکوا دیا -
پھر چک چک کو پیار سے بلایا مگر بھائی
چک چک کی نہ پوچھو - جوڑ جوڑ اُن کا
ڈھیلا ہو گیا - ہاتھ پاؤں سے چلنا تو درکنار
ہلنا بھی مشکل تھا - جھرجھری پر جھرجھری

لے رہے تھے مگر دِل میں کہ رہے تھے
کہ سانپ کو مَیں نے مارا ہَے مگر لکڑی
مارنے والے کا نام ہوگا - خان صاحب کے
بُلانے پر بمُشکِل گھسٹ کر پہُنچا - اُنہوں
نے اَور بیگم صاحِبہ نے اُسے بہُت پیار کیا
اَور اِس شُکریّہ میں کہ وَہ کالے سانپ سے
لڑا آٹھ آنے ماہوار اُس کے دُودھ میں
اِضافہ کیا - پھر سَعید کے پلنگ پر اُس کو
بٹھا کر دونو میاں بیوی سو گئے +

سوالات

۱- ذَیل کے الفاظ میں سے بناؤ رفعل کَون کَون سا ہَے
اَور اِسم کَون کَون سا :-
"نیولے کے دانت جِتنے مضبُوط ہوتے ہَیں اُتنے ہی
باریک"+

۲- مُفصّلۂ ذَیل اَلفاظ جمع ہَیں یا وَاحِد - اگر جمع
ہَیں تو اِن کے واحِد بتاؤ - اگر واحِد ہَیں تو اِن
کی جمع بتاؤ :-
آدمی - مرد - حرکت - نیولا - سانپ - چِنگاریاں +

۳ - جھنجوڑیاں - دم بخود رہے - ہنگامہ ہو رہا تھا ۔
اُوپر کے لفظوں کے معنے بتاؤ اور صاف کر کے لکھّو ۔

۳۷ - دُنیا کی بے ثباتی

کل پاؤں ایک کاسۂ سَر پر جو آ گیا
یکسر وُہ اُستخوانِ[۱] شکستہ سے چُور تھا
کہنے لگا کہ دیکھ کے چل راہ بے خبر
مَیں بھی کبھی کِسی کا سَرِ پُر غرُور تھا

(مِیر)

عجب سَیر دیکھی نظیر اِس چمن کی
ابھی کِھل رہا تھا نرگِس[۲] و نسترن کا
ابھی یک دِگر جمع تھے سُنبُل و گُل
ابھی تھا بہم جوش سَرو و سمن کا

---

۱ ٹُوٹی ہُوئی ہڈیاں ۔
۲ پھُولوں کے نام ہیں ۔

گھڑی بھر کے پھر بعد دیکھا جو عالم
کہ نام و نشاں بھی نہ تھا واں چمن کا

نظیر اکبر آبادی

زمینِ چمن گُل کھلاتی ہے کیا کیا
بدلتا ہے رنگ آسماں کیسے کیسے
بہارِ گُلستاں کی ہے آمد آمد
خوشی پھرتے ہیں باغباں کیسے کیسے
نہ گورِ سکندر نہ ہے قبرِ دارا
مٹے نامیوں کے نشاں کیسے کیسے

آتش

سوالات

۱۔ اِن تینوں پیروں کو اپنی نثر میں لکھو +

۲۔ اُستخوانِ شکستہ ۔ نرگس و نسترن ۔ زمینِ چمن ۔ بہارِ گلستاں +

اُوپر کے الفاظ کو صاف لکھو اور معنی بتاؤ +

۳۸-ایک شہزادے کا انجام

۱- غدر سے ایک سال پہلے دہلی سے باہر جنگل میں چند شہزادے شکار کھیلتے پھرتے تھے اور بے پرواہی سے چھوٹی چھوٹی چڑیوں - فاختاؤں کو جو دوپہر کی دھوپ سے بچنے کے لئے درختوں کی ہری بھری ٹہنیوں پر خدا کی یاد کی تسبیح پڑھ رہی تھیں غلّے مار رہے تھے کہ سامنے سے ایک گدڑی پوش فقیر آ نکلا اور اُس نے نہایت ادب سے شہزادوں کو سلام کرکے عرض کی کہ میاں صاحبزادو! ان بے زبان جانوروں کو کیوں ستاتے ہو - اِنھوں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے ان کے بھی جان ہے - یہ بھی تمہاری طرح دُکھ اور تکلیف کی خبر رکھتے ہیں مگر بے بس ہیں اور مُنہ سے کچھ کہہ نہیں سکتے - تم بادشاہ کی اولاد ہو - بادشاہوں کو اپنے مُلک کے رہنے والوں پر محبت اور

شکاری شہزادہ اور فقیر

مہربانی کرنی چاہئے۔ یہ جانور بھی مُلک میں رہتے ہیں۔ اِن کے ساتھ بھی رحم اور اِنصاف برتا جائے تو شانِ بادشاہی سے دُور نہیں۔

۲۔ بڑے شہزادے نے جس کی عُمر ۱۸ برس کی تھی شرما کر غُلیل ہاتھ سے رکھ دی مگر چھوٹے مرزا نصیرُ المُلک بگڑ کر بولے۔ جا رے جا۔ دو ٹکے کا آدمی ہم کو نصیحت کرنے نکلا ہے۔ تو کون ہوتا ہے ہم کو سمجھانے والا۔ سیر و شِکار سب کرتے ہیں ہم نے کیا تو کونسا گُناہ ہو گیا۔

۳۔ فقیر بولا۔ صاحبِ عالم ناراض نہ ہوں شِکار ایسے جانوروں کا کرنا چاہئے کہ ایک جان جائے تو دس پانچ جانوں کا پیٹ تو بھرے۔ اِن ننھی چڑیوں کے مارنے سے کیا نتیجہ۔ بیس مارو گے تب بھی ایک آدمی سیر نہ ہوگا۔ نصیر مرزا فقیر کے دوبارہ بولنے سے آگ بگولا ہو گئے اور ایک غُلّہ غُلیل میں رکھ کر فقیر کے گھُٹنے میں اِس

زور سے مارا کہ بیچارہ مُنہ کے بَل گر پڑا اور بے اِختیار اُس کے مُنہ سے نِکلا۔ہائے ٹانگ توڑ ڈالی - فقیر کے گرتے ہی شہزادے گھوڑوں پر سوار ہو کر قلعے کی طرف چلے گئے - اور فقیر گھسٹتا ہُوا سامنے کے قبرستان کی طرف چلنے لگا - گھسٹتا جاتا تھا اور کہتا جاتا تھا - وُہ تخت کیونکر آباد رہیگا جس کے وارث ایسے ظالم ہیں - لڑکے تُو نے میری ٹانگ توڑ دی ۔ خُدا تیری بھی ٹانگیں توڑے اور تجھ کو بھی اِسی طرح گھسٹنا نصیب ہو +

(۲)

۴ -اِس واقعہ سے ایک سال بعد غدر ۱۸۵۷ء ہو گیا - عجب قیامت کا سماں تھا۔ ہر شخص کو نفسا نفسی پڑی ہُوئی تھی - فوجیں بگڑ گئی تھیں - غارتگری اور تباہی کا بازار گرم تھا +

۵ - آخرکار انگریزی لشکر یلغار کرتا ہُوا شہر دِہلی میں گُھس گیا اور باغیوں کو بھگا دیا۔

بہادر شاہ بادشاہ اور اُس کے خاندان کی
بھی گرفتاری ہوئی - اِسی پکڑ دھکڑ میں
میرزا نصیر الملک بھی کیمپ میں رسّی سے
بندھے بیٹھے تھے کہ اِتنے میں ایک پٹھان
سپاہی دوڑتا ہوا آیا اور کہا جائیے میں نے
آپ کی رہائی کے لئے صاحب سے اجازت
حاصل کر لی ہے - جلدی بھاگ جاؤ - ایسا
نہ ہو کہ کِسی دوسری بلا میں پھنس جاؤ

(۳)

۴-میرزا بچارے پیدل چلنا کیا جانیں -
حیران تھے کہ کیا کریں - لیکن مرتا کیا
نہ کرتا - پٹھان کا شکریہ ادا کر کے نکلے اور
جنگل کی طرف ہو لئے - چل رہے تھے مگر
یہ خبر نہ تھی کہ کہاں جاتے ہیں - ایک
میل چلے ہونگے کہ پیروں میں چھالے پڑ
گئے - زبان خشک ہو گئی - حلق میں کانٹے
پڑنے لگے - تھک کر ایک درخت کے سایہ
میں گر پڑے اور آنکھوں میں آنسو بھر کر
آسمان کی طرف دیکھا کہ الٰہی یہ کیا غضب

ٹوٹا - ہم کہاں جائیں - کدھر ہمارا ٹھکانا ہے -
اُوپر نگاہ اُٹھائی تو درخت پر نظر گئی دیکھا
کہ فاختہ کا ایک گھونسلا بنا ہُوا ہے اور
وُہ آرام سے اپنے انڈوں پر بیٹھی ہے -
اُس کی آزادی اور آسائش پر شہزادہ کو
بڑا رشک آیا اور کہنے لگے کہ "فاختہ! مجھ
سے تو تُو لاکھ درجے بہتر ہے کہ آرام سے
اپنے گھونسلے میں بے فکر بیٹھی ہے - میرے
لئے تو آج زمین آسمان میں کہیں جگہ
نہیں ہے"

(۳)

۷ - ایک برس کا ذکر ہے - دہلی کے بازار
چتلی قبر نمبرہ بنگش میں ایک پیر مرد
جن کا چہرہ چنگیزی نسل کا پتہ دیتا تھا -
کُولھوں کے بل گھسٹتے پھرا کرتے تھے - اِن
کے پاؤں شاید فالج سے بیکار ہو گئے تھے
اِس لئے ہاتھوں کو ٹیک کر کُولھوں کو گھسیٹتے
ہُوئے راستہ چلتے تھے اور راہ گیروں کو حسرت
سے دیکھتے گویا آنکھوں ہی آنکھوں میں اپنی

مُحتاجی ظاہر کر کے بھیک مانگتے تھے - جن لوگوں کو اِن کا حال معلوم تھا ترس کھا کر جھولی میں کچھ ڈال دیتے تھے - دریافت سے معلوم ہُوا کہ اُن کا نام مِیرزا نصیرُالملک ہے اور یہ بہادُر شاہ کے پوتے ہیں - سرکاری پنشن قرضہ میں برباد کر دی اور اب خاموش گداگری پر گزارہ ہے - مجھ کو اُن کے حال سے عبرت ہوتی تھی - اور جب اُن کا اِبتدائی قِصّہ جو کچھ خود اُن کی زبانی اور کچھ دُوسرے شہزادوں کی زبانی سُنا تھا یاد آتا تو دِل دہل جاتا تھا کہ اِس فقیر کا کہنا پُورا ہُوا جس کی ٹانگ میں اُنھوں نے غُلّہ مارا تھا -

خواجہ حسن نظامی دہلوی

سوالات

۱- اس کہانی کو اپنے الفاظ میں مختصر لکھو۔
۲- اس کہانی سے کیا سبق ملتا ہے؟
۳- ذیل کے الفاظ اور فقروں کو صاف لکھو اور معنی بتاؤ:-
دو ٹکے کا آدمی- آگ بگولا ہو گئے- قیامت کا سماں- مرتا کیا نہ کرتا- دل موم ہو جاتا ہے- عبرت- انتقال- آسائش۔

۳۹- فقیر کی صدا

۱
گر قوم کی خدمت کرتا ہے
احسان تو کس پر دھرتا ہے
کیوں غیروں کا دم بھرتا ہے
کیوں خوف کے مارے مرتا ہے
اس ہاٹ[1] کا یہ ہی پڑتا ہے
کچھ گانٹھ سے دے تب ترتا ہے

[1] بازار- دکان یعنی دنیا۔

اُٹھ باندھ کمر کیا ڈرتا ہے
پھر دیکھ خُدا کیا کرتا ہے

۲
جو عُمر یں مُفت گنوائے گا
وُہ آخر کو پچھتائے گا
کُچھ بیٹھے ہاتھ نہ آئے گا
جو ڈھُونڈے گا سو پائے گا
تُو کب تک دیر لگائے گا
یہ وقت بھی آخر جائے گا

اُٹھ باندھ کمر کیا ڈرتا ہے
پھر دیکھ خُدا کیا کرتا ہے

۳
جو موقع پا کر کھوئے گا
وُہ اشکوں سے مُنہ دھوئے گا
جو سوئے گا وُہ روئے گا
اَور کاٹے گا جو بوئے گا
تو غافل کب تک سوئے گا
جو ہونا ہوگا ہوئے گا

اُٹھ باندھ کمر کیا ڈرتا ہے
پھر دیکھ خُدا کیا کرتا ہے

۴

یہ دُنیا آخر فانی ہے
اور جان بھی اِک دِن جانی ہے
پھر تجھ کو کیوں حیرانی ہے
کر ڈال جو دِل میں ٹھانی ہے
جب ہمّت کی جولانی ہے
تو پتّھر بھی پھر پانی ہے

اُٹھ باندھ کمر کیا ڈرتا ہے
پھر دیکھ خُدا کیا کرتا ہے

۴۔ پنجاب میں تعلیم

۱۔ کِسی مُلک کی جہالت دُور کرنے کے لئے تعلیم سے بہتر کوئی نسخہ نہیں ہے۔ تعلیم کی رفتار ہندوستان کے تمام صُوبوں میں ترقّی پر ہے۔ لیکن صُوبۂ پنجاب بھی کِسی سے پیچھے نہیں۔ یہاں جب سے

پرائمری تعلیم لازمی قرار دی گئی ہے - جہالت کم ہوتی جا رہی ہے - گزشتہ پانچ چھ سال میں جب سے پنجاب پرائمری ایکٹ پاس ہُوا ہے - عام لوگوں کی توجہ بھی تعلیم کی طرف ہو گئی ہے - اور ہر شخص کو تعلیم کا شوق ہو گیا ہے *

۲- اِس ایکٹ کے پاس کرنے سے میونسپل کمیٹیوں اور ڈسٹرکٹ بورڈوں کو اختیار دیا گیا ہے کہ اپنے اپنے علاقوں میں گورنمنٹ کی منظوری سے اِس ایکٹ کو جاری کریں اور جبراً لڑکوں کے والدین کو مجبور کیا جائے کہ اپنے لڑکوں کو تعلیم کے لئے مدارس میں بھیجیں - جب کسی کمیٹی کو اِس ایکٹ کو جاری کرنا ہوتا ہے تو پہلے وُہ اپنی کمیٹی میں ایکٹ کے جاری کرنے کے لئے دو تہائی ممبروں کی اتفاق رائے سے تجویز پاس کرتے ہیں۔ پھر اس تجویز کو شائع کر دیتے ہیں تا کہ علاقہ میں اگر کسی کو اختلاف ہو تو اُس کو اعتراض کا موقع دیا جائے - ہر شخص تیس

دِن کے اندر اندر اپنے تحریری اعتراضات کمیٹی میں پیش کر سکتا ہے - کمیٹی پھر باقاعدہ جلسہ کرکے اِن اعتراضوں پر غور کرتی ہے - اگر تیس دِن تک کوئی اعتراض نہ کیا جائے - یا جو اعتراضات پیش کیئے گئے ہوں وُہ معقُول نہ ہوں تو کمیٹی اپنی تجویز کو مع اُن اعتراضات کے ضلع کے ڈپٹی کمشنر اور اِنسپکٹر صاحب کی معرفت گورنمنٹ میں بھیج دیتی ہے - اگر گورنمنٹ سے منظوری ہو جائے تو ایکٹ کا نفاذ پنجاب گزٹ کے ذریعہ سے شائع ہو جاتا ہے ✤

۳- یہ طریقہ تعلیم کسی طرح سے تکلیف دہ نہیں کہلا سکتا - کیونکہ عام لوگوں کو اعتراض کرنے کا بخوبی موقع دیا جاتا ہے - اور منظوری سے پہلے تمام حکام سے رائے لی جاتی ہے ✤

۴- صُوبہ پنجاب میں سب سے پہلے مُلتان کی میونسپل کمیٹی نے اِس ایکٹ کے جاری ہونے کے لئے درخواست کی تھی - مُلتان

تعلیمی اعتبار سے سب سے پیچھے گنا جاتا تھا۔ یکم اپریل ۱۹۲۱ء سے یہ ایکٹ وہاں جاری ہُوا ہے۔ اب تعلیم کا وہاں بہت چرچا ہو گیا ہے مناسب ہے کہ دُوسرے اضلاع بھی ملتان کی تقلید کریں۔ ملتان کے بعد لاہور کی کمیٹی نے ایکٹ جاری کیا۔ اب اِس وقت پینتیس مقامات پر اِس ایکٹ کا نفاذ ہو چُکا ہے +

۵ - صُوبۂ پنجاب کے اُنتیس اضلاع میں سے اُنیس ضلعوں میں چار سَو اٹھارہ مدارس کھُلے ہُوئے ہیں۔ جہاں تعلیم جبریّہ دی جاتی ہے۔ ایک مدرسہ سے دو دو میل کے فاصلہ پر جتنے دیہات ہیں وُہ سب اِسی مدرسے کے متعلق سمجھے جاتے ہیں۔ اِس طرح اب بہت سے دیہات اِس تعلیم سے فائدہ اُٹھا رہے ہیں۔ انبالہ و ملتان جو تعلیم میں سب سے پیچھے تھے اب جبریّہ تعلیم کی وجہ سے سب سے آگے بڑھ گئے ہیں +

۶ - جبریّہ تعلیم پر گورنمنٹ بہت رُوپیہ صرف کر رہی ہے اور پنجاب کی تعلیمی ترقّی کے

لئے بے حد کوشش کر رہی ہے - جس کے لئے ہمیں اپنی سرکار کا بہت شکر گزار ہونا چاہیئے - ترقی کی اگر یہی صورت رہی تو وہ دن دور نہیں جب ہر شخص یہاں پڑھا لکھا نظر آئیگا ۔

سوالات

۱- ہماری سرکار نے پنجاب کی تعلیمی ترقی کے لئے کیا کیا کوشش کی ہے ؟

۴۱- دنیا چند روزہ ہے

۱ ہے لگا دنیا کا میلہ چند روز
دیکھ لو اس کا تماشا چند روز

۲ جتنی نیکی ہو سکے کر لو میاں
تم کو دنیا میں ہے رہنا چند روز

۳ راہِ مولا کچھ غریبوں کو بھی دو
ہے یہ ثروت کا زمانہ چند روز

۴ ظُلم تمُ مت اِن غرِیبوں پر کرو
مِل گیا گر تمُ کو رُتبہ چند روز

۵ بعد مرنے کے ہے سب کچُھ اَور کا
ہے ہمارا اور تمُہارا چند روز

۶ سیکھ لو جو کچُھ ہے تمُ کو سیکھنا
ہے یہ فرُصت کا زمانہ چند روز

۴۲- نیولے اَور سانپ کی لڑائی

(۲)

۱- جب صُبح ہُوئی تو چِک چک نے اپنے تئیں بالکُل اکڑا ہُوا پایا لیکن اپنی فتح سے بہُت خوش تھا مگر ناگن کا کانٹا دِل میں کھٹک رہا تھا کہ یہ کم بخت پانچ سانپوں کے برابر ہے - دِل میں کہا کہ آؤ چلو ذرا اُس کے انڈوں کی خبر تو لو اور دیکھو کہ اُن میں بچے کب نِکلیں گے - دیکھو شُکر خورہ کو

کچھ خبر ہے کہ نہیں ۔

۴۔ جب سانپ کوڑی پر مرا ہُوا دکھائی دیا تو سارے باغ کے جانوروں میں غل مچ گیا۔ کہ سانپ مارا گیا۔ چمگادڑ نے غسل خانہ میں یہ تماشا بچشم خود دیکھا تھا۔ اُس نے ابابیل سے صبح ہوتے ہی کہ دیا تھا اور آپ سو گئی تھی۔ ابابیل نے باہر نکل کر شکر خورہ سے کہا اور اُس نے تمام آنے جانے والوں سے کہ دیا تھا کہ نیولے نے سانپ کو مارا ہے۔ کوّے۔ مینائیں۔ چڑیاں۔ طوطے اس طرح غل مچا رہے تھے جیسے دہلی کی دھوبنیں یا سراؤں کی بھٹیاریاں لڑتے وقت مچاتی ہیں۔ مگر شکر خورہ ایک امرود کی ٹہنی پر اپنی مادہ کے ساتھ بیٹھا ہُوا بھیروں میں سانپ کا نوحہ الاپ رہا تھا۔ نیولا امرود کے نیچے آیا اور شکر خورہ کو پکارنے لگا۔ مگر وہ اُس کی نہ سنتا تھا اور یہ نوحہ ٹہنی پر ناچ کر اور کوڑی کی طرف جہاں سانپ پڑا ہُوا تھا مُنہ چڑا کر گا رہا تھا۔

نوحہ

کِس طرح بھرا کرتے تھے گُلشن میں طرارے
ہَے ہَے میرے کالے
ہیبت سے تری باغ میں مرعُوب تھے سارے
ہَے ہَے میرے کالے
بچے میرے اُڑنے بھی نہ پاتے تھے کہ اُن کو
کھا جاتا تھا مُوذی
ناگن تجھے اب روئیگی کُوڑی کے کنارے
(پتّھروں سے چھاتی پیٹ کر) ہَے ہَے میرے کالے
چُوہوں کو تو کھا جاتا تھا گُھس اُن کے بلوں میں
اَور جا کے چھتوں میں
برباد کیا کرتا تھا گھر چڑیوں کے سارے
ہَے ہَے میرے کالے
تالاب میں مینڈک بھی نہ تھے تجھ سے اماں میں
بے چارے ہمیشہ
ٹرٹر ہی کیا کرتے ترے خوف کے مارے
ہَے ہَے میرے کالے

سب جاتا رہا گھاس میں لہراتا تمہارا
دِل کر دیا پارہ
تھرّاتا تھا گلشن تیری پھنکار کے مارے
ہَے ہَے میرے کالے
وُہ دانت کہاں ہَیں جو چباتے تھے ہمیشہ
چُہیوں کی دُموں کو
کیوں ڈُوب سویرے سے گئے پھَن کے سِتارے
ہَے ہَے میرے کالے
بے گور و کفَن دیکھ کے لے جائیں گی چیلیں
کھا جائیں گی تجھ کو
پنجوں سے زمین کھود کے دَفنا دُوں میں پیارے
(ٹھنی پر ناچکر) ہَے ہَے میرے کالے
مُرغانِ چمن آؤ ذرا ساتھ دو میرا
آواز مِلا کر
مَیں سانپ کا نوحہ پڑھوں۔ لعنت کرو سارے
(کھوڑی کی طرف مُنہ چڑا کر) ہَے ہَے میرے کالے
۳۔ نیولے کی دُعا بڑی مشکل سے قبُول
ہُوئی۔ نوحہ ختم ہُوا اور نیولے کی آواز شکّرخورہ
کے کان میں پہنچی۔ جونہی اُس کی نظر نیولے

پر پڑی - طبیعت اُس وقت موزُوں تھی - کہنے لگا :-

اَے نیولے تو مرد ہے اَور باپ ترا مرد
شاباش ہے تجھ کو
ہم رہتے ہیں گلشن میں فقط تیرے سہارے
بچّے ہیں میرے کالے

نیولا - ارے بھائی خُدا کو مان - ذرا میری بات سُن لے - پھر گایا کیجو ‌‌‌‌+

شکّر خورہ - ارے واہ نیولے! آ تیرا ڈنٹر مل دوں - بول کیا کہتا ہے؟

چک چاک - تیری تو عقل ماری گئی ہے - میرے دم پر بنی ہوئی ہے - آپ تانیں لگا رہے ہیں بتا ناگن کدھر ہے؟

شکّر خورہ - نشئی کی بیل کے پیچھے انڈے رکھتے ہیں - اُدھر ہی گئی ہے - بھائی! اللہ تیرے دانتوں کو قوت دے - آج تو وُہ کام کیا ہے کہ کوئی کیا کریگا +

از بن باسی رستم — میرزا محمد اشرف گورگانی مرحوم

سوالات

۱- نیولے اور سانپ کی لڑائی کا حال اپنی زبان میں مختصر طور پر تحریر کرو +

۲- جن الفاظ پر خط کھنچے ہوئے ہیں اُن کی تشریح کرو اور صاف لکھو:-

اَے نیولے آ تیرا ڈنٹر ل دُوں - میرے تو دَم پر بنی ہوئی ہَے - آپ تانیں لگا رہے ہیں +

۳- ذیل کے الفاظ میں اگر کوئی فعل ہَے تو کس قسم کا ہَے:-

نیولے نے کہا تُم دیکھتے رہو - مَیں سانپ کو ابھی مار دُونگا +

۴۳- نغمۂ شکر خورہ

۱	طائر مَیں قوم کا ہُوں شکر خورہ نام ہَے امرُود کے درخت پہ میرا قیام ہَے صیّاد کا ہَے خطرہ نہ کچھ خوفِ دام ہَے گُلگشت باغ شُغل ہَے گانے سے کام ہَے

سِیتا ہُوں اَور گاتا ہُوں وُہ کام کرتا ہُوں
درزی کو اَور گوّیے کو مَیں نام دھرتا ہُوں

۲ جب دانے دُنکے سے مرا جاتا ہے پیٹ بھر
اُس وقت بَیٹھ جاتا ہُوں مَیں ایک شاخ پر
کرتا ہُوں اُس کا شُکر۔ دِیا مجُھ کو جس نے گھر
جو ایک مُشتِ پر کی بھی لیتا ہَے وُہ خبر

لے کر زمیں سے تا بفلک جس کا راج ہے
رازق ہَے سب کا اپنے بنائے کی لاج ہے

۳ گاتا ہُوں اُس کی حمد جو پروردگار ہے
موت اَور زیست کا اُسے کُل اختیار ہے
بُلبُل فِدا ہے اُس پہ گُل اُس پر نثار ہے
سچ پُوچھو تو چمن میں اُسی کی بہار ہے

مَیں ایک مشتِ پر ہُوں. بھلا کیا ہَے مُنہ مرا
جو ایک شمّہ حمد کا بھی کر سکُوں ادا

۴ دو پتّوں کو مِلا کے مکاں اِک بناتا ہُوں
ٹھنڈی ہوا کا لُطف فقط مَیں اُٹھاتا ہُوں
شاہد[1] کوئی نہ ہو تو صَبا کو سناتا ہُوں
جو کُچھ کہ گاتا ہُوں وُہ تری حمد گاتا ہُوں

[1] دیکھنے والا +

جاتی ہیں میری تانیں اُڑی آسمان پر
کرّوبی[1] لوٹ جاتے ہیں ایک ایک تان پر

۵ اُسے انڈوں والی مادہ مرے ساتھ مل کے گا
دو چار تانیں بادِ صبا کو بھی دے سُنا
سُورج نکلنے میں تو ہے عرصہ بہت پڑا
یہ وقت خاص ہوتا ہے تسبیح و ذکر کا

پو پھٹ رہی ہے سامنے مالک کی یاد کر
دن کے نکلتے ہی وُہ ترا دے گا پیٹ بھر

۶ گلشن میں گانے والے پرندے ہیں بے شمار
بادِ صبا مگر مرے گانے پہ ہے نثار
آتا نہیں کبھی دلِ مشتاق کو قرار
گلشن میں ہو نہ جائے وُہ جب تک کہ ایک بار

ہر صُبح گانا سُننے کو میرا وُہ آتی ہے
اِک جوگیا کی تان میں وُہ لوٹ جاتی ہے

میرزا محمد اشرف بی اے گورگانی مرحوم

[1] فرشتے

سوالات

ذیل کے الفاظ کو صاف لکھو اور معنی بتاؤ:-
شکر خورہ - نغمہ - طائر ۔

۴۴ - چین کی دیوار

۱- چین کی دیوار ایسی صنعت اور کاریگری کا نمونہ ہے کہ اب تک دنیا کے سات عجائبات میں اس کا شمار ہے - ایک مشہور آدمی کا قول ہے کہ اگر کوئی فخر سے یہ بات کہے کہ اس کے دادا نے چین کی دیوار دیکھی ہے تو اس کی شیخی بیجا نہ سمجھنی چاہئے ۔

۲- اس دیوار کے متعلق کئی روایتیں مشہور ہیں - لیکن تاریخی کتابوں کے دیکھنے سے یہ پتہ چلتا ہے کہ یہ دیوار تاتاریوں کی روک کے لئے بنائی گئی تھی کیونکہ یہ

قوم چینیوں کو اپنے آئے دِن کے حملوں
سے بہت پریشان رکھتی تھی ۔ اور اُن کو
چَین سے بیٹھنے نہیں دیتی تھی ۔ جس وقت
تک چین میں تاتاری سلطنت کی بُنیاد نہیں پڑی
اُس وقت تک ہزاروں توپیں بُرجوں پر
چڑھی رہتی تھیں اور دس لاکھ فَوج جا بجا
رہتی تھی ۔ لیکن جب یہی تاتاری جن کے
سبب سے یہ دیوار بنی تھی مُلک خَتا کے
مالک ہو گئے تو وہاں کی فَوج مَوقُوف ہُوئی
اور بُرج اور دیوار بے مرمّت رہنے لگے ۔

۳ ۔ یہ دیوار قریب آٹھ سَو کوس کے
لمبی تیس گز اُونچی اور اتنی چوڑی ہے کہ
چھ سَوار پہلُو بہ پہلُو فراغت سے اُس پر
گھوڑے دَوڑا سکتے ہیں اور سَو سَو قدم پر
دو منزلے سہ منزلے بُرج بنے ہُوئے ہیں ۔

۴ ۔ مسیح سے ۲۴۰ برس پہلے اِس دیوار
کی بُنیاد پڑی اور پانچ برس کے عرصے میں
بالکل بن کر تیّار ہو گئی ۔ بعض بعض مقام
پر یہ دیوار آدھ آدھ کوس اُونچے پہاڑوں

کی چوٹی سے گزری ہے اور عجیب بات یہ ہے کہ جس جگہ دریا میں بنی ہے - وہاں صدہا جہاز پتھروں سے بھرے ہوئے پانی میں ڈبوئے ہیں اور اُن پر اُس کی بُنیاد کو قائم کیا ہے +

۵ - اِس دیوار کی ساخت میں کئی باتوں کا خیال کرنے سے بڑی حیرت ہوتی ہے - اور ختائیوں کی دانائی اور مُستقِل مزاجی کی داد دینی پڑتی ہے - عمارت کا مصالح اور پتھروں کی بڑی بڑی سلیں اِن لوگوں نے آدھ آدھ کوس پر جہاں چڑھنے کا کوئی سہارا نہ تھا پہنچائی ہیں - جہاں دریا کی تہ قریب ہے - اور پانی کا بہُت زور ہے - وہاں اِن لوگوں نے اِس ترکیب سے نیو ڈالی ہے کہ وُہ ہزار برس سے آج تک نہیں ہلی - حالانکہ دریا میں کئی دفعہ ایسا طوفان آتا ہے کہ سینکڑوں جہاز اور ہزارہا آدمی اُس میں ڈوبتے ہیں - ہوا کا زور شور ایسا ہوتا ہے کہ ایک ملاح کہتا

ہے۔ اگر یہ مُمکن ہو کہ طُوفان کے وَقت
دس ہزار نقّارے جہاز پر بجائے جائیں تو
طُوفان کے شور و غُل اَور ہوا کے سناٹوں
کے سِوا کچُھ سُنائی نہ دیگا۔ جہاں دریا کی
یہ حالت ہو وہاں اِس دِیوار کا کھڑا رہنا
ایک معمُولی بات نہیں +

۶۔ یہ بھی کم تعجّب کی بات نہیں کہ
یہ دِیوار صِرف پانچ برس کے عرصہ میں
تیّار ہو گئی تھی۔ ایک انگریز سیّاح نے
حِساب لگا کر معلُوم کیا ہے کہ اِس ایک دِیوار
کے فقط بُرجوں ہی کی تیّاری میں اِس قدر
عِمارت کا سامان صَرف ہُوا ہے کہ اِنگلستان کی
کُل عِمارتوں کا صَرف شاید اِس کے مُقابلے
میں بہُت کم نِکلے۔ جب فقط برجوں ہی کا
یہ حال ہے تو تمام دِیوار کے صَرف کا کیا
ٹِھکانا ہے +

۷۔ جِس حد پر یہ دِیوار کھچی ہے اِس
سے دُور دُور تک بستی اَور آدمی کا نشان
نہ تھا اَور آٹھ سَو کوس تک صِرف

جنگل اور پہاڑ ہی نظر آتے تھے خیال تو کرو کہ چینی کہاں کہاں سے سامان لائے ہونگے - غرضیکہ چینیوں کی یہ یادگار دُنیا میں جواب نہیں رکھتی ٭

سوالات

۱- چین کی دیوار میں کیا کیا خاص باتیں نظر آتی ہیں ؟

۲- ذیل کے لفظوں میں جو واحد ہیں اُن کی جمع بتاؤ جو جمع ہیں اُن کے واحد بتاؤ -

عجائبات - حال - فوج - مقامات - روایت ٭

۳- نیچے لکھے ہوئے لفظوں کو صاف لکھو اور معنی بتاؤ :-

مرمت - فراغت - ساخت - روایت - عجائبات ٭

۴۵-کاہل بیکار

۱
نہیں کرتے کھیتی میں جو جانفشانی[1]
نہ ہل جوتتے ہیں نہ دیتے ہیں پانی
یہ جب یاس کرتی ہے دِل پر گرانی
تو کہتے ہیں حق کی ہے نا مہربانی

نہیں لیتے کچھ کام تدبیر سے وہ
سدا لڑتے رہتے ہیں تقدیر سے وہ

۲
کبھی کہتے ہیں ہیچ ہیں سب یہ سامان
کہ خود زندگی ہے کوئی دن کی مہمان
دھرے سب یہ رہ جائینگے کاخ و ایواں[2]
نہ باقی رہے گی حکومت نہ فرماں

ترقی اگر ہم نے کی بھی تو پھر کیا
یہ بازی اگر جیت لی بھی تو پھر کیا

۳
کبھی کہتے ہیں زہر ہے مال و دولت
اُٹھاتے ہیں جس کے لئے رنج و محنت

[1] محنت۔
[2] محل۔

اِسی سے گُناہوں کی ہوتی ہے رَغبت
اِسی سے دِماغوں میں آتی ہے نخوت[1]

یہی حق سے کرتی ہے بندوں کو غافل
ہُوئے ہیں عذاب اِس سے قوموں پہ نازِل

۴ کبھی کہتے ہیں سَعی و کوشِش سے حاصِل؟
کہ مقسوم[2] بن کوشِشیں سب ہیں باطِل[3]
نہیں ہوتی کوشِش سے تقدِیر زائِل
بَرابَر ہیں یہاں مِحنتی اُور کاہِل

ہِلانے سے روزی کی گر ڈور ہِلتی
تو روٹی نِکمّوں کو ہرگز نہ مِلتی

۵ نِکمّوں کے ہیں سب یہ دِل کش ترانے
مَلامت کو قِسمت کے رنگیں فسانے
اِسی طرح کے کرکے حیلے بہانے
نہیں چاہتے دست و بازُو ہِلانے

وُہ بھُولے ہُوئے ہیں یہ عادت خُدا کی
کہ حرکت میں ہوتی ہے برکت خُدا کی

حالی

[1] غُرور [2] قِسمت [3] بے سُود

سوالات

۱- پیرا نمبر ۲ کو نثر میں لکھو +
۲- ذیل کے لفظوں کو صاف لکھو اور معنی بتاؤ:-
نخوت - کاخ و ایواں - مقسوم - باطل - ترانے - فسانے - حرکت میں ہوتی ہے برکت خدا کی - جیلے بہانے +

۴۶ - ہوا

ماسٹر - لڑکو! تم نے کبھی اس بات پر بھی غور کیا ہے کہ اگر چوہے کو ایک خالی بوتل میں بند کر دیا جائے تو وہ تھوڑی دیر میں گھبرا کر ہانپنے لگتا ہے اور پھر مر جاتا ہے +

رام کرشن - جی ہاں اکثر ایسا دیکھا تو ہے لیکن وجہ نہیں معلوم کہ ایسا کیوں ہو جاتا ہے

ماسٹر۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ حیوان ہو یا
انسان۔ زندگی کے لئے سب سے مقدم
چیز ہوا ہے۔ کیونکہ بغیر غذا کے تو آدمی
چند دنوں بلکہ ہفتوں تک زندہ رہ سکتا
ہے۔ لیکن بغیر ہوا کے تو دو چار منٹ
ہی میں مر جائیگا۔

انسان کے سانس لینے سے ہوا کثیف
ہو جاتی ہے۔ جس وقت ہم سانس لیتے
ہیں تو آکسیجن یعنی لطیف ہوا اندر لے
جاتے ہیں اور اندر کی ہوا پھیپھڑوں
سے خارج ہو کر باہر آتی ہے۔

بوتل میں جو تھوڑی ہوا تھی وہ چوہے کے
بار بار کے سانس لینے سے کثیف اور
زہریلی ہوگئی۔ تازہ ہوا اس کو میسّر
نہیں آئی اس لئے چوہا زندہ نہ رہ سکا۔

حمید۔ ماسٹر صاحب ہوا کثیف کیسے ہو جاتی
ہے۔ اس کے زہریلے اثر سے ہم
کیونکر بچ سکتے ہیں؟

ماسٹر۔ ہوا کئی طرح سے کثیف ہو جاتی ہے

جگہ اگر تنگ ہو آدمی زیادہ ہوں تو
بھی ہوا خراب ہو جاتی ہے۔ اس کا
بھی اثر صحت پر بُرا پڑتا ہے۔
کبھی موسم سرما میں بند کمرے میں کوئلے
خصوصاً پتھر کے زیادہ دہکانے سے بھی
گیس زیادہ پیدا ہوتی ہے اور اُس کمرے
میں جو سوتے ہوں اُن کو بے ہوش کر
دیتی ہے یا ہلاک ہی کر دیتی ہے۔ گرد
و غبار۔ مٹی۔ چونا اور پتھر۔ سیسہ۔
تانبا وغیرہ کے ذرات ہوا میں رل کر
اُڑتے ہیں اور پھر سانس لیتے وقت
پھیپھڑوں کے اندر جا کر مختلف قسم کی
بیماریاں پیدا کر دیتے ہیں۔ تم نے
اکثر دیکھا ہوگا کہ سنگ تراشوں کو عموماً
کھانسی وغیرہ ہو جاتی ہے اور سیسہ کے
کارخانوں میں کام کرنے والے بھی مختلف
قسم کے امراض میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔
کوڑا کرکٹ جو گھروں میں یا گلی
بازاروں میں پڑا رہتا ہے اس کے

ذرّات ہوا میں شامل ہو کر ہوا کو کثیف کر دیتے ہیں ۔

ہم تمہیں چند ضروری ہدایات بتا دیتے ہیں نوٹ کر لو :-

(۱) بند کمرے میں کبھی نہیں سونا چاہیئے اور نہ سر اور منہ کو لحاف یا کمبل میں ڈھک کر سونا چاہیئے ۔ جو لوگ ایسا کرتے ہیں ۔ وہ عموماً درد سر میں مبتلا رہتے ہیں ۔ کیونکہ وہ کثیف ہوا میں سانس لیتے رہتے ہیں ۔

(۲) سونے کے کمرے کا ایک دروازہ یا کھڑکی شب و روز خصوصاً رات کے وقت کھلی رہنی چاہیئے ۔ کیونکہ دن کی نسبت رات کے وقت ہر شخص کمرے میں زیادہ دیر تک رہتا ہے ۔ ہر شخص سوتے ہوئے بھی اسی قدر سانس لیتا ہے جس قدر جاگتے ہوئے ۔ اور سوتے میں بھی ہوا کو اسی قدر خراب کرتا ہے جس قدر جاگنے میں ۔ یہ خیال غلط ہے کہ سرد ہوا سے

زُکام اَور کھانسی ہو جانے کا ڈر ہَے -
اگر کافی گرم کپڑے پہنے ہوں تو ٹھنڈی
ہَوا سے کُچھ نُقصان نہیں ہوتا - بلکِہ
کَثیف ہوا میں رہنے یا سونے سے ضرُور
زُکام اَور کھانسی وغَیرِہ ہو جاتی ہَے +
(۳) ایک ہی کمَرے میں بُہت سے اَشخاص کو
جمع ہونا یا سونا نہیں چاہیئے +
(۴) بند گاڑی یا ڈولی میں سَفَر نہیں کرنا
چاہیئے - گاڑی کے دَروازہ پر ہوا دار
کھڑکیاں یا چلمنیں یا سُوراخ ہونے
چاہئیں +
(۵) حیَوانات کو بھی بند کھڑکیوں میں نہیں
رکھنا چاہیئے - اُن کو بھی اِنسان کی طرح
تازہ ہَوا کی ضُرُورت ہَے +
(۶) جس کمَرے میں دُھواں وغیرہ نِکلنے کے
لِئے کوئی چمنی یا کوئی اَور راستہ نہ ہو -
تو اُس میں آگ نہیں جلانی چاہیئے +
(۷) کِسی بند کمرے میں پتھّر کے یا دُوسرے
کوئلے نہیں جلانے چاہئیں +

(۸) ایک کمرے میں بہت سے لیمپ یا چراغ وغیرہ بھی نہیں جلانے چاہئیں - ایسا ہی موم بتیوں کے جلنے سے بھی اسی قدر زہریلی ہوا پیدا ہوتی ہے +

(۹) گھروں میں کوڑا کرکٹ زیادہ دیر تک جمع ہونے نہیں دینا چاہیئے +

۷۴- پرندوں کا لباس

۱ کیسا ذی[۱] شان پرندوں کا ہے رنگیں بانا
نہیں آیا ہے کسی ایک کو بھی اِترانا

۲ ایک پوشاک مہینوں میں بدلتے دیکھا
مدتوں تک اسی اِک جامہ کو چلتے دیکھا

۳ ایک وردی میں وُہ خورسند[۲] رہا کرتے ہیں
دیکھ کر سب اِنہیں خوشباش کہا کرتے ہیں

۴ ہے جڑا اول یہی اُن کی یہی بارانی ہے
اسی جامہ سے اُنہیں گرمی میں ذیشانی ہے

---

[۱] شاندار + [۲] خوش +

۵ جوڑا غم کا ہے یہی اور یہی شادی کا لباس
ایک کترن بھی نہیں اِس کے سوا اُن کے پاس

۶ اُس کو دھوبی کی نہ حاجت نہ ہے درزی کی تلاش
سُوئی دھاگے سے نہ مطلب ہے نہ ہے فکرِ تراش

۷ یہی پوشاک پسِ مرگ کفن ہے اُن کا
واہ کیا خُوب فقیرانہ چلن ہے اُن کا

میرزا ارشد گورگانی دہلوی مرحُوم

سوالات

ذیل کے الفاظ کو خُوشخط لکھو اور معنے بتاؤ:-
ذی شان - خُورسند - خُوش باش - تراش۔

۴۸- آتش فشاں پہاڑ

۱- در اصل ابھی زمین کے اندر کا حال ٹھیک طرح سے تو معلُوم نہیں ہو سکا- تاہم یہ معلُوم ہو گیا ہے کہ زمین کے اندر نہایت

سخت گرمی ہے۔ جو لوگ گہری کانوں میں اُترتے ہیں اُن کا بیان ہے کہ وُہ جس قدر زیادہ گہرائی میں جاتے ہیں اُسی قدر زیادہ حرارت پاتے ہیں۔ اور جہاں کہیں زمین کے گہرے مقامات میں سے پانی نکلتا ہے تو وُہ خُوب گرم ہوتا ہے۔ نیوزی لینڈ اور بعض دُوسرے مُلکوں میں گہرے چشموں کا پانی اِس قدر گرم ہوتا ہے کہ اُن میں چاول اُبل سکتے ہیں +

۲۔ آتش فشاں پہاڑ سے تُم شاید یہ سمجھتے ہوگے کہ پہاڑوں میں آگ رہتی ہے۔ لیکن حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔ پہاڑ ہی پر کیا موقُوف ہے۔ کوئی بھی جگہ ہو اگر اُس کے نیچے زمین کے اندر حرارت زیادہ ہو جاتی ہے۔ تو وہاں سے آتشین مادہ زور کرکے باہر نکل آتا ہے۔ اور ایک گہرا سُوراخ پڑ جاتا ہے۔ اِس میں سے خاک دُھواں بھاپ اور پگلی ہُوئی مُعدنیات اور آتشی مادّے جوش کھا کھا کر نکلا کرتے ہیں +

۳- یہ تو تم کو معلوم ہو گیا کہ جن مقاموں سے آگ نکلتی ہے - وہاں پہاڑ کا ہونا ضرور نہیں - البتہ جب ایسے مقامات سے مدت تک آتشی مادّے نکلتے رہیں - تو اُن کا ایک اونچا ٹیلہ بنتا جاتا ہے - اور رفتہ رفتہ ایک چوٹی دار پہاڑ بن جاتا ہے - اس پہاڑ کی چوٹی سے لے کر نیچے تک برابر سوراخ چلا جاتا ہے - یہ سوراخ چوٹی پر پھیل کر پیالے کی شکل کا ہو جاتا ہے اسے دہانہ کہتے ہیں - ایسا بھی ہوتا ہے کہ آتشین مادہ نکلنا بند ہو جاتا ہے اور مدتوں پہاڑ ٹھنڈا پڑا رہتا ہے - پھر یکایک اُس کے دہانے سے دھوآں اور آتشین مادے وغیرہ نکلنے لگتے ہیں - اور بڑی بڑی چٹانیں اندر سے نکل کر گیند کی طرح ہوا میں اُڑنے لگتی ہیں +

۴- کوئی اٹھارہ سو برس کا ذکر ہے کہ ملک اٹلی کے مشہور آتش فشاں پہاڑ وسوویس کی چوٹی سے جو ایک مدت سے

خاموش اَور ٹھنڈا تھا - دُھوئیں اَور بھاپ
کے گہرے بادل آسمان کی طرف جاتے نظر
آئے - اِس سے پہلے لوگ جو وہاں رہتے
تھے - نہایت اَمن سے اپنے اپنے کار و بار
میں مصرُوف تھے - کِسی کو وہم و گمان بھی
نہ تھا کہ یہ پہاڑ پھر آگ برسانے
لگے گا - لوگ ابھی اِن بادلوں کو دیکھ دیکھ
کر حیران ہو رہے تھے کہ پہاڑ کی چوٹی
یک لخت اُڑ گئی - باریک باریک خاکستر کے
گہرے بادل چاروں طرف ہوا میں پھیل گئے
اَور آسمان پر اِس طرح چھائے کہ سُورج
بھی نظر نہ آتا تھا - سارا شہر تاریکی میں
ڈُوب گیا - اَور لوگ پریشان ہو کر بھاگنے
لگے - یہاں تک کہ آس پاس کے سب
شہر خالی ہو گئے +

۵ - تھوڑے عرصہ کے بعد لوگ پھر
واپس آ گئے اَور دیکھا کہ ایک شہر کے
بازاروں میں گز گز بھر موٹی تہ مادّے کی
جمی ہُوئی ہے +

۶ - کچھ دِنوں بعد پہاڑ پھر اِس زور سے پھٹا کہ کسی آدمی کو بھاگنے کی مُہلَت بھی نہ مِلی اَور تمام شہر بالکُل دب گیا +

۷ - لوگ ڈر کے مارے پہاڑ کے قرِیب نہ جاتے تھے - مگر کچھ عَرصہ بعد شہروں کو کھودنا شرُوع کیا گیا تو تمام کُوچے اور بازار صاف نِکل آئے - اب اکثر لوگ جاکر وہاں کی سَیر کرتے ہَیں اَور قدِیم زمانہ کے مکانات کو دیکھتے ہیں +

سوالات

۱ - آتش فشاں پہاڑ کسے کہتے ہَیں - اور یہ کیونکر بنتے ہیں؟

۲ - ذیل کے فقروں میں کَون کَون سے اِسم ہَیں اَور کَون کَون سے فِعل :-

لوگ ڈر کے مارے پہاڑ کے قریب نہ جاتے تھے +

۳ - نیچے لکھے ہُوئے لفظوں کو خُوشخط لکھو اَور معنی بتاؤ :-

مقامات - حقیقت - معدنیات - آتشین مادہ +

۹۴۔ گھر سے نکل کے دیکھو

۱ دُنیا کو اک ذرا سا گھر سے نکل کے دیکھو
ہر مُلک کا تماشا گھر سے نکل کے دیکھو

۲ کیا چیز ہے سفر بھی یہ فتح کا ظفر کا
بے شبہ ہے وسیلہ گھر سے نکل کے دیکھو

۳ عالم کی سیر گاہیں کس کے لئے ہیں آخر
مانو بھی میرا کہنا گھر سے نکل کے دیکھو

۴ ہر مُلک کی ترقی ہر عہد کی حکومت
ہے وقت کا تقاضا گھر سے نکل کے دیکھو

۵ دُنیا بدل گئی ہے عالم بدل گیا ہے
کیا ہو گیا زمانہ گھر سے نکل کے دیکھو

۶ سیر و سیاحت ابتو اِک امرِ لازمی ہے
یہ ہے صلاح زیبا گھر سے نکل کے دیکھو

۷ کیا کیا ترقیوں کے اسباب ہیں جہان میں
ایک ایک کارخانہ گھر سے نکل کے دیکھو

۸ کیا ہو رہا ہے عالم کیا ہو رہے ہیں نقشے
کیا ہو رہی ہے دُنیا گھر سے نکل کے دیکھو

۹ گوشے میں بیٹھ رہنا حُبّ وطن نہیں ہے
سر سے نکالو سودا گھر سے نکل کے دیکھو

(از مخزن) (بسمل عظیم آبادی)

سوالات

۱- چھٹے شعر کے معنے بتاؤ +
۲- سفر کے کیا کیا فائدے ہیں ؟

۵۰- چین کی صنعتیں

۱- چینیوں کی حکمت اور دستکاری مشہور ہے۔ اگرچہ دھوئیں کے جہاز - گاڑیاں - تار برقی اور اکثر اور طرح کی کلیں جو دانایانِ فرنگ نے بنائی ہیں وہ نہیں بناتے مگر اس پر بھی باریکی - صفائی - نزاکت اور خوبصورتی میں وہاں کی صنعت کو کوئی مُلک نہیں پہنچ سکتا - چھاپنا - بارود بنانا - زبجلی کا علم اور اس سے چیزیں تیار کرنا انگلستان سے پہلے

پہلے یہ لوگ جانتے تھے - مقناطیس کی تاثیر اوّل اِنہیں لوگوں نے معلوم کی تھی - ریشم وہیں پیدا ہوتا ہے اور قدیم سے وہاں ایسے ایسے کپڑے بُنتے ہیں کہ عقل کام نہیں کرتی- ریشم اور چھال کا کاغذ نہایت لطیف بناتے ہیں - یہاں کے کاغذ پر آدمی کی رنگ دار تصویر ایسی نادر اور خوش رنگ کھینچتے ہیں کہ نظر نہیں ٹھیرتی - چینی کے باسن تم نے بھی دیکھے ہونگے کیا صاف اور خوبصورت بناتے ہیں کہ دیکھتے ہی رہیئے - یہ باسن جو ہندوستان میں آتے ہیں وہاں کے گاؤں گویں کا کام ہوتا ہے - شہر کے لوگ اور اچھے اچھے کاریگر جو کام بناتے ہیں اُن کی خوبی بیان سے باہر ہے - یہاں ایک قسم کا پتّھر ہوتا ہے اُسے پیس کر مٹّی میں کہ وُہ بھی اِسی مُلک میں ہوتی ہے ملاتے ہیں اور خمیر کرکے باسن وغیرہ جو کچھ چاہیں بناتے ہیں - چینیوں نے یہ حکمت ۱۲ سو برس ہوئے نکالی تھی +

۲- چین کی قندیلیں بہت مشہور ہیں کہ نازک اور رنگارنگ کی ہوتی ہیں اور بڑی صنعت سے تیار ہوتی ہیں جو قندیل دروازے پر آویزاں کرتے ہیں۔ اُس پر مالک کا نام بھی خوبصورتی کے ساتھ لکھا رہتا ہے۔ پہلے یہ لوگ شیشہ بنانا نہیں جانتے تھے۔ لیکن دانایانِ فرنگ سے اب یہ فن بھی اُنھوں نے حاصل کر لیا۔ وہاں کے آدمی اِس بات میں اُستاد ہیں کہ جیسی چیز دیکھیں ویسی ہی بنا لیں۔ ایک فرنگستان کا سوداگر بڑا قیمتی موتی بیچنے لے گیا۔ وہاں کے آدمی ہر روز اُس کے دیکھنے کو آتے ایک دن ایک چینی نے کئی سو روپیہ بیعانہ کے دیئے۔ ڈبیا پر مُہر کرائی اور کہا کہ کل جب قیمت ادا کر دُونگا تو موتی لے جاؤنگا۔ اِس کے بعد وُہ چینی پھر نہ آیا۔ یہاں تک کہ اُس سوداگر کے چلنے کا دِن قریب آیا۔ اگرچہ موتی کی قیمت اُسے نہیں مِلی تھی۔ لیکن اُس کی خاطِر جمع تھی کہ بیعانہ میں سفر خرچ سے زیادہ وصول

ہو گیا ہے - جب خریدار کے آنے سے نا اُمید
ہُوا اور مُہر توڑ کر دیکھا تو معلوم ہُوا کہ ڈبیا
میں جھُوٹا موتی رکھّا ہے سمجھ گیا کہ چینی چالاکی
کر گیا +

۲- وہاں کے آدمی دانت پر ایسی نقاشی
کرتے ہیں کہ سُبحَانَ اللہ - گولی پر جالی تراشتے
ہیں - اور اُس کے اندر اور گولی بناتے ہیں -
اِس پر جالی اور پچی کاری اور طرح طرح کی
رنگ آمیزی کرتے ہیں - اِسی طرح کئی کئی
گولیوں میں برابر یہی صنعت کرتے چلے جاتے
ہیں +

۳- اگرچہ یہاں بارود مُدّت سے بنتی ہے
لیکن اِن لوگوں نے توپ ڈھالنی فقط ڈیڑھ
سَو برس سے سیکھی ہے - ۱۸۴۲ء میں جب
بادشاہِ چین نے ہماری سرکارِ انگریزی سے
بدعہدی کرکے تجارت بند کر دی تو سرکار کو
لشکر کشی واجب ہوئی - چُنانچہ فوج سرکاری نے
فتح پائی اور جزیرۂ نانکن میں فتح کے نشان
اُڑاتے ہوئے داخل ہوئے - جب قریب پہنچے تو

قلعے میں سے لوگ نکلے - دریا کے کنارے پر آ کر کاغذ کے بڑے بڑے اژدہے اور دیو لا کر کھڑے کر دئے - وہ کل دار تھے ایک دفعہ ہی زبانیں نکال کر دھاڑنے لگے - جب سرکاری فوج قریب پہنچی تو معلوم ہوا کہ یہ فقط کاغذ کا کھیل ہے - فوج کے افسروں کو اُن کے بھولے پن پہ رحم آیا - فوج کو حکم دیا کہ گولیاں نکال ڈالو اور خالی بارود سے بندوقیں بھر کر چھوڑ دو - چنانچہ ایسا ہی کیا - وہ بیچارے آواز کی بھی تاب نہ لا سکے - اُسی وقت بھاگ گئے +

۵ - یہاں سے چائے - ریشم - ریشم کے عجیب و غریب کپڑے - چینی کے باسن - دارچینی - شکر - کافور - کاغذ - ہاتھی دانت اور چکڑی کی چیزیں - کھلونے وغیرہ اور ولایتوں میں جاتے ہیں - تونے سات لاکھ من چائے فقط ایک بندرگاہ کینٹین سے ہر سال جہازوں پر لادتے ہیں +

۶ - یہاں کے لوگ کاشتکاری کا کام قدیم زمانہ

سے خُوب جانتے ہَیں - کھیتوں کو سینچتے ہَیں - اَور کھات سے دُرست کرتے ہَیں - چاوَل اِفراط سے پَیدا ہوتا ہَے - اَور اِس مُلک کے آدمیوں کی ذُہی غذا ہَے - فصل سال بھر میں کہیں دو اَور کہیں تین بھی ہو جاتی ہَیں - گیہوں - جَو وغَیرہ غلّے اَور طرح طرح کے میوے پھُول پھل وغَیرہ بھی ہوتے ہَیں - لیکن یہاں کی سب سے اعلےٰ پَیداوار چاے ہَے - یہاں دو طرح کے درخت اَیسے پَیدا ہوتے ہَیں - کہ اُن میں سے دو چیزیں موم اَور چربی کی طرح کی نکلتی ہیں - اَور اُن کی شمعیں بنا کر جلاتے ہَیں - کافُور کے درخت بھی یہاں بہُت ہَیں - اِن کی ٹہنیاں کاٹ کاٹ کر گھاس کے ساتھ لوہے کی دیگوں میں ڈال کر چڑھا دیتے ہَیں اور اُن کے مُنہ بند کر دیتے ہیں - تھوڑی دیر بعد کافُور اِن پتّوں اَور ٹہنیوں سے اُڑ کر گھاس پر جم جاتا ہَے +

۸ - چین کے جنگلوں میں ہاتھی - شیر - گینڈے ارنے بھینسے - جنگلی بَیل - ہرن وغَیرہ بہُت ہوتے

ہیں - پالنے کے جانوروں میں گھوڑے - کتّے - سؤر - مرغ - بطخ وغیرہ رکھتے ہیں - خوش آواز جانور مثل بلبلِ ہزار داستاں - اگن - چنڈول وغیرہ خوبصورتی میں عالم تصویر اور خوش گلو ایسے ہوتے ہیں کہ سنار اور بین کو مات کرتے ہیں - اس ملک میں سراگائیں بہت ہوتی ہیں - جن کی دم کی ہندوستان میں چنوریاں بادشاہوں اور امیروں کے سر پر ہلاتے ہیں - شال دو شالے جو کشمیر سے آتے ہیں - اُن کی اُون یہیں سے جاتی ہے - جس بھیڑ کی یہ اُون ہوتی ہے سوائے یہاں کے اور کہیں نہیں ہوتی - تبّت کا مُشک بھی بہت خوب ہوتا ہے - اُس کا حال یہ ہے کہ ایک خاص قسم کا ہرن ہے جس کے پیٹ میں مُشک نافہ ہوتا ہے - اس کے پاؤں میں گھٹنے کے مقام پر اور چارپایوں کی طرح جوڑ نہیں ہوتا - سرتا سر ایک نلی ہوتی ہے - جب پھرتے پھرتے تھک جاتا ہے تو کسی پہاڑ کے پتھر سے یا درخت کے سہارے سے لگ کر کھڑا

ہو جاتا ہے ۔ اگر اتفاقاً گر پڑتا ہے ۔ تو پھر بہت مشکل سے اُٹھتا ہے ۔ اُس کی ناف کے مقام پر ایک گٹھلی سی معلوم ہوتی ہے ۔ جس وقت شکاری اُسے بندوق یا تیر سے شکار کرتا ہے تو ذبح کرنے سے پہلے اُس کی ناف کے مقام کو مٹھی میں مضبوط پکڑ کر ایک رسّی سے باندھ دیتا ہے ۔ اگر اُسے نہ باندھے تو ذبح کے وقت وُہ خون بھی تمام جسم میں پھیل جائے اَور سب گوشت کڑوا ہو جائے ۔ اُس گانٹھ کو وَیسا ہی سَربستہ کاٹ کر سُکھا دیتے ہیں ۔ وُہی مُشک نافہ ہوتا ہے +

۸ ۔ چین میں چاندی ۔ سونا ۔ لوہا ۔ تانبا ۔ پارا ۔ سوہاگہ اَور کئی قسم کے جواہرات نکلتے ہیں ۔ سمندر سے موتی بھی نکالتے ہیں +

شمس العلما مولوی محمد حسین آزاد مرحوم

سوالات

۱ ۔ چین کی کیا کیا چیزیں مشہور ہیں +

۲- ذیل کے الفاظ کے معنی لکھو:-
حکمت - دستکاری - صنعت - انواع و اقسام ۔

۱۵- ملمع کی انگوٹھی

۱ چاندی کی انگوٹھی پہ جو سونے کا چڑھا جھول
اوچھی تھی لگی بولنے اترا کے بڑا بول
۲ چاندی کی انگوٹھی کے نہ میں ساتھ رہونگی
وہ اور ہے میں اور یہ ذلّت نہ سہونگی
۳ میں قوم کی اونچی ہوں بڑا میرا گھرانا
وہ ذات کی گھٹیا ہے نہیں اس کا ٹھکانا
۴ میری سی چمک اس میں نہ میری سی دمک ہے
چاندی ہے کہ ہے رانگ مجھے اس میں بھی شک ہے
۵ میری سی کہاں چاشنی میرا سا کہاں رنگ
وہ مول میں اور تول میں میرے نہیں پاسنگ
۶ اے دیکھنے والو! تمہیں انصاف سے کہنا
چاندی کی انگوٹھی بھی ہے کچھ گہنوں میں گہنا

۷ یہ سُنتے ہی چاندی کی انگوٹھی بھی گئی جل
اللہ ری ملمّع کی انگوٹھی تری چھل بل

۸ سونے کے مُلمّع پہ نہ اِترا میری پیاری
دو دِن میں بھڑک اِس کی اُتر جائیگی ساری

۹ کچھ دیر حقیقت کو چھپایا بھی تو پھر کیا
جھُوٹوں نے جو سچّے کو چِڑایا بھی تو پھر کیا

۱۰ مت بھُول کبھی اصل کو اپنی اری احمق
جب تاؤ دِیا جائیگا ہو جائیگا مُنہ فق

۱۱ سچّے کی تو عزّت ہی بڑھیگی جو کریں جانچ
مشہُور مثل ہے کہ نہیں سانچ کو کچھ آنچ

۱۲ کھوٹے کو کھرا بن کے نکھرنا نہیں اچّھا
چھوٹے کو بڑا بن کے اُبھرنا نہیں اچّھا

مولوی محمد اسمٰعیل

سوالات

۱- اِس نظم سے کیا سبق ملتا ہے؟

۲- اِس نظم کو خوشخط لکھّو۔

۳- ذیل کے لفظوں اور مُحاوروں کے معنی بتاؤ:-
نہیں سانچ کو کچھ آنچ - چھوٹے کو بڑا بن کے ابھرنا نہیں اچّھا - پاسنگ۔

۵۲- انگریزی حکومت

۱- انگریزی سلطنت کی بدولت ہندوستان میں آج وہ روشنی پھیل رہی ہے۔ کہ رات اور دن میں تمیز نہیں رہی۔ رستے ایسے صاف ہیں۔ کہ جہاں پہلے قافلوں کا گزر نہ ہوتا تھا۔ اب وہاں جس کا جی چاہے۔ آنکھ بند کرکے سونا اچھالتا چلا جائے۔ تجارت اس قدر آسان ہو گئی۔ کہ دو دن میں ہزاروں من مال مشرق سے مغرب میں اور جنوب سے شمال میں پہنچتا ہے۔

۲- جن شہروں کا پہلے نام سنتے تھے اب وہاں جانا ایسی بات ہے جیسے بازار میں سیر کر آئے۔ اگر ہزاروں کوس کسی کو خبر بھیجنی ہو۔ یا وہاں سے کسی کی خبر منگانی ہو۔ تو منہ سے بات نکالنے کی دیر ہے۔ جو خبر بھیجو۔ اس کی رسید لو۔ جو بات پوچھو۔ اس کا جواب لو۔

۳- پیشے والے پہلے اپنے کاموں کی قدر آپ نہ جانتے تھے - صبح سے شام تک جان کھپاتے تھے - اب ہر شخص کو اُس کی محنت کا پھل خاطر خواہ ملتا ہے - یہ غلطی ہمیشہ سے چلی آتی تھی کہ نکمّے آدمی سدا عیش و عشرت سے بسر کرتے تھے - اور کام کے آدمی ذلیل و خوار پھرتے تھے - یہ اسی سلطنت کا صدقہ ہے کہ جتنے حق دار تھے وُہ اپنے حق کو پہنچ گئے +

۴- کھیتی کا مدار پہلے ہر جگہ بارش پر یا کوؤں کے پانی پر تھا - اب جمنا اور گنگا چاروں کھونٹ میں دوڑی دوڑی پھرتی ہیں - جہاں جہاں نہر گئی ہے - وہاں ہمیشہ سماں رہتا ہے +

۵- اِس کے علاوہ پہلے بادشاہوں اور امیروں کے سوا غریبوں کی بیماری کا علاج جیسا چاہیئے ویسا نہ ہوتا تھا - کہیں طبیب کو دینا پڑتا تھا - کہیں دوائیں مول لینی پڑتی تھیں - اب شہر شہر - قصبے قصبے اور گاؤں

گاؤں سرکاری ڈاکٹر علاج کرتے پھرتے ہیں۔ نہ کچھ ڈاکٹروں کو دینا پڑتا ہے - نہ دوا مول لینی پڑتی ہے -جس کا جی چاہے - علاج کرائے - جو دوا چاہے - لے جائے +

۶ - پہلے یا تو کتاب ملتی ہی نہ تھی - اور جو ملتی بھی تھی - تو بہت بھاری قیمت کو ملتی تھی - اور جو لکھواتے تو ایک ایک کتاب برسوں میں تمام ہوتی تھی - اب چھاپے کی بدولت کتاب اور ترکاری ایک بھاؤ بکتی ہے + جو سواریاں پہلے بادشاہوں کو میسّر نہ تھیں وہ آج ادنےٰ ادنےٰ آدمی کے پاس موجود ہیں۔ جو کپڑا پہلے امیروں کو نصیب نہ ہوتا تھا وہ پنشہاریوں کے بچّے پہنے پھرتے ہیں + پہلے جب کوئی تمام عالم کی سیر کرتا تب جا کر اُس کو ساری دُنیا کی حقیقت معلوم ہوتی - اب ہر ایک مُلک کا نقشہ نہایت صحیح کھِچا ہُؤا کاغذ کے مول بکتا پھرتا ہے - جس کا جی چاہے - گھر بیٹھے ساری دُنیا کے پہاڑ اور جنگل اور دریا اور جزیرے اور آبادی اور

ویرانے کی سیر کرلے ٭

۷۔ پہلے اولاد کو پڑھانا لکھانا اِس قدر مُشکل تھا کہ اِس سے زیادہ کوئی مُشکل کام نہ تھا۔ اب سرکاری تعلیم نے اِس مُہم کو ایسا آسان کر دیا کہ جاہل رہنا مُشکل ہے۔ اور پڑھنا لکھنا آسان ہے۔ پہلے شہروں کی صفائی ایک ایسی چیز تھی کہ کبھی اُس کا تصوّر بھی دِل میں نہ آتا تھا۔ اب ایک ایک گلی اور ایک ایک کُوچہ اور سڑک اور بازار ایسے صاف رہتے ہیں کہ پہلے شاید امیروں کے رہنے کے مکان بھی اتنے صاف نہ رہتے ہونگے ٭

۸۔ پہلے غریب امیروں سے اور رعیّت حاکم سے ایسی دبتی تھی۔ جیسے غلام اپنے آقا سے دبتا ہے۔ اب ہر شخص کو ہر طرح کی آزادی حاصل ہے۔ ایک جُرم قانُونی کے سوا اور جو کچھ جس کے جی میں آئے سو کرے۔ کوئی کسی کا مُزاحم نہیں۔ ایک حاکم کے فیصلے سے ناراض ہو۔ دُوسرے کی عدالت میں جاکر

اپیل کرے - وہاں بھی خاطر خواہ حکم نہ ہو تو تیسرے سے کہے - چوتھے سے کہے - یہاں تک کہ بادشاہ کے دربار میں جاکر فریاد کرے * جو مذہب جس کا جی چاہے - اختیار کرے - سرکاری قانون کی جو بات ناگوار معلوم ہو اُس پر اعتراض کرے - غرض اِس طرح کی اور سینکڑوں باتیں ہیں - جو پہلے کبھی خواب و خیال میں بھی نہ تھیں *

مولوی الطاف حسین حالی

سوالات

۱- انگریزی حکومت کی برکتوں پر ایک مختصر سا مضمون لکھو *

۲- ذیل کے لفظوں اور محاوروں کو خوشخط لکھو اور معنی بتاؤ :-

جس کا جی چاہے آنکھ بند کرکے سونا اُچھالتا چلا جائے - رعیت کا پاس خاطر خواہ رہتا ہے - سلطنت حق دار - قافلہ *

۵۳ تتلیاں

۱ ہر پھول کے تتلیوں کی پرواز
پر جوڑ کے بیٹھنے کا انداز

۲ اِس پھول سے اُڑ کے اُس پہ بیٹھیں
رس لے کے اُڑیں وہ جس پہ بیٹھیں

۳ نازک وہ خوش نما پر
اُڑتی ہوئی پتیاں ہوا پر

۴ وہ نقش و نگار اور بوٹے
پر اُن کے چھوؤ تو رنگ چھوٹے

۵ رنگ اُن میں بہت بھلے ہوئے ہیں
پر کیا ہیں چمن کھلے ہوئے ہیں

۶ ہیں رنگ کئی ہر ایک کے پر پر
چھوٹا سا چمن ہے اُن کا ہر پر

۷ ہر خال ہے پر پہ اِک نگینہ
سونے چاندی پہ یا ہے مینا

۸ قدرت دیکھو کہ کل چمن میں
گلدستے ہیں تتلیوں کے تن میں

۹ جو نقش و نگار سے ہے خالی
وہ بھی دل کی لبھانے والی
۱۰ ہے رنگ کسی کا زرد گہرا
اتنا گہرا کہ بس سنہرا
۱۱ کوئی جس کے سپید ہیں پر
جیسے چاندی کے صاف پتّر
۱۲ طاؤسی - صندلی - گلابی
دھانی - کاہی - سیاہ - آبی
۱۳ نیلے - اودے - زمردی - لال
ہر رنگ کے پر ہیں سیلے خط و خال
۱۴ پرواز بھی حسن ہے پھبن بھی
رنگت بھی ہے حسن سادہ پن بھی

شوق قدوائی

سوالات

اس نظم میں کون کون سے رنگوں کا ذکر ہے۔

۴۵۔ چین کے لوگوں کا حال

۱۔ چین کے آدمی خود پسند۔ بزدل۔ حاسد کینہ ور۔ شکّی۔ محنتی۔ حلیم اور خوش اخلاق ہیں۔ افیم بہت کھاتے ہیں۔ اِن کے چہرے زرد ہیں۔ بلند ماتھا۔ چھوٹی چھوٹی آنکھیں۔ کالے بال ہوتے ہیں۔ عورتوں کے پاؤں بہت چھوٹے ہوتے ہیں۔ اور تماشا یہ ہے کہ جتنا پاؤں چھوٹا ہوتا ہے اُتنی ہی وہ عورت حسین اور اشراف سمجھی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ اس مُلک کی زنانی جوتیاں آٹھ نَو اُنگل سے زیادہ نہیں بنتیں۔ ایک ہزار برس سے یہ رسم وہاں جاری ہوئی ہے۔ اِس کا سبب یہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ سب عورتوں نے مل کر بادشاہ پر حملہ کیا تھا۔ جب سے یہ دستور مقرر ہو گیا کہ بچپن میں عورتوں کے پاؤں کے پنجے خوب کس کر باندھے رکھے جاتے ہیں۔ پھر وہ بڑے ہو کر بھی اُتنے

ہی رہتے ہیں۔ اسی سبب سے چلنا پھرنا
ان کو بہت مشکل ہے۔ پردہ نہیں کرتیں۔
جالیوں اور کھڑکیوں میں منہ کھولے بیٹھی رہتی
ہیں بازار میں چلتی پھرتی کم نظر پڑتی ہیں۔
ہندوستان کے راجپوتوں کی طرح وہاں کے
لوگ بھی پہلے لڑکیوں کو مار ڈالتے تھے۔ ان کا
مذہب بدھ ہے۔ دیوتاؤں کی عبادت کرتے ہیں
گوشت سب کھاتے ہیں۔ ان کے مذہب
کے پانچ حکم ہیں:-

(۱) کسی کو جان سے نہ مارو۔

(۲) چوری نہ کرو۔

(۳) جھوٹ نہ بولو۔

(۴) شراب نہ پیو۔

(۵) اگر زاہد پرہیزگار ہو تو شادی نہ کرو۔

۲- چین کے آدمی تیر اندازی میں بڑے
مشاق ہیں۔ شکار کو بہت پسند کرتے ہیں۔
میز پر کھانا کھاتے ہیں۔ کھانے کو ہاتھ
نہیں لگاتے۔ اگر گوشت وغیرہ ہے تو ہاتھی دانت
یا چاندی سونے کی دو سلائیاں ہاتھوں میں

رکھتے ہیں - اُن سے چھُو چھُو کر کھاتے ہیں - اور اگر چاول وغیرہ ہیں تو چمچے سے کھاتے ہیں - کھانے بہُت قسم کے پکاتے ہیں - ریچھ کے پنجے - گھوڑے کے سُم - چوپاؤں کے کھُر شوربے دار پکاتے ہیں اور کھاجاتے ہیں - شاید کوئی ایسی چیز دُنیا میں ہوگی جسے اہلِ چین نہ کھاتے ہونگے - چاے اور حُقّہ سب لوگ پیتے ہیں اور بہت پیتے ہیں - ہر شخص کی کمر میں ایک زردوزی بٹوہ تمباکو سے بھرا ہُوا رہتا ہے بلکہ عورتیں تک حُقّہ پیتی ہیں اور جب کِسی کے مکان پر مُلاقات کو جائیں تو پہلے تواضع چاے کی ہوتی ہے - گھروں کو بہُت آراستہ رکھتے ہیں - کُرسیوں پر بیٹھتے ہیں - دیواروں پر اطلس اور بیش قیمت ریشمی کپڑے منڈھتے ہیں - اُن پر اچھی اچھی باتیں اور نصیحت کے شعر بہُت خوشخط لکھتے ہیں اور نقش و نگار کرتے ہیں - قندیلیں - فانوس - گلاس وغیرہ روشن کرتے ہیں - اِن میں گلکاری اور رنگ

آمیزی ایسی ہوتی ہے کہ مُرقّع[1] معلوم ہوتے ہیں۔ مسہریوں میں سوتے ہیں۔ یہاں تک کہ زمینداروں کے گھر بھی مسہریوں سے خالی نہیں۔ پوشاک کا حال سُنو کہ بہت لمبی لمبی ڈھیلی آستینوں کے کُرتے اُس پر چُغے پہنتے ہیں۔ پاؤں میں پائجامہ۔ جاڑے میں پوستین۔ لیکن مردوں کی ٹوپیاں ایسی چوڑی ہوتی ہیں کہ اگر مینہ برسے تو چھتری کی ضرورت نہیں۔ لوگ رنگین کپڑے بہت خوش نُما رنگوں کے پہنتے ہیں۔ لیکن زرد رنگ بادشاہ اور بادشاہ زادوں کے لئے خاص ہے۔ ایک چھوٹی سی پنکھیا ہمیشہ ہر شخص کے ہاتھ میں رہتی ہے۔ اشراف[2] اُلٹے ہاتھ کے ناخون نہیں کترتے تاکہ لوگ اُنہیں مزدور یا غریب پیشہ ور نہ سمجھیں۔ عورتیں سر کے بالوں کا جوڑا باندھ کر اُس پر پھُول لگاتی ہیں۔ یہ بناؤ اور آرایش میں داخل ہے۔ دریا۔ نہر اور پانی کی یہاں بہت

---

[1] جڑاؤ ۔ [2] امیر و شریف آدمی ۔

کثرت ہے۔ یہاں کے لوگوں کو پتنگ اُڑانے
کا شوق ہے اور لاکھوں آدمی اپنے گھر بار
سمیت کشتیوں پر گزران کرتے ہیں۔ پانی
میں رہتے ہیں۔ مرنا جینا شادی مہمانی سب
وہیں ہوتی ہے۔ باز بہری کی قسم سے ایک
جانور ہے اُسے ایسا سدھاتے ہیں کہ وُہ
پانی میں غوطہ لگا کر مچھلی کا شکار کر لاتا
ہے۔ اِس کی گردن میں چاندی یا سونے کا
چھلّا ڈال دیتے ہیں۔ کہ مچھلی کو نگل نہ جائے۔
شوقین شکاری جمع ہوتے ہیں۔ اور کشتیوں
پر بیٹھ کر اپنے اپنے جانور چھوڑتے ہیں۔
عجب تماشہ ہوتا ہے۔ ایک گھڑی بھر
میں ہر ایک کے سامنے مچھلیوں کا ڈھیر
لگ جاتا ہے +

۳۔ جب کوئی ان میں مر جاتا ہے تو مُردے
کو زمین پر رکھ کر اُوپر سے قبر بنا دیتے
ہیں۔ اکثر آدمی اپنے بزرگوں کی لاش
کو مصالح لگا کر صندوق میں بند کرکے گھر
میں رکھ چھوڑتے ہیں۔ اور مصالح اِس قسم

کا لگاتے ہیں کہ اُس کے گوشت پوست رنگ روغن میں ذرا فرق نہیں آتا - یہاں کے لوگ اپنے بُزرگوں کو بہُت مانتے ہیں +

۴ - یہاں علم کا بہُت چرچا ہے - اور سب لوگ علم کے شوقین ہیں - غریب ہو یا امیر کوئی بے علم نہیں - گاؤں میں بادشاہ کی طرف سے مدرسے بنے ہُوئے ہیں - آٹھ برس کی عمر ہوتے ہی ماں باپ بچّوں کو وہاں بھیج دیتے ہیں - وہاں لکھنا پڑھنا علمِ اخلاق[1] اور حساب سِکھایا جاتا ہے - یہاں دستور نہیں - کہ امیروں یا بادشاہ زادوں کو بڑے بڑے عُہدے مِلا کریں - کوئی شخص غریب سے غریب جیسا پڑھیگا اور جس قدر اِمتحان پاس کریگا اُسی کے لائق اُسے کام مِل جائیگا - مَیں نے ایک لڑکے کو دیکھا کہ اُس کے ماں باپ اپاہج تھے - اپنے اور اُن کے گزارے کے لِئے تمام دِن محنت کرتا - اِتنا مقدُور بھی نہ تھا کہ ایک پیسہ کا تیل لا کر گھر میں

[1] اخلاق کی باتیں +

چراغ جلائے۔ اِس واسطے جنگل سے جگنو پکڑ کر لاتا۔ اور اُنہیں ایک باریک کپڑے میں رکھکر کتاب کے صفحہ پر رکھ لیتا اور سبق یاد کرتا۔ تھوڑے دنوں میں اُسے خدا نے ایسا علم دیا کہ بادشاہ نے اپنا وزیر بنایا۔ سچ ہے خدا کسی کی محنت اکارت[2] نہیں کھوتا۔ غرض وہاں علم کا بہت چرچا ہے۔ کوئی ایسا ہی بد نصیب آدمی ہوگا جسے پڑھنا لکھنا نہ آتا ہوگا۔ اُن کی زبان میں جغرافیہ۔ ریاضی۔ طب۔ شاعری۔ عروض وغیرہ سب علوم ہیں۔ اور تاریخ تو ان کے برابر کسی مُلک میں نہیں۔ لیکن اُن کی تحریر کا پڑھنا بہت مُشکل ہے۔ اِس کا سبب یہ ہے کہ ہر لفظ کے واسطے ایک ایک حرف علیحدہ ہے۔ جس طرح ہمارے ہاں الف ب ت وغیرہ کے ۲۸ حرف ہیں اُن کے ۸۰ ہزار ہیں۔ ان میں ۲۱۴ تو اصلی حروف یعنی مفردات[3] ہیں۔ باقی مُرکّب الفاظ کا کام دیتے ہیں۔ چھ برس

[1] ضائع ۔ [2] الگ الگ حرف ۔

تک دین کی کتابیں حفظ کرائی جاتی ہیں۔
چھ برس صرف[1] و نحو۔ شاعری۔ انشا پردازی[2]
وغیرہ سیکھ کر بارہ برس میں قابل ہو جاتے
ہیں۔ ہر ضلع میں سال میں دو دفعہ امتحان
لیا جاتا ہے۔ جو امتحان میں اچھے نکلیں
انہیں صوبہ کے حاکم کے پاس دوسرے
امتحان کے لئے بھیجتے ہیں۔ جو اُن کے
امتحان میں بھی اچھے نکلیں وہ انہیں سند
دے کر اپنے اُوپر والے حاکم کے پاس بھیجتا
ہے۔ اس تیسری جگہ کا امتحان بہت سخت
ہوتا ہے۔ پہلے طالب علم کی تلاشی لیتے ہیں
کہ کوئی کتاب کاغذ پتّر اُس کے پاس نہ ہو۔
پھر ہر ایک کو جدا جدا کوٹھری میں بٹھا
دیتے ہیں۔ وہاں وہ سوالوں کے جواب لکھ کر
اپنے نام کی جگہ فقط ایک نشان کر دیتے ہیں۔
نام اس لئے نہیں لکھتے کہ امتحان لینے والے
سازش کرکے طرفداری نہ کریں۔ جو اس امتحان
میں کامیاب ہوتے ہیں اُنہیں تیسرے درجے

[1] گریمر۔ قواعد [2] مضمون لکھنا۔

کا طالب علم کہتے ہیں۔ اس وقت سے وہ
نیلے رنگ کا کپڑا سیاہ گوٹ لگا کر پہنتے ہیں۔
اور ٹوپی پر ایک چاندی کی چڑیا لگاتے ہیں۔
چوتھا امتحان تین سال کے بعد صوبہ کے
صدر مقام میں ہوتا ہے۔ جہاں بادشاہ کا دیوان
اور صوبہ کے تمام حکام موجود ہوتے ہیں۔
سوال دے کر کوٹھریوں پر پہرے کھڑے کر دیتے
ہیں۔ جس طالب علم کے جواب میں ایک
حرف کے لکھنے کی بھی چوک ہو جائے اس
کے کاغذ پھینک دئے جاتے ہیں۔ اور ان
کے نشان کتر کر دروازہ پر سب ایک جگہ
چپکا دیتے ہیں۔ کہ اپنا اپنا نشان پہچان کر
دل میں سمجھ جائیں۔ اس ترکیب سے ہر شخص
کو اپنے حال کی خبر بھی ہو جاتی ہے اور
مجلس میں سب کے سامنے ذلیل بھی نہیں
ہوتا۔ جو لوگ اس چوتھے امتحان میں کامل
نکلتے ہیں گویا ان کی قسمت جاگی۔ ان کے
نام لکھ کر جا بجا شہر میں لٹکائے جاتے ہیں
ان کے ماں باپ اور رشتہ داروں کو بلوا کر

بڑی خاطر تواضع ہوتی ہے - اور دعوت دی
جاتی ہے - خلعت دیتے ہیں - اور اُس دن
سے وُہ رئیس اور امیر کہلاتے ہیں - اُودے
رنگ کا کپڑا سیاہ گوٹ لگا ہؤا پہنتے ہیں -
اور سونے کی چڑیا ٹوپی میں لگاتے ہیں -
سب طرح کے سرکاری عہدے اُنہیں مل
سکتے ہیں - اگر سلیقہ اور تمیز سے کام
کریں - تو چند روز میں بڑے مال دار
ہو جاتے ہیں - چوتھے اِمتحان کے بعد دو
درجے اور ہیں - جو لوگ اُس کی بھی خواہش
رکھتے ہیں وُہ شہر پیکن یعنی تخت گاہ چین
میں آکر اِمتحان دیتے ہیں - یہ اِمتحان بھی
تین برس کے بعد دینا ہوتا ہے - ہر اِمتحان
میں قریب تین سو کے کامل نکلتے ہیں -
اُن تین سو کا اِمتحان بادشاہ کے سامنے لیا
جاتا ہے - اِس آخری اِمتحان میں جو فتحیاب
ہؤا وُہ گویا حد کو پہنچ گیا - اُسے نقارہ اور
نشان کے ساتھ بڑے جلوس سے شہر میں
پھراتے ہیں - وزارت کا عہدہ اگر خالی ہو

تو انھی لوگوں میں سے کسی کو دیا جاتا ہے ۔

۵۔ بہ نسبت سپاہ اور اہلِ سیف کے اہلِ علم کی قدر زیادہ ہے اور مہاجنوں اور اور مال داروں کی نسبت زمینداروں کی قدر زیادہ ہے ۔ یہاں تک کہ سال بھر میں ایک دفعہ بادشاہ خود اپنے ہاتھ سے ہل جوتتا ہے اور اُس دن کو گویا عید کا دن تصوّر کرتے ہیں ۔

شمس العلما مولوی محمد حسین آزاد

سوالات

۱۔ چین کے لوگوں کا مختصر حال بتاؤ ۔

۲۔ چینیوں کے مذہب کے کیا کیا احکام ہیں ؟

۳۔ نیچے کے الفاظ کو خوشخط لکھو اور اُن کے معنی بھی لکھو :-

احکام ۔ کاہل ۔ کینہ ور ۔ خوش اخلاق ۔ واجبات ۔ مفروات ۔ انشا پردازی ۔ سلیقہ ۔

۵۵- مُفلسی میں تسلّی

۱ بے زری کا نہ کر گلہ غافل
رکھ تسلّی کہ یوں مُقدّر تھا

۲ اتنے مُنعِم[1] جہان میں گزرے
وقت رِحلت کے کس کنے زر تھا

۳ صاحبِ جاہ و شوکت و اِقبال
دیکھ ازانجملہ[2] اِک سکندر تھا

۴ تھی یہ سب کائنات زیرِ نگیں
ساتھ مور و ملخ سا لشکر[3] تھا

۵ لعل و یاقوت ہم زر و گوہر
چاہیئے جس قدر میسّر تھا

۶ آخر کار جب جہاں سے چلا
ہاتھ خالی کفن سے باہر تھا

۷ خوش رہا جب تلک رہا جیتا
میر معلوم ہے قلندر تھا

میر

---

[1] دولتمند ۔ [2] ان میں سے ۔ [3] کثیر لشکر ۔

۵۶- ایروپلین یا ہوائی جہاز

۱- ہر صدی میں لوگ برابر غور کرتے رہے ہیں - کہ کوئی طریقہ نکالیں - جس سے انسان بھی پرندوں کی طرح ہوا میں اُڑ سکے - مگر کامیابی نہ ہوئی - لیکن اٹھارھویں صدی عیسوی میں سائنس دان لوگوں کو اُس میں کچھ کچھ کامیابی کی اُمید ہو گئی +

۲- ۱۷۶۶ء میں ایک انگریز مسٹر کیونڈش نے ثابت کیا - کہ ہیڈروجن گیس (ایک ہوا کا نام ہے) معمولی ہوا سے کئی دس حصے ہلکی ہے + ایڈنبرا کے ایک ڈاکٹر نے سوچا کہ کسی پتلی سی ربڑ کی تھیلی میں ہیڈروجن گیس بھر کر اُس کا منہ اچھی طرح بند کر دیں - اور اُسے ہوا میں اُڑائیں تو وہ ضرور آسمان کی طرف جائیگی + بہت سے تجربے کئے گئے - لیکن پوری کامیابی نہ ہوئی کیونکہ جس تھیلی میں گیس بھرتے تھے

اُس میں سے کسی نہ کسی طرح گیس نکل جاتی تھی ؎

۳ - آخرکار مُلک فرانس کے دو شخصوں نے بہُت سے بڑے بڑے تھیلے گرم ہوا سے بھر کر اُڑائے - اِس کے بعد ایک اَور سائنس دان نے ہیڈروجن گیس بھر کر ایک غبارہ بنایا - جو صرف تین منٹ میں تین ہزار فٹ اُونچا اُڑا - اَور بادلوں میں نظر سے غائب ہو گیا - پَون گھنٹے کے بعد وہاں سے پندرہ میل دُور ایک مقام پر گر پڑا ؎

۴ - یورپ میں اب اِس کا عام چرچا ہو گیا اَور سب سائنس کے جاننے والے اِدھر مُتوجّہ ہو گئے اَور دو نئی باتیں دریافت کر لیں - ایک تو یہ کہ گرم ہَوا سے غُبارہ اُڑایا جا سکتا ہَے - دُوسری یہ کہ ہیڈروجن گیس سے بھرا ہُوا غُبارہ ہَوا میں زیادہ آسانی سے اُڑ سکتا ہَے - اُس وقت تک کسی شخص کو اِتنی ہمّت نہ ہُوئی تھی کہ خُود غُبارے

میں بیٹھ کر اُڑے - لیکن پہلا آدمی ایم-ڈی روزیئر گرم ہوا کے ایک غبارے میں بیٹھ کر پیرس میں پانسو فٹ کی بلندی پر اُڑا - اور اس کے بعد پروفیسر چارلس نے ہیڈروجن گیس کے ایک غبارے میں بیٹھ کر پیرس میں شاہی محل سے ستائیس میل تک ہوا میں پرواز کی *

۶ - اس کے بعد مسٹر گلیشر نے کمال دکھایا - اُس نے ایک شخص کو اپنے ساتھ غبارے میں بٹھایا - اور سطح زمین سے سینتیس ہزار فٹ یعنی سات میل سے بھی زیادہ بلندی پر اُڑا - کہتے ہیں - کہ ان دونو بہادر آدمیوں کو بہت خطروں کا سامنا کرنا پڑا - مسٹر گلیشر تو سات منٹ تک بالکل بے ہوش رہے - اور اُن کے ساتھی کے ہاتھ سردی کی وجہ سے اس قدر ٹھٹھر کر رہ گئے کہ ہیڈروجن گیس کے تھیلے کی رسّی کھینچنا دشوار تھا - رسّی تھیلے کے منہ پر بندھی تھی - ہیڈروجن گیس کیسے خارج ہو - اور

اَور کچھ طُوفان سے تباہ ہو گئے ۔

۸۔ اور لوگ بھی اِسی فکر میں تھے ۔ کہ کوئی ایسا ہوائی جہاز بنانا چاہیئے ۔ جو بغیر گیس کے اُڑے ۔ چنانچہ ایروپلین بنایا گیا ۔ اِس کی شکل بالکل پرِندے کی سی ہوتی ہَے ۔ تم نے اکثر اِسے اُڑتے دیکھا ہو گا ۔ اگر بہُت اُونچا اُڑ رہا ہو ۔ تو پرِندے میں اَور اِس میں کوئی فرق معلوم نہیں ہوتا ۔

۹ ۔ پرِندے اُڑتے وقت پَروں کو ہِلاتے اَور ہَوا کو چیرتے جاتے ہَیں ۔ اِسی طرح ایرو پلین اُڑتا ہَے ۔ اِس میں ایک پنکھا سا لگا ہوتا ہَے ۔ جو بڑے زور سے گھُومتا ہَے ۔ اور ایروپلین کو ہوا میں نیچے نہیں گرنے دیتا ۔ اِدھر اُدھر موڑنے اَور نیچے اُتارنے کے لِئے چھوٹا سا انجن لگا ہُوا ہَے ۔

۱۰ ۔ اب تو ہوائی جہاز بہُت عام ہو گئے ہَیں ۔ ڈاک بھی اُن پر آتی جاتی ہَے ۔ وُہ وقت بھی آنے والا ہَے کہ ہِندوستان سے

اِنگلستان تک کا سَفر بہُت جلد طے ہو جایا کریگا - اَور عام لوگ کرایہ دے کر اُن میں سوار ہُؤا کرینگے ؞

سوالات

۱ - اوّل اوّل غُبارہ کِس نے ایجاد کیا - اُس میں کیا کیا نقص تھے ؟

۲ - ایروپلین اَور غُبارہ کا مُقابلہ کرو ؞

۳ - نیچے لِکھے ہُوئے الفاظ کو صاف خُوشخط لِکھّو اَور معنی بتاؤ :-

ہیڈروجن - تجرِبہ - ٹِھٹھر گئے ؞

۵۷ - اِس ہاتھ دے اُس ہاتھ لے

۱ دُنیا عجب بازار ہے کُچھ جنس یاں کی ساتھ لے
نیکی کا بدلہ نیک ہے بَد سے بَدی کی بات لے

۲ میوہ کھلا میوہ مِلے پھل پھُول دے پھل پات لے
آرام دے آرام لے دُکھ درد دے آفات لے

۳ کلجگ نہیں کرجگ ہے یہ یاں دن کو دے اور رات لے
کیا خوب سودا نقد ہے اس ہاتھ دے اُس ہاتھ لے

۴ کانٹا کسی کے مت لگا گر مثلِ گل پھولا ہے تو
وہ تیرے حق میں زہر ہے کس بات پر بھولا ہے تو

۵ مت آگ میں ڈال اور کو پھر گھاس کا پولا ہے تو
سن رکھ یہ نکتہ بے خبر کس بات پر پھولا ہے تو

۶ کلجگ نہیں کرجگ ہے یہ یاں دن کو دے اور رات لے
کیا خوب سودا نقد ہے اس ہاتھ دے اُس ہاتھ لے

۷ جو اور کو پھل دیویگا وہ بھی سدا پھل پاوے گا
گیہوں سے گیہوں جو سے جو چاول سے چاول پاوے گا

۸ جو آج دیوے گا یہاں ویسا ہی وان کل پاوے گا
کل دیوے گا کل پاوے گا۔ کل پاوے گا کل پاوے گا

۹ کلجگ نہیں کرجگ ہے یہ یاں دن کو دے اور رات لے
کیا خوب سودا نقد ہے اس ہاتھ دے اُس ہاتھ لے

۱۰ جو چاہے لے چل اس گھڑی سب جنس یاں تیار ہے
آرام میں آرام ہے آزار میں آزار ہے

۱۱ دنیا نہ جان اس کو میاں دریا کی یہ منجدھار ہے
اوروں کا بیڑا پار کر تیرا بھی بیڑا پار ہے

۱۲ کلجگ نہیں کرجگ ہے یہ یاں دن کو دے اور رات لے

کیا خُوب سودا نقد ہے اِس ہاتھ دے اُس ہاتھ لے

۱۳ تُو اَور کی تعرِیف کر تجھ کو ثنا خوانی ملے
کر مُشکِل آساں اَور کی تجھ کو بھی آسانی ملے

۱۴ تُو اَور کو مہمان کر تجھ کو بھی مہمانی ملے
روٹی کھلا روٹی ملے پانی پلا پانی ملے

۱۵ کلجگ نہیں کرجگ ہے یہ یاں دِن کو دے اَور رات لے
کیا خُوب سَودا نقد ہے اِس ہاتھ دے اُس ہاتھ لے

۱۶ کرجگ جو کُچھ کرنا ہو یاں یہ دم تو کوئی آن ہے
نُقصان میں نُقصان ہے اِحسان میں اِحسان ہے

۱۷ تُہمت میں یاں تُہمت لگے طُوفان میں طُوفان ہے
رحمان کو رحمان ہے شَیطان کو شَیطان ہے

۱۸ کلجگ نہیں کرجگ ہے یہ یاں دِن کو دے اَور رات لے
کیا خُوب سَودا نقد ہے اِس ہاتھ دے اُس ہاتھ لے

۱۹ یاں زہر دے تو زہر لے شکّر میں شکّر دیکھ لے
نیکوں کو نیکی کا مزہ مُوذی کو ٹکّر دیکھ لے

۲۰ موتی جو دے موتی مِلیں پتّھر میں پتّھر دیکھ لے
گر تجھ کو یہ باور نہیں تو تُو بھی کر کر دیکھ لے

۲۱ کلجگ نہیں کرجگ ہے یہ یاں دِن کو دے اَور رات لے
کیا خُوب سَودا نقد ہے اِس ہاتھ دے اُس ہاتھ لے

۲۲ اَپنے نفع کے واسطے مَت اَور کا نُقصان کر
تیرا بھی نُقصاں ہووے گا اِس بات پر تُو دِھیان کر
۲۳ کھانا جو کھا تو دیکھ کر پانی پیئے تو چھان کر
یاں پاؤں کو رکھ پھُونک کر اَور خوف سے گُذران کر
۲۴ کلجگ نہیں کرجُگ ہے یہ یاں دِن کو دے اَور رات لے
کیا خُوب سَودا نقد ہے اِس ہاتھ دے اُس ہاتھ لے
۲۵ غفلت کی یہ جاگہ نہیں یاں صاحب ادراک رہ
دِلشاد رکھ دلشاد رہ غمناک رکھ غمناک رہ
۲۶ ہر حال میں تُو بھی نظیرؔ اب ہر قدم کی خاک رہ
یہ وُہ مکاں ہے او میاں یاں پاک رکھ بیباک رہ
۲۷ کلجگ نہیں کرجُگ ہے یہ یاں دِن کو دے اور رات لے
کیا خُوب سَودا نقد ہے اِس ہاتھ دے اُس ہاتھ لے

نظیر اکبرآبادی

سوالات

۱- اِس نظم سے کیا سبق مِلتا ہے؟
۲- اخیر کے شعر کے معنی لکھ کر دِکھاؤ۔

۵۸- بنک

بنکوں کی ابتدا

۱- جوں جوں زمانہ گزرتا جاتا ہے ہماری ضروریات میں اہم اور نتیجہ خیز تبدیلیاں ہوتی جاتی ہیں - ایک زمانہ دنیا پر وہ گزرا ہے - جب سکے نہ تھے اور نیم مہذب انسان بڑی حد تک اپنی ضروریات کو خود ہی پورا کر لیا کرتے تھے - اور اگر کسی چیز کی ضرورت ہوتی تو پھر پریشانی کا سامنا ہوتا تھا - جب سکہ رائج ہوا - اور وہ سب چیزوں کے لئے معیار قدر و قیمت قرار پایا تو ایک بہت بڑی مصیبت سے انسان کو نجات ملی - ایک طویل عرصہ اسی طرح گزر گیا - ہمارے ملکی حالات ہماری عادات و خصائل بتاتے ہیں کہ بدامنی - شورش اور چوری کے خوف کے زمانہ میں یورپ میں یہ رواج

ہو گیا کہ لوگ عام طور پر سُناروں کے
پاس روپیہ پیسہ اور زیورات بطور امانت
رکھ آیا کرتے تھے۔ اور سُنار چونکہ اس کی
حفاظت کے خطرات اپنے ذمہ لے لیتے تھے
لہٰذا اُن کو امانت رکھنے والوں سے کچھ معاوضہ
بھی مِلا کرتا تھا۔ رفتہ رفتہ سُناروں کے پاس
بہت بڑی بڑی رقمیں جمع ہونی شروع
ہو گئیں۔ اور اُنہوں نے اپنا اندازہ کر کے
یہ فیصلہ کیا۔ کہ تمام لوگ اپنی امانتیں ایک
وقت تو واپس لینے نہیں آتے اگر دس
آدمی ایک سو پونڈ جمع کرا جائیں۔ تو اُن
میں سے کم از کم پچاس تو وہ دُوسروں کو
قرض دے سکتے ہیں۔ اور پچاس ضرورت
کے لئے بطور سرمایہ محفوظ رکھ سکتے ہیں۔
اِس اُصول پر اوّل اوّل موجودہ بنکنگ کی
بنیاد پڑی۔

۲۔ آج کل بنکوں کا کام اِس طرح چلتا
ہے۔ کہ کچھ آدمی آپس میں مِل کر ایک
بنک کھولتے ہیں۔ اِس کے حصّے فروخت

کئے جاتے ہیں - اور اُس کو دُوسری صنعتوں کی طرح ایک کار و باری حیثیت سے جاری کیا جاتا ہے - چھوٹی چھوٹی رقموں سے بڑا بڑا سرمایہ اکٹھا کیا جاتا ہے - بعض لوگ اپنا روپیہ بطور امانت جمع کرا دیتے ہیں تاکہ محفوظ رہے - اِس طرح بنک روپیہ اکٹھا کرتے ہیں - اور اِس روپیہ کو معقول ضمانت پر لوگوں کو خانگی ضروریات یا تجارت اور کار و بار کے لئے قرض دیتے ہیں - جو لوگ بنک میں روپیہ جمع کر دیتے ہیں اُن کو تو قرض کردہ ۳ فی صدی سُود دیا جاتا ہے - اور جو لوگ بنک سے قرض لیتے ہیں اُن سے ۵ فی صدی شرح کے حساب سے لیا جاتا ہے - اِس طرح ۲ فی صدی کے فائدہ پر بڑا بڑا کام چلتا ہے +

۳ - بنک کا ایک فائدہ تو یہ ہے کہ ہمارا روپیہ نہ صرف محفوظ رہتا ہے بلکہ اِس کی حفاظت کے علاوہ ہمیں کچھ معاوضہ بھی مِلتا ہے - قرض لینے والوں کو ساہوکاروں

کی نسبت نہایت آسان شرائط پر روپیہ مِلتا ہے۔ سارے مُلک کا روپیہ جو بے فائدہ صنڈوقوں میں بند یا زمین میں گڑا رہتا ہے۔ بنکوں کے ذریعے سے کروڑوں پونڈ تک پہنچ کر مُلک کی صنعت۔ تجارت غرضیکہ ہر ضروری اور فائدہ مند طریق پر استعمال کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً انگلستان والوں نے بنکوں کے ذریعے روپیہ صرف کرکے یہاں نہریں جاری کروا دیں۔ آج اس روپیہ کے سُود اور اصل کی ادائیگی کے بعد ہمارے مُلک کی پیداوار میں کروڑوں روپیہ سالانہ کا فائدہ ہو رہا ہے اور ہماری بنجر زمینیں سرسبز و شاداب ہو رہی ہیں۔ لاکھوں گھرانے عیش و آرام کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔

۴۔ بنک مُلکی تجارت کو بہت اِمداد پہنچاتے ہیں۔ لاہور سے دو ہزار کا سامان دُوسرے شہر میں منگوایا جائے۔ تو منگوانے والا بجائے اس کے کہ دو ہزار روپیہ اپنے جسم پر اُٹھائے پھرے جو بعض اوقات وبالِ جان

بھی ثابت ہوتا ہے۔ بنک پر ایک چیک کاٹ کر بھیج دیتا ہے۔ اور مال بھیجنے والا بنک سے قیمت وصول کر لیتا ہے۔ اس طرح روپیہ بھیجنے بھجوانے میں بڑے بڑے ملکوں میں کروڑوں روپیہ سالانہ کا فائدہ ہوتا ہے +

۵۔ ہندوستان میں انگریزی تسلّط سے پیشتر بھی صرّافہ اور ساہوکارہ جاری تھا۔ ہنڈیاں چلتی تھیں۔ اور اُس زمانے کی ضروریات کے مطابق اچھّا کام ہوتا تھا۔ اکبر کے زمانے میں ہنڈیاں دُور دُور تک کام کرتی تھیں۔ مگر موجودہ زمانے کی ضروریات کے لئے وُہ پُرانا دستور کچھ زیادہ اچھّا اور مفید نہ تھا۔ لہٰذا بنکنگ کا اپنی موجودہ صورت میں جاری کیا جانا ضروری ہُوا۔ عُمدہ بنکنگ کے بغیر دُنیا کا کوئی ملک ترقی نہیں کر سکتا۔ اور خود حکومت کے باقاعدہ وظائف کی انجام دہی کے لئے بھی اس کا قیام اشد ضروری ہے +

۶۔ پہلے تو بنگال۔ بمبئی اور مدراس میں

تین بڑے بنک جاری تھے ۔ ۱۹۲۱ء میں اُن
کو امپیریل بنک آف انڈیا میں شامل کر دیا
گیا ۔ اِس بنک کو اِس وجہ سے کہ وُہ حکُومت
کی طرف سے رُقوُم وُصول اَور ادا کرتا ہے ۔
بعض امتیازات حاصِل ہَیں ۔ اِس بنک کی
۱۹۲۶ء تک قریباً ایک سو شاخیں کھُل گئی
ہَیں ۔ اُس کی شاخوں میں ہندوستانیوں کو
بنک کے کار و بار سِکھلانے کی سہولتیں
بہم پُہنچائی جا رہی ہیں ۔

۷ ۔ بنکنگ کے اُصُول سے واقفیت اَور
اُس کی ضرورت محسوس کرنے پر بہُت سے
بنک رائج ہو گئے ہَیں ۔

۸ ۔ ہندوستان میں اِس وقت ایک سَو کے
قرِیب بنکوں کے صدر مقام ہَیں ۔ جن کی
تین سے چار سَو تک شاخیں قائم ہیں ۔
اَیسے شہروں میں جِن کی آبادی دس ہزار یا
اِس سے زیادہ ہے ۔ ۲۵ فی صدی میں بنک
پائے جاتے ہَیں ۔ یہ امر قابِل افسوس ہے ۔
کہ ہندوستان میں مُلک کی ضرورت کے

لحاظ سے بنکنگ نے خاطر خواہ ترقی نہیں کی۔ مگر اِن افسوس ناک حالات کے لئے ہم خود ذمہ دار ہیں۔ ہندوستان میں سرمایہ بنکوں میں جمع کرانے کی عادت بہت کم ہے۔ روپیہ زمین میں دفن کر دیا جاتا ہے۔ یا زیورات یا جواہرات پر صرف کر دیا جاتا ہے۔ اگر اِس طرح پر ملک کا روکا ہُوا روپیہ اور فضول دفن کیا ہُوا روپیہ بنکوں کے ذریعہ سے اِستعمال کیا جا سکے تو مُلک پر ایک اَیسی فارِغُ البالی اَور خوش حالی کا دروازہ کُھل جائے۔ جس کا تصوّر ہی سمجھ دار لوگوں کے لئے اِس وقت اطمینان اور خوشی کا باعث ہو سکتا ہے۔ حکُومت مُلک میں بنکنگ کی آسانیوں کو وسیع کرنا چاہتی ہے۔ اَور ہم جانتے ہیں۔ کہ اِمپیریل بنک اسکیم کے مُطابق پانچ سال کے عرصہ میں سَو شاخیں ملک کے مُختلِف حصّوں میں کُھل جائیں گی +

بنک ہائے مبادلہ

آج دُنیا کا کار و بار صرف ایک مُلک تک

ہی محدود نہیں ہوتا۔ بلکہ دُنیا کا بہت بڑا
حصّہ کار و بار کی پیٹ میں ہوتا ہے ۔
بنکوں کا بھی یہی حال ہے ۔ چُنانچہ مُبادلے
کے بنک مُختلف ملکوں کے درمیان تجارتی
اغراض کو پُورا کرتے ہیں ۔ ہندوستان میں
۱۹۱۳ء میں بارہ بنک بغرض مبادلہ جاری تھے ۔
جن کی تعداد اب ۲۱ تک پہنچ گئی ہے ٭

حُکُومت

حُکُومت خاص اپنے اہتمام سے بنکوں کے
جاری کرنے میں حوصلہ افزائی فرما رہی ہے ۔
مگر عام بنک چونکہ عوام کے سرمایہ مُشترک
سے چلائے جاتے ہیں ۔ عوام کو دُوسروں
کی عیاری یا دھوکہ دہی سے محفُوظ رکھنا
لازمی ہے ۔ اِس لئے بنکوں کے جاری کرنے
کے لئے حُکُومت کی اجازت کا حاصِل کرنا
ضرُوری اور اُس کے مُقررہ قواعد کی پابندی
لازمی ہے ٭

سوالات

۱- بنکوں سے کیا فائدے ہیں ؟

۲- بنک نہیں تھے تو لوگ کِس طرح روپیہ رکھا کرتے تھے ؟

۳- ذیل کے الفاظ خوش خط لکھو اور معنے بتاؤ :-

معیار - معاوضہ - امداد - امتیازات - فارغ البالی ؛

۴- ذیل کے الفاظ اگر جمع ہیں تو اُن کے واحد بتاؤ اگر واحد ہیں تو جمع بتاؤ :-

حالات - ضروریات - خطرات - مصیبت - [illegible] - رُقوم ؛

مسٹر پی - این رام پال پبلشر نے امرت الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام بابو الیشر داس بھارگو چھپوائی۔